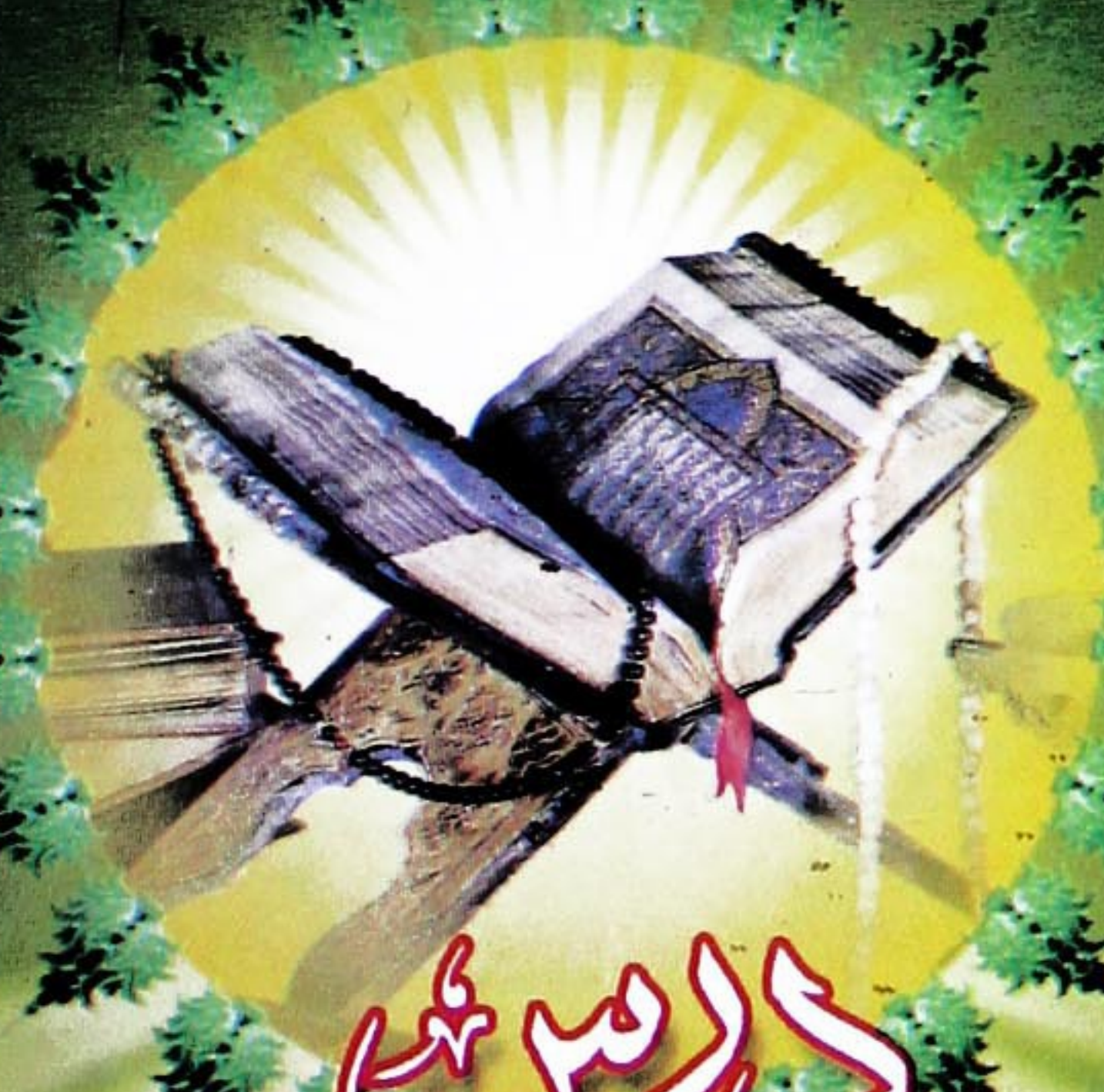


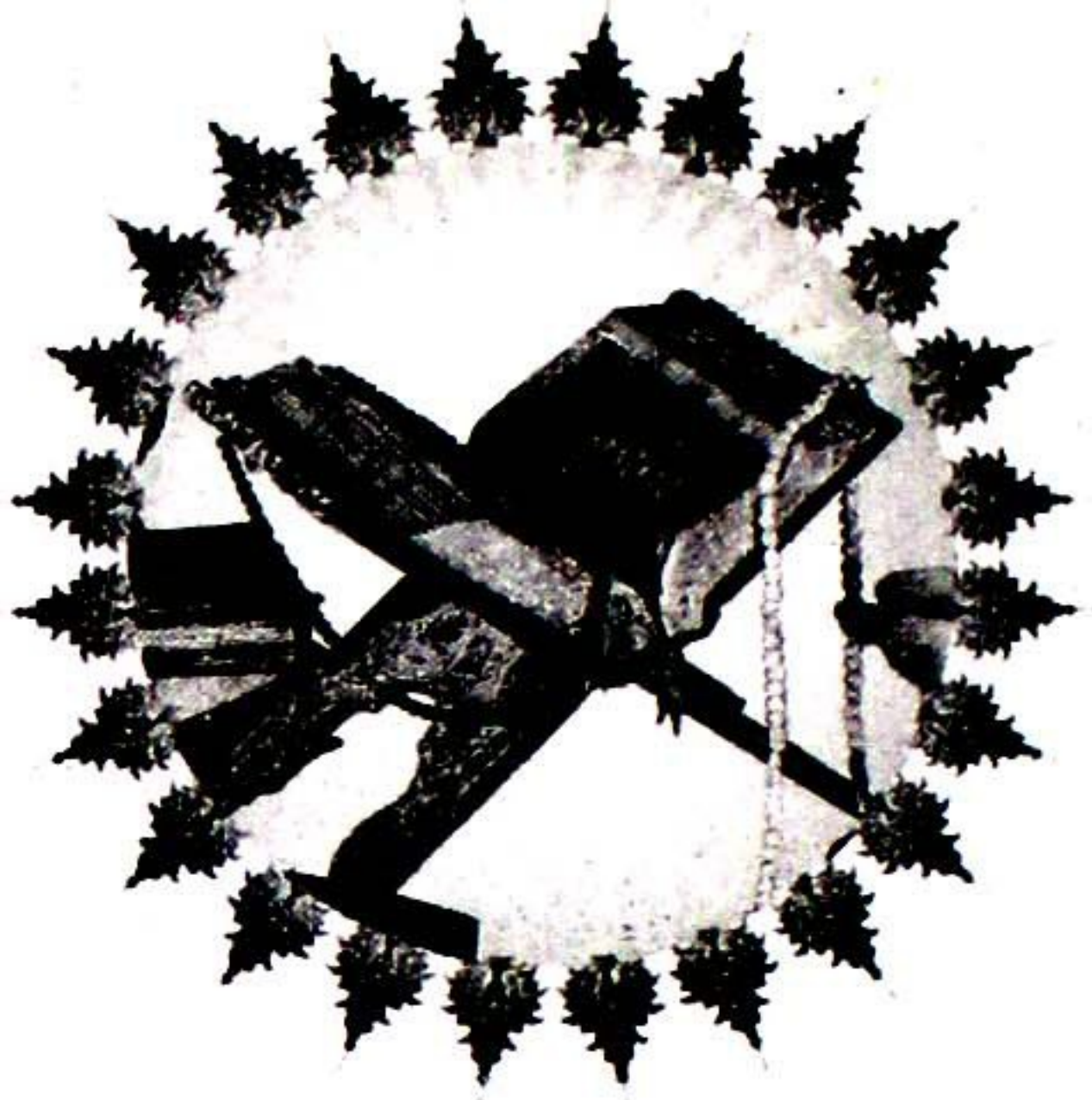
۱۸۶۲



دار میں اقراء و اجلس

پہلی جلد
علامہ علامہ مصطفیٰ عجمی

قادیان رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور



درس

افغان و اعراب

تالیف

علامہ علامہ مصطفیٰ مجیدی

Phone
0333-4383766
042-7213575

قادی رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

بنگاہ رحمت

حضور امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی فاروقی قدس سرہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

☆☆☆

85253

نام کتاب درس القرآن والحديث
مؤلف علامہ غلام مصطفیٰ مجددی (ایم۔ اے)
پروف ریڈنگ غلام دستگیر احمد
صفحات 256
بار اول 2006ء
سرورق فیضی گرافکس
تحریک چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر چوہدری عبدالجید قادری
قیمت <u>155</u> روپے

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766

انتساب



وارث فیوضات نقشبندیہ، حامل تجلیات مجددیہ

میرے شیخ کریم

حضور قبلہ عالم مولانا محمد نور الدین نقشبندی مجددی قدس سرہ

بانی خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ شکر گڑھ

کے نام

جن کی توجہات مبارکہ سے

اس عاجز کو قلم و قرطاس کی دولتیں نصیب ہوئیں



یا الہی کھول دے عرفان سے سینہ مرا

شیخ نور الدین میرے دلربا کے واسطے



﴿مجددی﴾

﴿..... آئینہ کتاب﴾

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
7	ایمان والوں سے خطاب	1
9	توحید و رسالت کا نصاب	2
11	عظمت مصطفیٰ ﷺ کے نظارے	3
13	سطوت مصطفیٰ کے اشارے	4
15	سارے جہانوں کیلئے رحمت	5
17	سارے زمانوں کیلئے بہجت	6
19	اہل قرابت	7
21	آل رسالت	8
23	افتخار ولایت	9
26	اختیار ولایت	10
29	میلا د کی فرحت	11
31	میلا د کی عظمت	12
33	صدیق کی عظمت	13
35	صدیق کی خلافت	14
37	اعلان ختم نبوت	15
41	عرفان ختم نبوت	16
44	معراج مصطفیٰ	17
49	دیدار کبریا	18
54	رمضان کی ہدایات	19
58	رمضان کی کرامت	20

62	جمال محبت	21
66	کمال اطاعت	22
71	دلائل درود و سلام	23
76	فضائل درود و سلام	24
80	عرفان خلیل	25
87	شان اسماعیل	26
89	معراج شہادت	27
93	سرتاج شہادت	28
96	ولیوں کی حکایت	29
99	ولیوں کی ولایت	30
102	آگیا وہ نور والا	31
106	جس کا گھر گھر ہے اجالا	32
109	تاجدار صداقت	33
113	پاسدار رسالت	34
116	وما ائبل بہ کاراز	35
120	مسئلہ نذرو نیاز	36
125	سماعت موتی	37
130	شناخت موتی	38
135	حاکمیت مصطفیٰ ﷺ	39
139	قاسمیت مصطفیٰ ﷺ	40
144	ہر لمحہ مدانور	41
150	ہر لحظہ نیا طور	42
155	جہاد کی فرضیت	43

161	جہاد کی اہمیت	44
166	اہل صداقت	45
169	اہل ضلالت	46
174	سرکار آئے الحمد للہ	47
180	قرآن لائے الحمد للہ	48
184	تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا	49
188	تیری خلق کو حق نے جمیل کیا	50
192	معراج کا سماں ہے	51
196	حسن خدایاں ہے	52
199	حکمت شب برات	53
208	مری سرکار زندہ ہے	54
213	نبی عمخوار زندہ ہے	55
218	میدان احد	56
222	وجدان احد	57
227	اہل جنت	58
231	اہل سنت	59
237	صبر پیہم کی ضرورت	60
241	ماتم کی مروجہ صورت	61
246	تاجدار شریعت	62
252	شہریار شریعت	63
		64

درس قرآن:

..... ایمان والوں سے خطاب ❁

فرمان کبریا ہے:

اے ایمان والو! سو، دو اور نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے O اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کر رکھی ہے O اور اللہ و رسول کے فرمانبردار رہو اس امید پر کہ تم رحم کیے جاؤ O اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمین آجائیں۔ پرہیزگاروں کے لئے تیار کر رکھی ہے O اور جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں O اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں، اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں، اور گناہ کون بخشے سو اللہ کے اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اڑائی نہ جائیں O ایسوں کو بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ ان میں رہیں، اور کامیوں کا کیا اچھا ننگ ہے O تم سے پہلے کچھ طریقے برتاؤ میں آچکے ہیں، تو زمین میں چل کر دیکھو، کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا O یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور پرہیزگاروں کو نصیحت ہے، اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ، تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو O اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچی تو وہ لوگ بھی ویسی ہی تکلیف پا چکے ہیں اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لئے باریاں رکھی ہیں اور اس لئے کہ اللہ

پہچان کرادے ایمان والوں کی اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے، اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو O اور اس لئے کہ اللہ مسلمانوں کا نکھار کر دے اور کافروں کو مٹا دے O کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی O (آل عمران: ۱۳۰-۱۳۲)

..... ﴿ اشارات ﴾

..... ﴿ سورت آل عمران کی ان آیات قدسیہ میں اللہ کریم نے ایمان والوں کو مخاطب فرمایا ہے۔ ان آیات قدسیہ سے چند اشارات معلوم ہوتے ہیں۔

..... ﴿ اگر فلاح چاہتے ہو اور جہنم کی آگ سے آزادی چاہتے ہو تو سود اور اس لعنت کے جملہ متعلقات سے پرہیز کرنا پڑے گا۔

..... ﴿ جنت اتنی وسیع ہے کہ زمین و آسمان بھی اس کی وسعتوں میں سما جاتے ہیں۔ وہ پرہیزگاروں کا انعام ہے۔

..... ﴿ سخی، بردبار اور عفو والے لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سزاوار ہیں۔ اگر کسی انسان سے گناہ سرزد ہو جائے۔ وہ اپنے رب کریم کے حضور توبہ کرے تو اسے بخشش و رحمت کی امید رکھنی چاہیے۔ توبہ کرنے والے اسے پسند ہیں۔

مخنتی اور عزم والے مسلمان ضرور کامیاب ہوتے ہیں۔ انسان پر اچھے اور برے دن آتے ہیں۔ اسے ہر حال میں اپنے رب کریم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ جنت کے راستے میں کچھ امتحانات ہیں۔ ان کو عبور کرنے کے لئے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہیے اور اس کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنا چاہیے۔



درس حدیث:

..... ﴿توحید و رسالت کا نصاب﴾

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عطار رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کچھ اصحاب سے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لڑکی ملازمہ تھی، لڑکی بکریاں چراتی تھی، ایک دن ایک بھیڑیا فریبہ بکری اٹھا کر لے گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس نے بتایا تو انہوں نے غصے میں آ کر اس کے ایک تھپڑ مارا، پھر نادوم ہوئے اور اس کا ذکر حضور ﷺ سے کیا، حضور ﷺ نے فرمایا تم نے ایک بے قصور مومنہ کو تکلیف دی، انہوں نے عرض کیا وہ تو ایک حبش عورت ہے، اس کو ایمان سے کیا عرض، حضور ﷺ نے اس کو بلوایا اور پوچھا خدا کہاں ہے، اس نے جواب دیا آسمان میں، اور پوچھا میں کون ہوں، اس نے جواب دیا، اللہ کے رسول، حضور ﷺ نے فرمایا، یہ مومنہ ہے۔ اس کو آزاد کر دو، (مسند امام اعظم باب ۳)

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہم حضور ﷺ کے پاس تھے حضور نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا چلو، اپنے ہمسائے یہودی کے لڑکے کی عیادت کریں، جب حضور وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ عالم نزع میں ہے۔ آپ نے اس کی حالت پوچھی اور فرمایا کہ کہو اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اس کا رسول ہوں، لڑکے نے باپ کی طرف دیکھا مگر وہ نہ بولا، حضور نے پھر دعوت دی، اس نے پھر باپ کی طرف دیکھا، اب اس نے کہا

اقرار کر لے، اس نے اقرار کر لیا، کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا الحمد لله الذی انقذنی نسمته من النار، تمام تعریف اللہ کی جس نے میرے وسیلے سے ایک انسان کو آگ سے بچایا۔ (ایضاً)

..... اشارات ❁

❁..... ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضور ہر ایک کے ایمان سے واقف ہیں، اسی لئے تو اس لڑکی کے بارے میں فرمایا وہ مومنہ ہے بعد میں اس کی تصدیق بھی ہو گئی۔

❁..... لڑکی کا کہنا کہ خدا آسمان میں ہے، عرفا ہے کہ آسمان اس کی تجلیات و فیوضات کا مرکز ہے نایہ کہ وہ آسمان میں منحصر ہے، ان اللہ علی کل شئی محیط " وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، اس کی شان پر نص قطعی ہے، اس قسم کی احادیث سے مجسمہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کے لئے صرف سمت فوق کو متعین کرتے ہیں، حالانکہ سمت فوق حادث ہے اور اللہ تعالیٰ محل حوادث نہیں قدیم ہے، اور ہر جگہ ہے، سوان احادیث کا وہ مفہوم نہیں جو ان کی عقل ناقص نے تراشا ہے، لڑکی کے اتنے الفاظ کو اس لئے کافی سمجھا گیا کہ اس کے دل و دماغ میں تصور تو حید موجود ہے اللہ اعلم و رسولہ اس موضوع پر امام بریلوی علیہ الرحمہ کی کتاب الصمصام نہایت قابل دید ہے۔

❁..... ہمسائے کے حقوق میں سے ہے کہ وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کی جائے۔

❁..... نجات کا دار و مدار تو حید و رسالت کی گواہی پر ہے۔

❁..... تو حید و رسالت کے اقرار کی دولت حضور کے وسیلہ سے ملتی ہے، گویا نجات و معرفت انہی کے کرم سے ہوگی، اسی لئے فرمایا اللہ تعالیٰ کی تعریف کہ اس نے میرے وسیلے سے ایک انسان کو آگ سے بچالیا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

درس قرآن:

..... ﴿ عظمت مصطفیٰ کے نظارے ﴾

فرمان کبریا ہے!

’نہیں ہیں محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر۔ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ۵ اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب یاد کیا کرو ۵ اور اس کی پاکی بیان کرو، صبح اور شام ۵ وہی ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے، اور اس کے فرشتے تاکہ تمہیں نکالیں تاریکیوں سے نور کی طرف اور وہ ایمان والوں پر بے حد رحم فرمانے والا ہے ۵ جس دن وہ اس سے ملیں گے ان (کی ملاقات) کا تحفہ سلام ہوگا۔ اور ان کے لئے عظمت والا اجر ہے ۵ اے نبی بے شک ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ۵ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا آفتاب ۵ اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے ۵ (سورۃ الاحزاب آیت ۴۰ تا ۴۷)

..... ﴿ اشارات ﴾

سورۃ الاحزاب کی مندرجہ بالا آیات مبارکہ میں سے یہ اشارات واضح ہوئے ﴿..... حضور تا جدار ختم نبوت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نیز آپ کی مثال کا پیدا ہونا ممکن نہیں۔ اور اس پر قرآن و حدیث کے زبردست دلائل موجود ہیں۔ اسی پر تمام امت مسلمہ کے ایمان کا دار و مدار ہے۔

..... خدا کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے۔ اور ساتھ ہی اس کے پیارے محبوب دانائے
غیب ﷺ کا ذکر بھی کہ یہی خدا کی سنت ہے اور یہی اہل خدا کی عادت ہے۔

..... اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے۔ بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق اس کا درود
بھیجنا یہ ہے کہ وہ فرشتوں کی جماعت میں اپنے محبوب کی تعریف کرتا ہے، اس آیت کی
روشنی میں وہ گویا اپنے محبوب کے غلاموں کی بھی تعریف کرتا ہے۔ فرشتے دعا کرتے ہیں۔
..... اہل ایمان کیلئے اللہ کی طرف سے سلامتی ہے۔

..... نبی کا معنی غیب کی باتیں بتانے والا ہے۔

..... حضور شاہد کل بن کر آئے ہیں۔ یعنی ازل سے لے کر ابد تک ایمان والوں کے
ایمان، کفر والوں کے کفر اور نفاق والوں کے نفاق کو جانتے ہیں۔ اللہ کی تمام مخلوق پر گواہ
ہیں اور کائنات کے لئے حاضر و ناظر ہیں۔ اس پر تمام اہل حق مفسرین کا اتفاق ہے۔

..... شاہد کا معنی محبوب بھی ہے۔ حضور خدا کے بھی محبوب ہیں۔ خدائی کے بھی محبوب ہیں

..... مبشر ہیں..... نذیر ہیں..... داعی ہیں..... سراج منیر ہیں..... اللہ اکبر، اللہ نے
کتنی عظمتیں اپنے محبوب پر نچھاور فرمادیں۔

..... حضور پر نور ﷺ کی ذات والا کا تشریف لانا اللہ کا فضل کبیر ہے..... کیا کوئی
ایمان والا اس فضل کبیر کے حصول پر خوشیاں نہ منائے۔



غلام زار پر سرکار کی نظر کرم سمجھو،
بلا کی یورشوں میں مسکرانا ہم کو آتا ہے

درس حدیث:

..... ﴿سُطُوتِ مِصْطَفَىٰ كِے اِشَارَے﴾

فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے!

میں تمہارا امیر سامان ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں۔ اور میں یہاں سے اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ یا زمین کی کنجیاں۔ اللہ کی قسم مجھے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے۔ ہاں یہ خوف ہے کہ تم دنیا دار بن جاؤ گے۔ (بخاری شریف)

..... ﴿اِشَارَاتِ﴾

..... ﴿حَضُورِ مَجْرٍ صَادِقِ ﷺ﴾ کے اس فرمانِ عالی شان سے اہل ایمان کو مندرجہ ذیل اشارات معلوم ہوئے۔

..... ﴿حَضُورِ شَفِيعِ مَعْظَمِ ﷺ﴾ قیامت کے دن اپنے غلاموں کو قیامت کی ہولناکی سے بچانے کیلئے تدبیر فرمائیں گے۔ اس سے حضور ﷺ کی شفاعت و وجاہت ثابت ہوئی۔

..... ﴿حَضُورِ نُوْرِ مَجْسَمِ ﷺ﴾ تمام انسانوں کے بارے میں بارگاہِ خداوندی میں شہادت فراہم کریں گے۔ اس سے ان کا انسانوں کے عقائد و اعمال اور ان کی جملہ جزئیات سے آشنا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ شہادت ناقص ہو جائے گی جو یہاں ممکن نہیں۔

..... ﴿حَضُورِ دَانَاۓ غِیُوبِ ﷺ﴾ زمین پر رہ کر جنت میں اپنے حوض کوثر کا مشاہدہ کر سکتے ہیں تو مدینہ طیبہ میں رہ کر زمین کے گوشے گوشے میں موجود اپنے غلاموں کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ عالم شہادت میں رہ کر عالم غیب کو دیکھنا مشکل ہے اور عالم شہادت میں

رہ کر عالم شہادت کو دیکھنا آسان ہے۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم و فضل سے ہر مشکل کو آسان کرنے پر مکمل اختیار رکھتے ہیں۔

..... حضور مختار کل ﷺ زمین کے وارث ہیں، خزانوں کے مالک ہیں، جسے چاہیں، جب چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔ اللہ دینے والا ہے، یہ تقسیم کرنے والے ہیں۔ حضور ﷺ کو بے اختیار ماننا حضور کے اس فرمان سے بغاوت ہے، اور پرلے درجے کی گمراہی ہے،

..... معلوم ہوا ان عقیدوں کو ماننے سے آدمی مشرک نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضور نے ان عقیدوں کی وضاحت فرمانے کے بعد یہ فتویٰ دیا کہ تم گویا ان عقیدوں کی وجہ سے مشرک نہیں ہو گے، اس پر قسم بھی اٹھائی۔ اب ان عقیدوں کو مشرکانہ تصور کرنا حضور کے گستاخوں کا کام تو ہو سکتا ہے۔ ان کی نبوت پر یقین کرنے والے غلاموں کا نہیں۔

..... امت مسلمہ مشرک نہیں ہوگی۔ دنیا دار ہو سکتی ہے۔ ہمیں دنیا داری سے بچ کر دین داری میں زندگی بسر کرنی چاہیے۔



جہاں کو رزق دیتا ہے خدا ہی مگر دیتا ہے صدقہ مصطفیٰ کا

غموں میں یا رسول اللہ کہنا

طریقہ ہے ہر اک عبد خدا کا

درس قرآن:

..... ﴿سارے جہانوں کیلئے رحمت﴾

اللہ رب کائنات جل جلالہ نے فرمایا!

اور بے شک نصیحت (کا ذکر کرنے) کے بعد ہم نے زبور میں لکھ دیا ہے کہ یقیناً زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے ۵ بیشک اس (قرآن) میں عبادت کرنے والوں کے لئے (اصل مقصود تک) پہنچانے والی باتیں ہیں ۵ اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو (اے محبوب) مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے ۵ (سورۃ الانبیاء)

..... ﴿اشارات﴾

﴿..... قرآن پاک نے کھول کر بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے پاس کچھ نہیں ہوتا جبکہ اس کے پاک بندے جہان کن فکان کے وارث ہوتے ہیں۔ وہ جدھر چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔ یہ ساری کائنات ان کے اختیارات کی جولانگاہ ہوتی ہے۔﴾

﴿..... قرآن پاک انسان کو منزل مقصود پر پہنچاتا ہے۔ انسان میں عبادت کی تڑپ ہونی چاہئے۔ پھر اس کے انوار و تجلیات اس کے عقائد و اعمال کو روشنیوں سے منور کر دیتے ہیں۔﴾

﴿..... حضور محبوب کائنات ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔ اس کی ربوبیت تمام جہانوں کے لئے عام ہے۔ حضور رحمتہ للعالمین ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت تمام جہانوں کے لئے عام ہے۔﴾

﴿..... یہ بہترین نعت ہے۔﴾

﴿..... حضور، اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ لہذا زندہ ہیں..... حاضر و ناظر ہیں.....﴾

شاید کل ہیں..... مددگار ہیں..... فریادرس ہیں..... قریب تر ہیں..... جانتے ہیں.....
آپ کے فیض سے ہر کوئی بقدر ظرف مستفیض ہو رہا ہے.....

..... حضور تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ اور اس کے بنائے ہوئے تمام جہانوں کے درمیان سب سے بڑا وسیلہ ہیں..... عظیم برزخ ہیں..... جس کو جو ملتا ہے حضور کے دم سے ملتا ہے..... اللہ تعالیٰ دیتا ہے، حضور تقسیم فرماتے ہیں۔

رب ہے معطی، یہ ہیں قاسم

رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

..... حضور ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں، گویا زمان و مکالم کی وسعتیں ان کے سامنے آئینے سے زیادہ روشن ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ہر چیز کو متجلی کر دیا۔ میں نے زمینوں اور آسمانوں کی ہر چیز کو جان پہچان لیا۔ (ترمذی شریف)

..... رحمت مصدر ہے، جب مصدر بطور فاعل استعمال ہو تو کلی استغراق نافذ ہوتا ہے کہ اس کا متضاد متصور نہیں۔ حضور کا علم و فضل، زہد و تقویٰ، صبر و حلم، عفو و درگزر، جود و سخا، جلال و جمال، نشت و برخاست، بیان، خاموشی، ہر او، ہر انداز، رحمت ہی رحمت ہے۔ رافت ہی رافت ہے، برکت ہی برکت ہے۔



وہ بے صورت ہے اس صورت میں ظاہر
وہ دعویٰ ہے یہ برہان میں ہے
کوئی بھی غیب ہو کیا غیب اس سے
جو غیب الغیب پوشیدہ نہیں ہے

درس حدیث:

..... ﴿سارے زمانوں کیلئے بہجت﴾

حضور سرور موجودات ﷺ نے فرمایا۔

ارسلت الی الخلق كافة، میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم شریف)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿حضور جان کائنات ﷺ کی رسالت کا فیض عام ہے۔ رسالت کی تعریف ہے
الرسالة هي الرابطة بين المرسل والمرسل اليه۔

رسالت مرسل اور مرسل الیہ یعنی خالق اور مخلوق، رازق اور مرزوق، رب اور
مربوب کے درمیان رابطے کا نام ہے۔ کسی مخلوق میں یہ استعداد نہیں کہ بغیر اس رابطے کے
عالم لاہوت کے انوار سے معمور ہو سکے، رسول ہی وہ ذریعہ ہے جو ایک طرف سے عالم
لاہوت سے فیض لیتا ہے اور دوسری طرف سے عالم ناسوت میں تقسیم کرتا ہے، عالم
ناسوت کی حاجات کو عالم لاہوت میں پیش کرتا ہے، چونکہ حضور ﷺ سب مخلوق کے
رسول ہیں اس لئے مرسلین کرام علیہم السلام کے بھی وسیلہ عظمیٰ ہیں۔ سعدی نے کیا خوب کہا

ہمہ انبیا در پناہ تواند

مقیم در بارگاہ تواند

تو ماہ منیری ہمہ اخترند

تو سلطان ملکی ہمہ چاکرند

..... ﴿حضور مرسل اعظم ﷺ تمام مرسلین کے بھی وسیلہ ہیں، اسی لئے تو آدم علیہ السلام
کی توبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے قبول ہوئی، جب آدم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
بے نیاز نہیں رہ سکتے تو آدمی یعنی آدم کا سچا بیٹا تو وہی ہے جو آدم کے وسیلے کو وسیلہ تصور

کرے گا، حضور کے وسیلے سے بغاوت کرنا آدمیت کی صف سے نکل کر شیطانیت کے دائرے میں داخل ہونے کے مترادف ہے۔ نوح علیہ السلام کی کشتی انہی کے وسیلے سے ساحل آشنا ہوئی..... ابراہیم علیہ السلام نے انہی کے وسیلے سے نارنرودی کو گلزار سردی کی صورت میں دیکھا..... یہی چشم یعقوب کی روشنی اور حسن یوسف کی تازگی بن کر آئے..... انہی سے داؤد کو ننگسگی اور یحییٰ کو مسیحائی نصیب ہوئی۔

كلهم من رسول الله ملتئم

غرفا من البحر اور شفا من الدير

..... جو آدمی حضور تا جد ار رسالت ﷺ کو رسول جانتا ہے گویا وہ حضور کے وسیلے عظمیٰ ہونے کا اقرار کرتا ہے، جو حضور کو نبی کہتا ہے وہ حضور کے غیب داں ہونے کا اعلان کرتا ہے، اگر کوئی کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو واحد مانتا ہوں، ایک نہیں مانتا تو اس نے کیا مانا، لفظ کو مانا۔ معنی کا انکار کر دیا۔ لہذا وہ جاہل مطلق ہے، اسی طرح جو کہے کہ میں حضور کو رسول اور نبی مانتا ہوں، وسیلہ اور غیب داں نہیں مانتا، وہ بھی لفظ کو مانتا ہے، معنی کو نہیں مانتا، لہذا جاہل مطلق ہے۔

وہ خود جان خبر ہیں ہر خبر ہے ان سے وابستہ

انہیں بھی بے خبر اوبے خبر مانا تو کیا مانا

..... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب زمانوں کے رسول ہیں، اس لئے سب زمانوں کو بہجت و بشارت دی جا رہی ہے۔ سب زمانے ان کی شفاعت و وجاہت، نبوت و رسالت سے مالا مال ہوئے۔ اس کا حسین منظر میدان قیامت میں دیدنی ہوگا، جب سب کا رسول سب کے سامنے نوشہ بزم جنت بن کر ضو فگن ہوگا اور خدا سے لے کر خدائی تک ہر کوئی اس کی مدحت سرائی کر رہا ہوگا، اسی کا نام مقام محمود ہے، اسی سے اسم محمد ﷺ کے اسرار کھلتے ہیں۔

درس قرآن:

..... ﴿اہل قرابت﴾

فرمانِ کبریا ہے!

فرمادو! میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا مگر (اپنے) قریبیوں کی مودت۔ (القرآن)

..... ﴿اشارات﴾

﴿.....﴾ قرآن حکیم نے اس آیت مبارکہ میں حضور سرور کائنات ﷺ کے قرابت داروں کی شان و عظمت بیان فرمائی۔ اور اس کا اعلان توحید اور اتباع رسالت کے اعلان کی طرح حضور کی زبان سے کرایا۔

﴿.....﴾ نبی اکرم ﷺ تمام بنی نوع انسان کے محسن اعظم ہیں۔ حضور کے صدقے لوگوں کو ایمان ملا، اسلام ملا، قرآن ملا، عرفان ملا، حقوق ملے، فرائض ملے، جذبات کا قبلہ درست ہوا۔ احساسات کو روشنی ملی، انسان منزل انسانیت پر پہنچا۔ اپنے ان بے بہا احسانات کے بدلے میں حضور کچھ نہیں مانگتے، کچھ نہیں چاہتے، اس سے حضور کی بے لوث اداؤں اور پر خلوص وفاؤں کا اندازہ کیجئے۔

﴿.....﴾ توحید و رسالت کی تبلیغ میں جو مصائب برداشت کیے ان کا بھی کوئی صلہ نہیں طلب فرمایا۔ حضور پر نور ﷺ نے اپنے نام لیواؤں سے صرف کیا طلب فرمایا۔ اپنے قرابت داروں کی مودت، اپنے اہل بیت کی محبت۔

﴿.....﴾ مودت کا لفظ ”شدید محبت“ کے لئے بولا جاتا ہے۔ یعنی قرابت داروں سے اتنی محبت کرو کہ ان کے بغیر تمہاری زندگی بے معنی دکھائی دے۔ جیسے پانی کے بغیر مچھلی کی زندگی بے معنی نظر آتی ہے۔

..... آدمی کے قرابت داروں میں اس کے والدین بھی ہوتے ہیں، زوجہ بھی ہوتی ہے۔ بیٹیاں، بیٹے بھی ہوتے ہیں، نواسیاں، نواسے بھی ہوتے ہیں، سسرالی رشتے بھی ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا عبداللہ اور سیدہ آمنہ کی محبت بھی فرض ہے کہ وہ حضور کے والدین کریمین ہیں۔

..... حضرت عائشہ، حفصہ، اور دیگر پاک ازواج رضی اللہ عنہن کی محبت بھی فرض ہے کہ وہ حضور کی بیویاں ہیں۔

..... حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم اور ان کے دیگر رشتہ داروں کی محبت بھی فرض ہے کہ وہ حضور کے نواسے ہیں۔

..... حضرت ابوبکر، عمر، ابوسفیان، امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کی محبت بھی ہے مگر وہ حضور پر نور ﷺ کے سسرالی رشتے دار ہیں۔

..... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت بھی فرض ہے کہ وہ حضور ﷺ کے داماد ہیں۔

..... یہ حقیقت ہے کہ قرابت داروں کی محبت و مودت صرف اہل سنت و جماعت کو نصیب ہے، وہ سب سے محبت کرتے ہیں، یہ صحابہ کرام کے بھی غلام ہیں۔ آل رسول کے بھی سوا لی ہیں، جو حضور کے قریب ہے، یہ اس کو سلام کرتے ہیں۔

..... اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر تمام لوگ اس محبت و مودت میں رسوخ حاصل کر لیں، اور حضور ﷺ کے تمام قرابت داروں کی شان و عظمت کو تسلیم کریں تو سب فرقہ واریت ختم ہو سکتی ہے۔ کوئی صحابہ کرام کی محبت کا علمدار بن کر آل اطہار کا دشمن ہے اور کوئی آل اطہار کی مودت کا دعویٰ دار بن کر صحابہ کرام کی توہین کرتا ہے۔ کیا ظلم ہے۔ قرآن پاک نے تو سب قرابت داروں کی محبت و مودت کا ذکر کیا ہے۔ لفظ "فی القربی" میں عموم ہے۔ اسے اپنی محدود سوچ کے مطابق محدود کرنا قرآن پاک کے ساتھ زیادتی ہوگی۔

درس حدیث:

..... ﴿ آل رسالت ﴾

فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے!

میرا یہ بیٹا حسن سردار ہے۔ امید ہے، اللہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے
دو گروہوں کے درمیان مصالحت کرادے گا۔ (بخاری شریف)
حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ (ترمذی شریف)

..... ﴿ اشارات ﴾

..... ﴿ حضور سرور کائنات ﷺ نے اپنے دو جگر پاروں کی شان و عظمت بیان فرمائی،
جن کو آل رسالت میں خصوصی مقام حاصل ہے۔ معلوم ہوا ان جگر پاروں کا ذکر کرنا
حضور پر نور ﷺ کی سنت ہے۔

..... ﴿ امام حسن رضی اللہ عنہ امت محمدیہ کے سردار ہیں۔

..... ﴿ ان کے ذریعے مسلمان ایک مرکز اتحاد پر جمع ہوں گے، یہ غیب کی خبر ہے، اسے
نگاہ نبوت بہت پہلے مشاہدہ کر رہی تھی۔

..... ﴿ مسلمانوں کے دو گروہ کونسے تھے، اہل عراق اور اہل شام، اہل عراق حضرت علی
کے طرف دار تھے اور اہل شام حضرت معاویہ کے۔ ان دونوں گروہوں میں حضرت امام
نے مصالحت کروا کر اپنے نانا حضور کے فرمان پر عمل کیا۔ معلوم ہوا حضرت امام کے
نزدیک بلکہ حضور ﷺ کے نزدیک امیر معاویہ کے طرف دار بھی مسلمان تھے۔ لہذا ان
مسلمانوں کے صدیوں بعد بھی ان کی غیبت کرنا، ان کی چغلی کھانا، ان کے خلاف محاذ
قائم کرنا اور ان کی نفرت کو اپنے مسلک کی بنیاد سمجھنا حضرت امام کے قائم کردہ اتحاد میں

خطرناک رخنہ ڈالنے کے مترادف ہے۔

..... ﴿حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں﴾ کا فرمان بتا رہا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ حضور کے از حد قریب ہیں، گویا دونوں ایک ہیں، ان کا ذکر حضور ﷺ کا ذکر ہے، ان کی محبت حضور کی محبت ہے، ان سے نفرت حضور سے نفرت ہے، ان کو خوش کرنا حضور کو خوش کرنا ہے، ان کو ناراض کرنا حضور کو ناراض کرنا ہے، بلکہ یہ معاملہ تو یہاں تک پہنچا ہوا ہے، احب اللہ من احب حسینا جس نے حسین سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی

..... ﴿یہ دونوں شہزادے حضور ﷺ کے ہم شکل تھے، دونوں کو دیکھ کر حضور ﷺ کی یاد تازہ ہوتی تھی، "میں حسین سے ہوں" کا یہ بھی مفہوم ہے کہ حسین سے رسول کا پتہ چلتا ہے، رسول منزل ہے تو حسین راستہ ہے، رسول حاصل ہے تو حسین واسطہ ہے، حسین کے بغیر رسول کی معرفت ممکن نہیں۔

..... ﴿حسین مجھ سے ہے﴾ کا یہ بھی مفہوم ہے، چونکہ وہ مجھ سے ہے اس لئے جس طرح میرا احترام کرتے ہو۔ میرے حسین کا بھی احترام کرو۔

..... ﴿جیسے فوجوں کے ذریعے فتح و نصرت بادشاہ تک پہنچتی ہے، ویسے ان شہزادوں کے ذریعے سری اور جہری شہادت کے درجے کو بارگاہ ختم نبوت تک رسائی نصیب ہوئی۔ اس لئے یہ دونوں حضور کا عکس جمیل ہیں۔ صورت میں بھی اور سیرت میں بھی،

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین

اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذات حسین

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے

آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین



درس قرآن:

..... ﴿ افتخار ولایت ﴾
.....

ارشاد خداوندی ہے!

خبردار! بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم (ولی) وہ ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا ان ہی کے لئے دنیا اور آخرت کی زندگی میں بشارت ہے، اللہ کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے۔

وہ بہت بڑی کامیابی ہے (سورۃ یونس آیت ۶۲، ۶۳، ۶۴)

..... ﴿ اشارات ﴾
.....

..... ﴿ اللہ تعالیٰ نے ان آیات قدسیہ میں اپنے پاک ولیوں اور برگزیدہ بندوں کی شان و عظمت بیان فرمائی۔ الا میں کہمال کی تنبیہ اور تاکید پائی جاتی ہے،

..... ﴿ لفظ اولیاء ولی کی جمع ہے، جس کا معنی ہے وارث، مختار، متصرف، دوست۔ اب ماننا پڑے گا کہ اللہ کا ولی کائنات کا وارث ہے، مختار ہے، متصرف ہے اور مشکلات میں دوست ہے، یہ سب حقائق قرآن پاک کی متعدد آیات سے ثابت ہیں۔

..... ﴿ ولایت کا معیار ہے ایمان اور تقویٰ۔ ایمان سے مراد اللہ اور اسکے رسول کی شدید محبت ہے اور تقویٰ سے مراد اللہ اور اس کے رسول کی مکمل اطاعت ہے، ان دولتوں کے بغیر ولایت کا کوئی تصور نہیں۔

..... ﴿ ولایت کا انعام کیا ہے۔ دنیا سے بے خوف ہونا، آخرت سے بے غم ہونا، دو جہاں میں بشارت کا حصول، یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ کسی کو

انعام ولایت سے سرفراز فرمائے اور اس بارے میں قواعد کو تبدیل کر لے۔ اس کی سخاوت بے پایاں کا تو یہ تقاضا ہے کہ وہ اپنے ولی کے درجات میں دن دگنی رات چوگنی ترقی فرماتا ہے

✽..... دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ولایت کامل جانا انسان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ جب انسان کسی صاحب اختیار کے قریب ہوتا ہے تو وہ پھولے نہیں سماتا، اور جو اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جائے، اس کا کیا مقام ہوگا۔

✽..... اللہ تعالیٰ کا دشمن تو ناکام ہے، نامراد ہے، بے اختیار ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کا دوست کامیاب ہے، بامراد ہے، با اختیار ہے، اگر دوست میں دشمن والے اوصاف ہوں تو اللہ تعالیٰ کی دوستی کا کیا فائدہ؟

✽..... ان آیات کی روشنی میں دشمنوں کی تردید کرنے والی آیات کو دوستوں پر چسپاں نہیں کرنا چاہیے، یہ ایسا مکروہ فعل ہے جو مسلمانوں میں فرقہ واریت کو ہوا دیتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق خارجیت کی علامت ہے۔ یہ فعل انسان کو ”اشرار“ کے زمرے میں داخل کر دیتا ہے۔

✽..... یہاں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ ولی نبی کا نائب ہوتا ہے اس کی کرامت میں نبی کا اعجاز جلوہ گر ہوتا ہے۔

✽..... یہ بھی معلوم ہوا کہ ولیوں کا ذکر کرنا، اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

✽..... ولی کامیاب ہیں، کامیاب لوگوں کے پاس جانے سے ناکام بھی کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا اللہ سے ڈرو اور بچوں کے ساتھ ہو جاؤ، شیطان خود ناکام ہوا اس لئے اس کی اولین کوشش یہی ہوتی ہے کہ انسان کسی کامیاب کے پاس نہ چلا جائے

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے کامیاب نہ ہو جائے۔ وہ ہر قدم پر انسان کے راستے کی دیوار بن جاتا ہے اور ولیوں کے بارے میں انسان کے ذہن میں وسوسے ڈالتا ہے، وہ بھی تمہاری طرح کے عاجز انسان ہیں، ان کے پاس کیا ہے، تم شرک کا ارتکاب کرتے ہو وغیرہ، جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان والوں کے قریب ہے، گو پا تم رحمت لینا، چاہتے ہو تو ان کے پاس ضرور جاؤ۔

کیمیا پیدا کن از مشتی گلے

بوسہ زن بر آستان کا ملے



خدا نے شہ دین کو قاسم بنایا
 کہ ان کی عطا ہے خدا کی عطا ہی
 سب اوصاف ان کے ورا اللورا ہیں
 سب انداز ان کے ہیں سب سے جدا ہی
 بشیر و نذیر و کریم ان کو کہئے
 وہ یسین وہ طہ وہ آمر وہ ناہی
 اک اک مومن ان کی غلامی پہ نازاں
 مسلمان اک ایک ان کے دیں کا سپاہی
 وہی ہیں شہید جہاں شاہد کل
 وہی دیں گے محشر میں سب کی گواہی
 ﴿مجددی﴾

درس حدیث:

..... ﴿اختیار ولایت﴾

ارشاد مصطفوی سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

جس نے میرے کسی بھی ولی سے دشمنی کی تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ جب میرا بندہ غفلوں کے ذریعے میرے قریب ہوتا ہے تو وہ میرا محبوب بن جاتا ہے، پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، جب میرا بندہ مجھ سے کچھ طلب کرتا ہے تو میں اسے ضرور ضرور عطا فرماتا ہوں۔ (بخاری شریف)

..... ﴿اشادات﴾

- ﴿اس حدیث قدسی سے معلوم ہوا کہ ولی کی دشمنی اللہ تعالیٰ کی دشمنی ہے۔﴾
- ﴿جب اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے دشمن سے اعلان جنگ فرماتا ہے تو اس کی سب سے قیمتی چیز ایمان چھین لیتا ہے، اس لئے خطرہ ہے کہ ولی سے ٹکر لینے والے کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا۔ اس کی بے شمار مثالیں ہیں﴾
- ﴿یہ توجیح مولانا عبداللہ غزنوی غیر مقلد نے بھی بیان کی ہے۔﴾
- ﴿انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ کے بارے میں فرمایا کہ یہ بے ایمان ہو جائے گا، اس لئے کہ یہ ایک ولی کامل کا دشمن بن کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کر رہا ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے، جو حدیث

والے“ کہلاتے ہیں مگر ولیوں کے خلاف زبان و قلم کے خنجر نیز کرتے ہیں۔

☆..... ولی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے اس لئے اس کی سب مخلوق کا محبوب ہوتا ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے ساتھ محبت کرتا ہے اور اس کے حکم کے سامنے سرنگوں ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام کرامت ہے۔

☆..... اللہ تعالیٰ کی محبت رنگ لاتی ہے تو وہ دور و نزدیک سے سنتا ہے، وہ کائنات میں تصرف کرتا ہے، وہ ہر مقام کی سیر کرتا ہے، کیونکہ اس کے اعضاء و جوارح میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نور جلوہ ریز ہوتا ہے۔

☆..... آج کل ولیوں کے گستاخ یہ پوچھتے ہیں کہ تم یا غوث کہتے ہو، کیا وہ سنتے ہیں، یہ حدیث کہتی ہے کہ کیوں نہیں سنتے، کیوں نہیں دیکھتے، کیوں نہیں چل کر مشکل آسان فرماتے، ہم خدا کے کسی دشمن کے بارے میں نہیں، خدا کے ولی کامل کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب ان کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں میں خدا کی قدرت کا فرما ہے تو ان کو معذور سمجھنا دراصل خدا کی قدرت کو معذور سمجھنے کے مترادف ہے۔

☆..... قدرت خدا کے سامنے کوئی فاصلہ، فاصلہ نہیں، کوئی مشکل، مشکل نہیں، قدرت خدا سے ہی ولی قادر ہیں۔ سامع ہیں، ناظر ہیں، وہ ہوتے زمین پر ہیں تصرف آسمانوں پر کرتے ہیں۔ وہ بغداد میں بیٹھ کر کبھی ڈوبتے جہاز کو ساحل آشنا کرتے ہیں۔ کبھی مردے زندہ کرتے ہیں۔ کبھی مغرب میں رہ کر مشرق میں مرید کا ستر ڈھانپتے ہیں۔ کبھی گمراہ ہونے والے کو پانی کا چھینٹا مار کر ہدایت سے ہمکنار کرتے ہیں۔ یہ حدیث سمجھ میں آجائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ولایت کے کمالات نکھر کر سامنے نہ آجائیں۔

☆..... ولی جب بھی اللہ سے مانگتا ہے اسے ضرور مل جاتا ہے، حدیث کے الفاظ ہیں لاعطینہ، لام میں تاکید ہے، نون ثقیلہ میں بھی تاکید ہے۔

..... ﴿جسے اللہ تعالیٰ کی جناب سے ہر وقت ہر چیز مل سکتی ہے، کیوں نہ اس کے پاس جا کر دعا کرائی جائے، ولی اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کا فیضان ہمہ وقت تقسیم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی کو اس کی دعا کے صدقے اولاد ملتی ہے، کسی کو ایمان ملتا ہے، کسی کو معرفت نصیب ہوتی ہے۔ کوئی مشکل میں ہوتا ہے تو اس کی مشکل ٹل جاتی ہے، بقول اقبال

تمنا درد دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی

نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

..... ﴿حدیث کے اس جملے کی وضاحت ان احادیث سے بھی ہوتی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کچھ پراگندہ بالوں والے ایسے ہیں جن کو دروازوں سے ہٹا دیا جاتا ہے، اگر وہ اللہ پر کوئی قسم کھالیں تو اللہ ضرور پوری فرمادے، نیز حضور ﷺ نے حکم دیا، میری امت کے اہل رحمت کے پاس جا کر حاجتیں طلب کرو۔ نیز فرمایا، جب مصیبت میں پڑ جاؤ تو آواز دو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، نیز فرمایا، ان کے پاس بیٹھنے والا کبھی محروم نہیں رہتا۔

..... ﴿بعض دفعہ یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی قریب ہے تو تم اسے چھوڑ کر کسی اور کے پاس کیوں جاتے ہو، ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے قریب ہے۔ مگر تم اس کے کتنے قریب ہو، تمہیں اسے چھوڑنے کے لئے نہیں، اسے پانے کے لئے اور اس کا قرب حاصل کرنے کیلئے ”و ابتغو الیہ الوسیلة“ کے حکم کے مطابق اس کے کسی ولی کامل، کسی مقرب بارگاہ کے پاس جانا چاہئے، مولوی اسماعیل دہلوی کے ہاں بھی الوسیلة سے مراد شیخ کامل کی ذات ہے۔ مقصود حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس مقصود تک پہنچانے کے لئے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے وسیلے کام آتے ہیں،



دوسری فرمائے:

..... ﴿میلاد کی فرحت﴾

ارشاد خداوندی ہے!

اے محبوب! فرما دو اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نصیب ہو تو خوب خوشی مناؤ، وہ (خوشی ہر اس شے سے) بہتر ہے جسے وہ (دنیا و آخرت کیلئے) جمع کرتے ہیں۔ (پارہ ۱۱، رکوع ۱۱)

..... ﴿اشارات﴾

..... اس آیت مبارکہ سے مندرجہ ذیل اشارات حاصل ہوئے؛

..... جس طرح اللہ تعالیٰ نے توحید، رسالت، رسول کی اطاعت، رسول کے قریبوں کی مودت کے احکامات اپنے رسول معظم ﷺ کی زبان مبارک سے صادر فرمائے، اس طرح حصول فضل و رحمت پر مسرت کا حکم بھی انہی کی زبان مبارک سے جاری کیا۔

قل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے ترے سنی

اللہ کو کس قدر ہے تری گفتگو پسند

..... ہر فضل و رحمت پر خوشی منانا اور نعمت و برکت کا چہ چا کرنا، ہر ایمان والے پر فرض ہے، کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، حج کرو، روزہ رکھو، جہاد کرو اسی طرح فرمایا، حصول فضل و رحمت پر خوشی مناؤ۔ اللہ تعالیٰ کے احکام میں فرق کرنا کسی کو زیبا نہیں۔

..... سوچئے عام فضل و رحمت پر خوشی منانا ایمان کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تحدیث ہے تو اس کی نعمت عظمیٰ اور رحمت عظمیٰ کا ذکر کرنا کتنا ضروری ہوگا۔

..... اس بات سے کسی مسلمان کو انکار نہیں کہ حضور جان کائنات ﷺ اللہ کا فضل

کبیر ہیں، تمام جہانوں کے لئے رحمت عظیم ہیں اور شاید اسی لئے نواب صدیق حسن بھوپالی بھی کہہ گئے کہ جسے حضور کی ولادت کی خوشی نہیں مسلمان ہی نہیں۔ لفظ ”فلینفر حوا“ میں مطلق خوشی منانے کا حکم ہے، لہذا شریعت مطہرہ کے دائرے میں رہ کر ہر خوشی جائز ہے، محفلیں منعقد کرنا، جھنڈیاں لگانا، قمقمے روشن کرنا، جلوس نکالنا، شیرنیاں تقسیم کرنا، مبارکبادیں دینا اور وصول کرنا، تحائف بھیجنا سب جائز ہے کہ ان کی حرمت پر کسی کے پاس کوئی نص قطعی نہیں اور ویسے بھی سو سالہ اور ڈیڑھ سو سالہ ”جشن دیوبند“ اور سو سالہ جشن آل سعود منانے والوں کو جشن میلاد پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے، وہ جائز ہے تو یہ بدرجہا اولیٰ جائز ہے۔

✽..... میلاد مصطفیٰ کی خوشی دنیا و آخرت کے لئے جمع ہونے والے ہر عمل سے بہتر ہے کیونکہ تمام اعمال کا دار و مدار اس پر ہے کہ حضور کی آمد پر خوشی کا اعلان کیا جائے، جو آدمی حضور کی آمد سے خوش نہیں گویا وہ قرآن سے خوش نہیں، اسلام سے خوش نہیں، نماز و روزہ سے خوش نہیں، صدقہ و خیرات سے خوش ہیں، جہاد و زکوٰۃ سے خوش نہیں، یہ سب کچھ تو آمد مصطفیٰ کے طفیل ہی نصیب ہوا ہے۔



غلام زار ، فیضان رسالت

جدھر دیکھو ، ادھر جلوہ نما ہے

درس حدیث:

..... ﴿میلاد کی عظمت﴾

حدیث بخاری ہے کہ جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اسے برے حال میں دیکھا۔ اس نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا گزری۔ اس نے جواب دیا کہ تم سے جدا ہوتے ہی سخت عذاب میں پھنس گیا ہوں، ماسوا اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے باعث اس ”انگلی“ سے مجھے پانی پلا دیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح)

..... ﴿اشارات﴾

- ﴿ابولہب کو برے حال میں دیکھنے والے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تھے﴾ (فتح الباری)
- ﴿حضور پر نور ﷺ کی ولادت پیر کے روز ہوئی اور ابولہب نے حضور کو اپنا بھتیجا سمجھتے ہوئے خوشی منائی اور اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا۔ یہ حضور کا معجزہ ہے کہ حضور کے میلاد کی خوشی کا کچھ نہ کچھ فائدہ ایک کھلے کافر کو بھی پہنچ رہا ہے۔﴾
- ﴿امام ابن جزری علیہ الرحمہ اور شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ جیسے لوگ فرماتے ہیں کہ جب ایک کافر کو مسرت میلاد کا انعام دیا گیا تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپ کی ولادت سے خوش ہوتا ہے، آپ کی محبت میں بقدر توفیق خرچ کرتا ہے، میری جان کی قسم اس کی جزا یہ ہوگی کہ اللہ کریم اس کو اپنے فضل عمیم اور جنات نعیم میں داخل فرمادے گا۔﴾
- ﴿شیخ سعدی علیہ الرحمہ کہتے ہیں ۔﴾

دوستاں راکجا کنی محروم
تو کہ بادشمنان نظر داری

✽..... کافر عذاب کے لئے عالم برزخ میں زندہ ہے تو مومن ثواب کے لئے کیوں زندہ نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ السلام علیکم یا اہل القبور کہنے کا حکم دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اہل قبور قبرستان میں آنے والے کے جو توں کی چاپ سنتے ہیں، اسے پہچانتے ہیں۔

✽..... یہ درست ہے کہ کافر کو برزخ و قیامت میں اس کے اچھے اعمال کا بھی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔ لیکن یہاں عظمت میلاد کو اجاگر کرنا مقصود تھا، اس لئے اس واقعے کو حضور پر نور ﷺ کے خصائص میں شمار کیا جاتا ہے۔

یہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے لہذا جو حضرات بخاری شریف اور مسلم شریف کے سوا کسی اور کتاب کو اٹھانا پسند نہیں کرتے انہیں تو اس واقعے کو تسلیم کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہیے، لگتا ہے عظمت مصطفیٰ کو ظاہر کرنے والی کوئی روایت بخاری و مسلم میں بھی موجود ہو تو انہیں کوئی پروا نہیں ہوتی۔ تو پھر دشمنی تو حضور پر نور ﷺ کے ساتھ ہوئی، خبردار! حضور کی دشمنی زندگی کا مقصود ہے تو پھر تو جید بھی دوزخ سے نہیں بچا سکتی۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

✽..... یاد رہے کہ میلاد کی عظمت پر تمام علمائے امت کا زبردست اجماع ہے، ہر دور کے بلند پایہ مفکرین اسلام نے میلاد کی عظمت پر گرانمایہ کتابیں لکھی ہیں۔



اے غلام شہ ذیشان ہو مبارک تجھ کو
تیرا مرشد ہے لگی دل کی بجھانے والا

درس قرآن:

..... ﴿ صدیق کی عظمت ﴾
.....

ارشاد باری ہے!

”اور اس (آگ) سے بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے جو اپنا مال دیتا ہے کہ سٹھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا“ (سورۃ ایل، آیت ۲۱ تا ۲۷)

..... ﴿ اشارات ﴾
.....

..... ﴿ شیعہ و سنی حضرات کی مستند کتابیں گواہ ہیں کہ یہ آیات قدسیہ تاجدارِ صداقت، یارِ غارِ نبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں۔

..... ﴿ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عذاب سے دور ہیں۔

..... ﴿ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ”الاتقی“ ہیں، یعنی انبیاء کرام کے بعد سب سے بڑے متقی، اور قرآن پاک نے فرمایا ”ان اکرمکم عند اللہ اتقکم“ تم میں اللہ کے ہاں وہی افضل ہے جو تم میں سب سے بڑا متقی ہے۔ افضلیت صدیقی نص قطعی سے ثابت ہوئی۔ آپ ایسے متقی ہیں کہ دور جہالت میں بھی ہر برائی سے محفوظ رہے۔

..... ﴿ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سخاوت اللہ کیلئے ہے اور ان کا مال و منال پاک ہے،

..... ﴿ یہاں ترکی سے مراد دل کی صفائی اور فضائل کی زیادتی مراد ہے، جس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مالا مال ہیں۔

..... ﴿ کفار مکہ نے کہا کہ حضرت ابو بکر پر امیہ بن خلف یا حضرت بلال کا کوئی احسان

ہوگا جو انہوں نے بھاری قیمت ادا کر کے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ سے خریدا اور آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وسوسے کی تردید فرمائی کہ یار غار پر کسی کا احسان نہیں، اس نے یہ کام صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خوشنودی کیلئے کیا ہے۔

..... معلوم ہوا کہ اہل محبت پر اعتراضات کرنا، ان کے اعمال کو اپنی کسوٹی پر تولنا کفار کا طریقہ ہے اور ان کا دفاع کرنا رب کریم کا طریقہ ہے۔

..... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں۔

..... اور اللہ تعالیٰ بھی عنقریب انہیں راضی فرمائے گا۔

..... اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک سے فرمایا، ولسوف يعطيك ربك فترحمني اور حضرت

صدیق سے فرمایا، ولسوف يرضني معلوم ہوا کہ آپ مقام رضا میں بھی مظہر رسول ہیں،

..... اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ آج اپنے محبوب ﷺ کے محبوب رضی اللہ عنہ

سے راضی نہیں یا وہ اللہ تعالیٰ سے راضی نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رضا دنیا

والوں پر ظاہر فرمائے گا۔

..... جب شان صدیق کا اعلان قرآن پاک نے عام فرمایا تو اب جو بھی ان میں

عیب تلاش کرے گا، مردود ہوگا اور جو انکی مدحت سرائی کرے گا، مقبول ہوگا۔



میں ہوں غلام زار قیامت میں کامیاب

دنیا میں ریزہ چیں تھا جو آل بتول کا

درس محمدی:

..... ﴿ صدیق کی خلافت ﴾

ارشاد نبوی ہے!

..... ﴿ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں فرمایا ”اپنے والد ابو بکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ تا کہ میں ایک تحریر لکھ دوں، کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرے یا کہنے والا کہے کہ میں، لیکن اللہ اور ایمان والے ابو بکر کے سوا کسی کو نہیں مانیں گے۔“ (رواہ مسلم)

..... ﴿ حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک خاتون آئی اور اس نے کسی چیز کے متعلق حضور ﷺ سے بات کی، حضور نے دوبارہ حاضری کا حکم دیا۔ وہ بولی یا رسول اللہ! فرمائیے اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں، شاید اس کی مراد حضور ﷺ کا وصال تھا، فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آجانا۔ (بخاری و مسلم)

..... ﴿ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس قوم میں ابو بکر ہوں، انہیں یہ لائق نہیں کہ ان کی امامت ابو بکر کے سوائے کوئی اور کرے۔“ (ترمذی)

..... ﴿ اشارات ﴾

..... ﴿ حضور پر نور ﷺ ایام مرض وصال میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی سند لکھنا چاہتے تھے، حدیث قرطاس کو اس حدیث کے تناظر میں دیکھا جائے۔

..... ﴿ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں لکھنے کی کوئی صراحت کیا

اشارت بھی کسی حدیث میں موجود نہیں، یہ یار لوگوں کا محض قیاس ہے۔ حیرت ہے کہ قیاس کو ”شیطانی کام“ سمجھنے والے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کو قیاس سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

☆..... یہ مسئلہ اعتقادی ہے، عملی نہیں کہ جہاں قیاس سے امداد لی جائے۔

☆..... اگلی حدیث میں مزید وضاحت ہے کہ حضور تاجدار رسالت ﷺ کے بعد حضور تاجدار صداقت رضی اللہ عنہ ہی خلیفہ ہیں۔ ورنہ حضور پر نور ﷺ خاتون کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمادیتے۔

☆..... تیسری حدیث حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امانت و خلافت پر مہر کا ڈھبہ رکھتی ہے،

☆..... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہم نے امام و خلیفہ نہیں بنایا جو یار لوگ ہمارے پیچھے پڑے ہیں، انہیں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے امانت و خلافت سے نوازا ہے۔

☆..... خلافت صدیقی پڑا اللہ بھی راضی ہے، رسول بھی راضی ہے، ایمان والے بھی

راضی ہیں۔ ہزاروں صحابہ کرام نے حضرت صدیق کی بیعت کی، اس کا مطلب ہے کہ وہ

سب ایمان والے ہیں۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا ”لیکن اللہ اور ایمان والے ابو بکر کے

سوائے کسی کو نہیں مانیں گے“ اب ہزاروں صحابہ کرام کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا،

خود اپنے ایمان و اسلام کو غرق کرنے کے مترادف ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی بغاوت ہے،

☆..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا، کہ حضور پر نور ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو

ہمارے دین کیلئے چن لیا، ہم نے انہیں اپنی دنیا کیلئے چن لیا، یعنی ابو بکر دین و دنیا کے

امام ہو گئے، آپ کا یہ قول حدیث رسول کی بہترین تفسیر ہے۔



درس قرآن:

..... ﴿اعلان ختم نبوت﴾

ارشاد خداوندی ہے!

نہیں محمد مردوں میں سے کسی کے باپ، لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں میں

آخری نبی ہیں، اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے (سورۃ الاحزاب)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿یہ آیت مبارکہ حضور پر نور ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان فرما رہی ہے۔﴾

..... ﴿امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے، ختم اللہ بہ

النبيين قبله فلا يكون نبي بعدہ یعنی خاتم النبیین کا معنی یہ ہے اللہ نے آپ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا، اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔﴾

..... ﴿خاتم النبیین کا معنی ہے آخری نبی، جیسا کہ مجمع بحار الانوار جلد اول میں رقم

ہے، الخاتم و الخاتم فی اسماء النبی ﷺ بالفتح اسم ای آخر ہم و بالکسر اسم فاعل۔﴾

..... ﴿اس آیت کے تحت حضرت امام حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اہل سنت و جماعت

نے کہا ہے کہ ہمارے نبی کے بعد اب کسی نبی کی بعثت نہیں ہوگی۔ کیونکہ فرمان باری ہے

کہ محمد اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور حضور نے خود فرمایا، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو

سکتا، اب جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے وہ کافر ہوگا کیونکہ اس نے نص کا انکار کیا اور جو

اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہوگا۔﴾

..... ﴿مفردات راغب اصفہانی میں ہے، لانہ، ختم النبوة ای تمہا بمجیئہ،﴾

حضور ﷺ نے نبوت کو ختم فرمایا، یعنی اسے تشریف لا کر مکمل کر دیا۔

..... حضرت علامہ ابن حریر علیہ الرحمہ نے فرمایا، انه الذی ختم الانبیاء ﷺ وعلیہم، انه آخر النبیین یعنی حضور وہ ہیں جن پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا، بے شک وہ آخری نبی ہیں۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۲۲ ص ۱۶)

..... حضرت امام محمود آلوسی نے فرمایا، نبی کریم ﷺ کا آخری نبی ہونا کتاب و سنت سے صراحتاً ثابت ہے۔ اور اسی پر اجماع امت ہے۔ اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اور اگر وہ اصرار کرے تو اسے قتل کیا جائے (روح المعانی ۲۲/۳۳)

..... حضرت امام ابن کثیر علیہ الرحمہ نے لکھا فہذہ الاية نص فی انه لا نبی بعدہ واذ کان لا نبی بعدہ فلا رسول بعدہ بالطریق الاولیٰ "نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور جب کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو بطریق اولیٰ رسول بھی نہیں ہو سکتا۔ اس مضمون کی احادیث صحابہ کرام کی جماعت نے متواتر حضور ﷺ سے روایت فرمائیں..... جو بھی قیامت تک اسود غنسی اور مسلیمہ کذاب کی طرح نبوت کا دعویٰ کریگا وہ کذاب اور دجال ہوگا، (ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۳)

..... خاتم النبیین، میں جمع سالم پر الف لام ہے، ایسا ہو تو جملہ نحوین کی مطابق حقیقی معنی مراد ہوگا، قادیانی خاتم کا مجازی معنی "افضل" وغیرہ مراد لیتے ہیں، یہاں مجازی معنی کی گنجائش نہیں، خاتم کا معنی آخری ہی آیت کا مفاد ہے۔

..... امت کے تمام مفسرین قرآن کا اجماع ہے کہ خاتم کا معنی آخری ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے، تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۷۸۶، صاوی جلد ۳ ص ۲۶۳، ابوالسعود جلد ۶ ص ۷۸۸، تفسیرات احمدیہ ص ۴۰۶ وغیرہ،

..... قادیانی لفظ "خاتم النبیین" کو خاتم الشعراء پر قیاس کرتے ہیں۔ مثلاً غالب

کو خاتم الشعراء کہا جائے تو کیا کہا جائے گا کہ غالب کے بعد کوئی شاعر نہیں ہو سکتا، ہمارے نزدیک یہ قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ خاتم النبیین کلام خالق ہے، خاتم الشعراء کلام مخلوق ہے، کلام خالق کو، کلام مخلوق پر قیاس کرنا درست نہیں، بھلا قدیم کو حادث پر قیاس کرنا کونسا انصاف ہے، ثانیاً خاتم الشعراء میں جمع مکسر پر الف لام ہے جس میں مجازی معنی کی گنجائش نکل سکتی ہے، خاتم النبیین میں ایسا اصول کے خلاف ہے، کیونکہ یہاں استغراق حقیقی کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔ ثالثاً نبوت کو شاعری پر قیاس کرنا عجیب ہے۔ شاعر تو ہوتے رہتے ہیں، ولی بھی، عالم بھی، محدث بھی ہوتے رہتے ہیں، لیکن حضور کے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن نہیں، یہ نصوص قطعاً سے ثابت ہے، اسی لیے یہ آیت مبارکہ امتناع نظیر مصطفیٰ کی اولین دلیل ہے، جس پر علماء حق کا اجماع ہے۔ مفتی محمد شفیع کراچی نے بھی لکھا ہے، ”اگر خاتم النبیین اور لانی بعدی میں تاویلات باطلہ کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھا تو پھر بت پرست اور مشرکین کو بلکہ ان کے معلم و امام ابلیس کو بھی دائرہ اسلام سے خارج و کافر نہیں کہہ سکتے۔ اور جو لوگ ایسی تاویلات باطلہ کر کے امت کے اجماعی عقائد اور قرآن و حدیث کی واضح تصریحات کی تکذیب کرنے والوں کو امت اسلامیہ سے علیحدہ کرنے کو اس لئے برا سمجھتے ہیں کہ اس سے اسلامی برادری کو نقصان پہنچتا ہے، ان کی تعداد کم ہوتی ہے یا ان میں تفرقہ پڑتا ہے تو انہیں غور کرنا چاہئے کہ اگر تفرقہ اور اختلاف سے بچنے یہی معنی ہیں کہ کوئی کچھ کیا کرے اور کہا کرے مگر اس کو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھا جائے تو پھر ان مٹھی بھر ملاحدہ و زنادقہ سے ملت کو کیا سہارا لگتا ہے؟ ایسی پوچ تاویلات کے ذریعے تو سارے جہان کے کافر وں کو ملت اسلامیہ میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ اگر ایسی ہی رواداری کرنا ہے تو پیٹ بھر کے کی جائے تاکہ دنیا کی ساری قومیں اور سلطنتیں اپنی ہو جائیں اور کفر و ایمان کی یہ جنگ

ہی ختم ہو جائے“ (کفر و ایمان ص ۳۸)

..... حضرت امام حلیمی علیہ الرحمہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے، ہمارے نبی اکرم ﷺ کے زمانہ (ظاہری) میں یا بعد کسی شخص کا یہ تمنا کرنا کہ کسی طرح وہ نبی ہوتا، ان تمام صورتوں میں وہ کافر ہو جائے گا، اور ظاہر ہے اس میں کچھ فرق نہیں وہ تمنا زبان سے ہو یا دل سے۔ (اعلان بقواطع الاسلام)

..... بلکہ امام الائمہ حضور سیدنا امام عظیم رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اب جو کسی سے اس کی نبوت کی دلیل طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

..... حضور مردوں میں کسی کے باپ نہیں تو بھائی کیسے ہو سکتے ہیں۔ حضور ﷺ کو ”بڑے بھائی کی مثل“ کہنا پر لے درجے کی گستاخی ہے۔ کچھ نام نہاد مسلمانوں کی انہیں گستاخیوں کی شہ پا کر دجال قادیانی کو نبوت کے عقیدے پر شب خون مارنے کی جسارت ہوئی ہے۔

..... مولانا سلیمان منصور پوری نے لکھا ہے کہ بعض صوفیہ نے جو غلبہ حال کی وجہ سے انا الحق کی بات کہی ہے لیکن ان کو بھی کبھی ادعائے نبوت کا حوصلہ نہ ہوا، (ملخصاً) گویا با خدا دیوانہ باشد یا محمد ہو بشیار۔



خدا یا، مری لاج رکھنا لحد میں
یہ عاجز غلام در مصطفیٰ ہے

درس محمدی:

..... ﴿ عرفان ختم نبوت ﴾

ارشاد مصطفوی ہے!

..... ﴿ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سرکار ابد قرار ﷺ نے فرمایا، مجھے تمام نبیوں پر چھ فضیلتیں عطا کی گئیں، ۰ مجھے جامع کلمات دیئے گئے ۰ میری رعب سے امداد کی گئی ۰ میرے لئے غنائم حلال کیے گئے ۰ میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی قرار دی گئی ۰ مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ۰ میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا (مسلم، مکتوۃ کتاب العن)

..... ﴿ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے، حضور فخر آدم ﷺ نے فرمایا ”بنی اسرائیل کے انبیاء کرام ان کی پاسبانی کرتے تھے، ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرے نبی اس کے جانشین ہو جاتے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، (متفق علیہ)

..... ﴿ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے، حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا، ”بے شک رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، میرے بعد نہ کوئی رسول اور نہ کوئی نبی ہوگا“ (ترمذی، احمد)

..... ﴿ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور محسن اعظم ﷺ نے فرمایا ”میں سب نبیوں سے آخری ہوں اور تم سب امتوں سے آخری ہو، (ابن ماجہ)

..... ﴿ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور جان دو عالم ﷺ نے فرمایا ”میری امت میں تمیں کذاب ہوں گے، ان میں سے ہر کوئی یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے، اور میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں،

(ترمذی، ابوداؤد)

..... ﴿ اشارات ﴾

☆..... ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی طرح حضور ﷺ کے فرمان پاک نے بھی عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت پر زور دیا ہے۔

☆..... جملہ لانی بعدی، خاتم النبیین کی تفسیر ہے، اس جملہ نے لفظ خاتم کے جملہ مجازی معنوں کو رو کر دیا۔ اب اس کا سب سے پہلے یہی معنی مقصود ہے یعنی آخری،

☆..... لانی جنس استعمال ہوا۔ جو نکرہ پر داخل ہوا ہے، اس کا معنی ہے کہ میرے بعد یہ جنس ہی ختم ہے۔

☆..... مفسرین فرماتے ہیں ”خاتم النبیین“ کے بعد لانی بعدی بطور تفسیر مذکور ہے اور

اسی وجہ سے اس جملہ کا پہلے جملہ پر عطف نہیں کیا گیا۔ اس لئے کہ بلاغت کا قاعدہ ہے

کہ جب جملہ ثانیہ جملہ اولیٰ کے لئے عطف بیان ہو تو پھر عطف ناجائز ہو جاتا ہے، اس

لئے کہ عطف نسق چاہتا ہے تغائر کو اور عطف بیان چاہتا ہے کمال اتحاد کو۔ اور کمال

وحدت اور مغائرت جمع نہیں ہو سکتی“ (مسک الختام ص ۲۳)

☆..... یاد رہے کہ حضور ﷺ کے بعد ذاتی، عرضی، اصلی، ظلی، بروزی، غیر تشریحی اور

تشریحی کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

☆..... حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا مقام مدح بھی ہے، کیونکہ یہ حضور کا امتیازی وصف

ہے، جو دیگر امتیازی اوصاف کے ساتھ بیان ہوا، یہ اوصاف کسی اور کو نصیب نہ ہوئے،

☆..... حضور ﷺ نے تمیں کذابوں کا ذکر فرمایا، معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نگاہ

نبوت مستقبل کے فتنوں کو مشاہدہ فرما رہی تھی، امت کو ان فتنوں سے خبردار رہنا چاہیے،

☆..... ان آثار مرفوعہ سے معلوم ہوا کہ اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی متصور کیا جائے

تو حضور کی خاتمیت میں فرق آتا ہے، جو کہتے ہیں فرق نہیں آتا وہ کتاب و سنت کے

خلاف بات کرتے ہیں۔

☆..... اتنے واضح دلائل کے ہوتے ہوئے کسی ”ضعیف اثر“ سے استدلال کر کے ختم نبوت کی خود ساختہ تشریحات کو عام کرنا اور امت کی گمراہی کے دروازے کھولنا عذاب کا موجب تو ہو سکتا ہے، ثواب کا نہیں۔

☆..... ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، آپ عربی لغت کی کوئی بھی کتاب اٹھائیں، وہاں بھی آپ کو خاتم کا معنی افضل و ارفع نہیں ملے گا۔ مثال کے طور پر ”لسان العرب“ جو عربی کی مستند ترین لغت ہے کی عبارت پیش کر رہا ہوں، ”جب کوئی چیز اپنی انتہا کو اور آخر کو پہنچ جائے تو عرب کہتے ہیں ختم الشی یختمہ اور ہر چیز کے آخر کو خاتم کہتے ہیں۔ مثلاً سورت کی آخری آیت کو خاتمة السورہ کہیں گے۔ ختام القوم خاتمہم و خاتمہم ان لفظوں کا معنی ہے قوم کا آخری فرد، حضور ﷺ اسی معنی میں خاتم الانبیاء ہیں، خاتم اور خاتم حضور کے اسماء میں سے دو اسم ہیں، قرآن کریم میں خاتم النبیین کا جو لفظ ہے، اس کا معنی ہے سب کے آخر میں آنے والا“ (ضیاء القرآن سورۃ الاحزاب)

پس خدا برما شریعت ختم کرد
بر رسول مانبوت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را
او رسل را ختم ما اقوام را
لا نبی بعدی زا حسان خداست
پردہ ناموس دین مصطفیٰ است
خدمت ساقی گری باما گزاشت
داد مارا آخرین جامے کہ داشت
قوم را سرمایہ قوت ازو
حفظ سر وحدت ملت ازو

درس قرآن:

..... ﴿ معراج مصطفیٰ ﴾
.....

اللہ کریم جل شانہ کا ارشاد مبین ہے!

﴿.....﴾ ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات، جس نے سیر کرائی اپنے بندہ خاص کو رات کے قلیل حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد و نواح میں ہم نے برکت رکھی تاکہ ہم دکھائیں اسے اپنی نشانیاں، بیشک وہی سننے والا، جاننے والا ہے“ (سورۃ اسراہیل: ۱)

﴿.....﴾ انہیں سکھایا زبردست قوت والے نے، بڑے دانا نے پھر اس نے بلند یوں کا ارادہ کیا، اور وہ بلند ترین کنارے پر تھا، پھر وہ قریب ہوا اور قریب ہوا، پس دو کماتوں کے برابر یا اور قریب، پس اس نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کی، جو (آنکھ نے) دیکھا اسے دل نے نہ جھٹلایا، کیا تم اس سے اس پر لڑتے ہو اس نے جو دیکھا، اور بے شک اس نے تو اسے دوبارہ دیکھا، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اس کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھار ہا تھا، نہ در ماند ہوئی وہ آنکھ اور نہ حد سے بڑھی، بے شک اس نے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا، (سورۃ النجم)

..... ﴿ اشارات ﴾
.....

﴿.....﴾ ان آیات قدسیہ میں اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم، روف و رحیم ﷺ کی سیر و معراج کا ذکر فرمایا۔

﴿.....﴾ سفر معراج کے ذکر کا آغاز اللہ تعالیٰ کی شان سبحان سے ہوا، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے

حضور پر نور ﷺ سے سبحان کے بارے میں پوچھا، حضور پر نور نے فرمایا تنزیہ اللہ عن کل سوء یعنی اللہ کا ہر عیب و نقص سے قطعی پاک ہونا، (روح المعانی)

..... ﴿یعنی معراج رسول کے عجائب و غرائب پر حیران ہو کر ان کو رد نہ کر دینا، جس نے معراج کرائی ہے وہ رب سبحان ہے، ہر مجبوری و معذوری سے منزہ ہے، ہر چیز پر قادر ہے، اور جس نے معراج کی ہے وہ محبوب ذیشان ہے جو استعداد کے نقطہ کمال پر فائز المرام ہے۔﴾

..... ﴿حضور پر نور ﷺ عبدہ ہیں، عبد اور عبدہ میں فرق ہے، عبد سراپا انتظار ہے اور عبدہ منتظر ہے۔ یہ حدیث ان اللہ اشتاق الی لقائک کی طرف لطیف اشارہ ہے۔﴾

جبریل امین نے عرض کیا، اے محبوب، اللہ آپ سے ملاقات کا مشتاق ہے۔

..... ﴿حضور پر نور ﷺ کی عبدیت، ان کی نورانیت کے منافی نہیں، فرشتے نور ہیں، قرآن پاک میں ان کو عباد مکرمون کہا گیا ہے، بعض کم نظر لفظ ”عبدہ“ سے اس سراپا نور کی نورانیت کا انکار کرتے ہیں، انہیں چاہیے کہ فرشتوں کی نورانیت کا بھی انکار کر دیں۔﴾

..... ﴿لفظ عبد کا اطلاق روح اور جسم کے مجموعہ پر ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ حضور پر نور ﷺ نے روحانی معراج ہی نہیں، جسمانی معراج بھی حاصل کی ہے۔﴾

..... ﴿سفر معراج رات کے قلیل حصے میں ہوا جو سرعت رفتار پر دلالت کرتا ہے، اتنے کم وقت میں زمان و مکان کی حدود سے ماوراء جانا حضور پر نور ﷺ کی شان اعجاز ہے، ورنہ آئن سٹائن کے مطابق تو تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرنے والی روشنی دائرہ کائنات کے قطر کی مسافت تین ہزار ملین نوری سالوں میں طے کر سکتی ہے۔ مگر ادھر تو یہ حال ہے۔﴾

قصر دنیٰ تک کس کی رسائی جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں

..... ﴿مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر محبوب ہے، مسجد اقصیٰ سے مقام اودانی تک﴾

معراج محبوب ہے۔

..... چشم محبوب نے اللہ تعالیٰ کی بے پایاں نشانیوں کو دیکھا، بھلا اور غیب کسے کہتے ہیں، غیب دکھانے والا دکھا رہا ہے، دیکھنے والا دیکھ رہا ہے، شیطان جل رہا ہے۔ یاد رہے کہ من ایتنا میں من بیضیہ نہیں، تفسیر یہ ہے۔

..... مسجد اقصیٰ کے گرد و نواح میں برکات و تجلیات ہیں۔ مفسرین کرام کے مطابق وہاں انبیاء کرام کے مزارات ہیں۔ اور وہی برکات و تجلیات کے سرچشمے ہیں۔

..... سمیع و بصیر، اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے، حضور پر نور ﷺ اللہ تعالیٰ کی سماعت و بصارت کے مظہر اکمل ہیں، کوئی اسے شرک نہ سمجھ لے، قرآن پاک نے تو انسان کے بارے میں فرمایا و جعلناہ سمیعاً بصیراً، ہم نے اسے سمیع و بصیر بنایا ہے۔

..... سورۃ النجم کی آیات قدسیہ میں معراج محبوب کا ذکر ہے۔

..... یہاں بھی پہلے اللہ تعالیٰ کی قوت و قدرت کا ذکر ہے۔ یعنی جو یہ مقامات عطا

فرما رہا ہے، وہ شدید القوی ہے، ذومرہ ہے، افق درافق اسی کے جلوے بکھرے ہوئے ہیں۔

..... محبوب کے قرب خاص کا ذکر ہے۔ وہ دو کمانوں کے برابر قریب ہوئے۔ اس

سے بھی زیادہ قریب، کتنا قریب آگے الفاظ معذور ہیں، ادراک مبہوط ہے، معانی

مفلوج ہیں، کوئی کیا بیان کرے۔

..... حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مطابق قوسین سے مراد ایک قوس امکان ہے

اور ایک قوس وجوب ہے، حضور ممکن ہیں لیکن امکان کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں کہ اس

کے آگے وجوب ہے، بس بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر، قوسین کی تلمیح سے مراد یہ بھی ہے

کہ ایک کی رضا دوسرے کی رضا کا عین ہے، ایک کی ناراضی دوسرے کی ناراضی کی عین

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا کہا، محبوب والا نے کیا سنا، اللہ تعالیٰ جانے یا محبوب والا جانے۔

..... حضور پر نور ﷺ نے خدا کا دیدار کیا، عموماً ہوتا یہ ہے کہ انسان کی آنکھ دیکھتی ہے، دل تصدیق نہیں کرتا، آنکھ کہتی ہے چاند پانی کے اندر اتر آیا ہے، دل کہتا ہے، بالکل جھوٹ، وہ کیسے اتر سکتا ہے، مگر یہاں یہ معاملہ نہیں۔ حضور ﷺ اپنے رب کا جلوہ دیکھ رہے ہیں اور قلب منیر گواہی دے رہا ہے کہ واقعی دیکھ رہے ہیں۔

..... حضور پر نور ﷺ کی سیر و معراج کا عظیم الشان سفر عالم بیداری میں ہوا، خواب کا کہیں ذکر نہیں، اگر حضور خواب کا ذکر فرماتے تو کفار مکہ کو حیران و پریشان ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ سب اس لئے نقش حیرت بلکہ پیکر انکار بنے ہوئے تھے کہ ان کے نزدیک عالم بیداری میں ایک جسم محسوس کا اتنے تھوڑے عرصے میں زمان و مکان کی سرحدوں سے نکلنا اور واپس آنا امر محال تھا۔ لیکن اہل ایمان کے نزدیک امر کمال تھا۔

..... امام المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ ہے ہی رویا عین لریہا رسول ﷺ یعنی رویا کا معنی عالم بیداری میں آنکھوں سے دیکھنا ہے (ضیاء النبی ۲/۴۹۱) ان کا فرمان ہے، ”میرا ایمان ہے کہ نبی ﷺ کا معراج بیداری اور جسم کے ساتھ تھا۔ یہی اعتقاد اکثر ائمہ محدثین اور فقہائے تابعین محدثین اور فقہائے تابعین و صحابہ کا ہے (رحمۃ للعالمین جلد ۳ ص ۱۳۸)

..... ”سلف صالحین اور امت مسلمہ کی غالب اکثریت کی رائے یہ ہے کہ اسراء جسم مبارک کے ساتھ بیداری کی حالت میں ہو اور یہی قول حق ہے، اور حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر، حضرت انس، حضرت حذیفہ، حضرت عمر، حضرت ابو ہریرہ، مالک بن صعصعہ، ابی حبیہ بدری، حضرت عبداللہ بن مسعود (صحابہ کرام) اور حضرت ضحاک، سعید ابن جبیر، قتادہ ابن المسیب، ابن شہاب، ابن زید، حسن، ابراہیم، مسروق، مجاہد، عکرمہ اور ابن جریج (تابعین عظام) امام طبری، امام احمد بن حنبل، اور مسلمانوں کی ایک عظیم جماعت کا یہی قول ہے، متاخرین میں سے اکثر فقہاء، محدثین اور مفسرین علیہم الرضوان

والرحمة کا یہی عقیدہ ہے۔ (الشفاء جلد ۱ ص ۲۳۲)

..... حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں ”وکل ذالك بجسده ﷺ في

اليقظة یہ سب سفر جسم کے ساتھ بیداری کے عالم میں ہوا“ (حجۃ اللہ البالغص ۳۸۷)

..... غیر مقلدین کے متفقہ اور نہایت ”صاحب کرامت بزرگ“ مولانا محمد سلمان منصور پوزی لکھتے ہیں،

”واضح ہو کہ عروج جسدی کا انکار آج کل کے فلسفہ خشک کی بنیاد پر فضول ہے،

کیونکہ جس قادر مطلق نے اجرام سماویہ کے بھاری بھر کم اجسام کو خلا میں مقام رکھا ہے، وہ

جسم انسانی کے صغیر جرم کو خلا میں لے جانے کی بھی قدرت رکھتا ہے، آج تک ناسٹروجن

کی طاقت سے ہوائی جہاز اور جہازوں کے زور سے آدمی اڑ رہے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ

کا اپنے نبی کریم کو سواری براق (جو برق سے مشتق اور الیکٹریسیٹی کی طاقت مخفیہ کی

جانب اشارہ کن ہے) ملکوت السموات کی سیر کرانا کچھ بھی مستعجب نہیں، میرا

اعتقاد یہ ہے کہ معراج جسم کے ساتھ اور بحالت بیداری تھی“ (رحمۃ للعالمین جلد ۱ ص ۶۵)

..... غیر مقلدین کے مشکلاشا علامہ ابن قیم الجوزیہ نے بھی فرمایا ہے ”علمائے جمہور کا

قول ہے کہ اسراء بدن روح کیساتھ تھا، (ایضاً بحوالہ زاد المعاد ص ۳۰۰)



جو ہو کر بے خبر خود ، بے خبر ان کو سمجھتے ہیں
غلام زار اب ان کی جہالت کا بھی کیا کہنا

درس حدیث:

..... ﴿ دیدار کبریا ﴾

محبوب کریم ﷺ کی حدیث ہے!

..... ﴿ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، سالت رسول اللہ ﷺ هل رایت ربك، میں نے اللہ کے رسول سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا، نورانی راہ (وہ) نور ہے، میں نے اسے دیکھا، (صحیح مسلم شریف)

..... ﴿ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ میں نے حضور سے پوچھا، کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا، آپ نے فرمایا یرائیست نورا، میں نے نور دیکھا۔ (ایضاً)

..... ﴿ اشارات ﴾

..... ﴿ صحیح مسلم شریف کی ان روایات میں یہ وضاحت و صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ حضور سراپا نور ﷺ دیدار کبریا سے مشرف ہوئے۔

..... ﴿ بعض حضرات سورۃ النجم کی آیات کریمہ سے مراد یہ لیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی حقیقی صورت میں دیکھا، حالانکہ معراج کی صحیح احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان آیات کریمہ کا مشاہدہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیدار جبریل علیہ السلام نہیں، دیدار جلیل تھا،

..... ﴿ مسلم شریف کی صحیح حدیث کے ان کلمات پر غور کیا جائے۔ ذهب بی الی السدرۃ المنتھی، مجھے سدرۃ المنتھی تک لے جایا گیا..... فاوحی الی ما اوحی،

ففرض على خمسين صلوة في كل يوم و ليلة، پھر اس نے جو مجھے وحی کی سوکی، پس مجھ پر ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں..... (موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر) فرجعت الی ربی میں اپنے رب کی طرف لوٹا..... قدر جعت الی ربی حتی استحییت منه یاد رہے کہ فاوحی الی عبدہ ما اوحی، قاب قوسین او ادنیٰ کے بعد وارد ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ قرب خاص خدا تعالیٰ کے ساتھ تھا، جبریل امین کے ساتھ نہیں، اس قرب کے بعد خاص وحی بھی خدا تعالیٰ نے فرمائی، پچاس نمازیں بھی خدا تعالیٰ نے فرض فرمائیں، بار بار لوٹے بھی رب کی طرف اور پھر رب سے حیا محسوس کرنا وغیرہ، نجانے حدیث پاک کی اس تصریح کے ہوتے ہوئے لوگوں نے آیات کریمہ کی تشریح اپنے قیاس سے کیوں کی ہے۔ قرآن پاک کی بہترین تفسیر تو خود قرآن پاک ہے یا فرمان شہ لولاک ہے۔

✽..... اللہ کریم کی ذات نور ہے، اللہ نور السموات والارض، اللہ ہی آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے، اور اس نور مطلق کے جلوؤں کو چشم مصطفیٰ نے دیکھا ہے، اور کمال دیکھا ہے ✽..... یاد رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بعض صحابہ سے یہ مروی ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی یہی خیال ہے کہ حضور نے سبز رُف کو دیکھا یا حضرت جبریل کو دیکھا۔ لیکن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور صحابہ کرام کی غالب اکثریت اور تابعین عظام کی غالب اکثریت اور امت کے جلیل القدر اماموں، فقیہوں، صوفیوں اور متکلموں کی غالب اکثریت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کو عین بیداری میں دیکھا۔

✽..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ ان اللہ قسم رویتہ و کلامہ بین محمد و موسیٰ، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار اور اپنے کلام کو

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ ایسی روایت امام نسائی علیہ الرحمہ نے بھی صحیح اسناد کے ساتھ روایت فرمائی ہے۔

..... انہی سے روایت ہے، ما کذب الفواد مارای، ولقد راہ نزلة اخری قال راہ بفوادہ مرتین (مسلم شریف) یعنی حضور پر نور ﷺ نے اپنے دل سے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار فرمایا،

..... نفی دیدار کی دلیل ہے، لا قدر کہ الا بصر، آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں، (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی آیت سے نفی دیدار کا استدلال پیش کیا ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا جواب دیا ہے کہ جب وہ اپنے اس نور سے جو اس کا نور ہے، تجلی فرمائے تو آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں، وقد رای ربہ مرتین، اور حضور ﷺ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ (جامع ترمذی شریف)

..... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو تسلیم فرمایا تھا، (اشعۃ للمعات جلد ۴ ص ۲۳۱)

..... کعب احبار، امام زہری اور معمر جیسے تابعین بھی اسی عقیدے پر قائم تھے، امام حسن بصری تو حلفاً کہتے تھے کہ حضور پر نور ﷺ نے اپنے رب کا دیدار فرمایا، (عمدہ القاری شرح بخاری جلد ۱۹ ص ۱۹۸)

..... امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے حضرت امام مروزی نے پوچھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول کا کیا جواب دیا جائے گا، آپ نے فرمایا کہ ان کے قول کا جواب حضور ﷺ کے قول 'رایت ربی' میں نے اپنے رب کو دیکھا، کے ساتھ دیا جائے گا، قول النبی ﷺ اکبر من قولہا، نبی اکرم ﷺ کا قول ان کے قول سے بڑا ہے (فتح الباری ۸/۴۹۴)

..... امام نووی شارح مسلم نے تصریح فرمائی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے موقف کی تائید میں کوئی مرفوع حدیث بیان نہیں کی، یہ موقف ان کا اجتہاد ہے، اکثر علماء کرام کے نزدیک یہی راجح ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب کا دیدار فرمایا۔ (ملخصاً)

..... ترمذی شریف کی صحیح اور حضرت امام بخاری کی مصدقہ حدیث ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا ایت ربی فی احسن صورة میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا، اس نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی میں نے ہر چیز کو جان لیا (مشکوٰۃ) ایک روایت ہے فتجلی لی کل شیء، میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی، یا میں نے ہر چیز کو پہچان لیا، اس حدیث کے ہوتے ہوئے اس عقیدے کی حقانیت میں کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی، امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، یہ محال ہے کہ حبیب، حبیب کو بلائے، اس کی ضیافت کرے اور خود چھپ جائے، (روح البیان جلد ۱ ص ۵۷)

..... حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ بھی لکھتے ہیں، عجب ہے کہ اتنی دور بلا کر بھی دیدار سے مشرف نہ کیا جائے، (مدارج النبوة ۱/۱۷۳)

..... باقی رہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول تو عرض ہے کہ یہ ان کا اجتہاد ہے، نیز ہر فرد صحابہ کا ہر حدیث سے واقف ہونا ضروری نہیں، ہو سکتا ہے ان کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو، جس طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وراثت انبیاء والی حدیث نہ پہنچی تھی اور انہوں نے حضرت خلیفہ بلا فصل رضی اللہ عنہ سے باغ فدک کا مطالبہ فرمایا جب حضور ﷺ کا فرمان عالیشان مل گیا تو اس کو ترجیح دی گئی، اور ایسا ہونا بھی چاہیے۔

..... مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کریم کے جلوے کی ایک جھلک دیکھی تو بے ہوش ہونے کے باوجود ان کی نظر اتنی دور بین تھی کہ تیس میل کے

فاصلے سے چیونٹی کو دیکھ سکتے تھے، اب ذرا حضور اکرم ﷺ کی نظر کا اندازہ کیجئے جنہوں نے لامکاں پر عین ذات کو دیکھا اور عالم ہوش میں دیکھا، اور جتنا جی چاہا دیکھا۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پر تو صفات

تو عین ذات می نگری وی تبسمی

..... حضور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا قول مبارک ہے ”حاصل کلام یہ کہ دنیا میں رویت

کا واقعہ ہونا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے مخصوص ہے“ (دفتر اول مکتوب ۱۳۵)

..... پھر ان ”اہل حدیث“ کو تو حدیث رسول سے کام ہونا چاہیے، کیا کوئی ایسی

مرفوع حدیث ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا ہو کہ ”میں نے اپنے رب کو نہیں دیکھا“

حضور پر نور ﷺ تو واضح فرما رہے ہیں کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا اور دست قدرت

کے فیض سے ہر چیز کو مشاہدہ فرمایا۔

اور کیا غیب بھلا تم سے نہاں ہو شہا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

..... قاضی سلمان منصو پوری لکھتے ہیں، ”سیدنا محمد ﷺ خوب آنکھیں بھر کر ان انوار کو

دیکھ رہے ہیں، مشتاق آنکھ نہ جھپکتی ہے نہ ادھر ادھر تا کتی ہے، قوت ربانیہ متوجہ نمائش ہے

اور بصارت محمدیہ کمال قوت نظارہ کے ساتھ وقف دید، (رحمتہ للعالمین جلد ۳ ص ۱۳۶)

..... مولانا انور کشمیری دیوبندی بھی رقمطراز ہیں، ”حضور ﷺ دیدار الہی سے

مشرف ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کرم و تفضل اور نوال و افضال سے نوازا، پس

حضور پر نور ﷺ نے رب کو دیکھا جیسا کہ امام احمد نے فرمایا جیسے دوست اپنے دوست

کو دیکھتا ہے، (فیض الباری)

درس قرآن:

..... ﴿رمضان کی ہدایات﴾

ارشاد خداوندی ہے!

﴿..... یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام..... اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے کہ تم پر میزگار بن جاؤ۔ یہ گنتی کے چند روز ہیں، پھر جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھ لے، اور جو لوگ اسے بہت مشکل سے ادا کر سکیں، ان کے ذمہ فدیہ ہے، ایک مسکین کا کھانا، اور جو کوئی مرضی سے زیادہ نیکی کرے تو وہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے، اور تمہارا روزہ رکھنا ہی زیادہ بہتر ہے، تمہارے لئے، اگر تمہیں علم ہے، ماہ رمضان ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور (اس میں) روشن دلیلیں اور (حق و باطل کے درمیان) فرقان ہے، پس جو تم میں سے یہ مہینہ پائے تو وہ روزے رکھ لے، اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو، تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے لے، اللہ تمہارے لئے سہولت چاہتا ہے، وہ تمہارے لئے مشکل نہیں چاہتا اور تم گنتی پوری کر لیا کرو، اور اللہ کی بزرگی بیان کیا کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی، اور تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ، (سورۃ ۲ آیت ۱۸۳ تا ۱۸۵)

..... ﴿اشارات﴾

﴿..... ان آیات کریمہ میں اللہ کریم نے اہل ایمان کو مخاطب فرمایا ہے، معلوم ہوا کہ

شرعی احکام ایمان والوں پر نافذ ہیں، دوسرے لفظوں میں حضور ﷺ کے عاشقوں پر نافذ ہیں، کیونکہ ایمان حضور ﷺ کے عشق کا نام ہے۔

مغز قرآن، روح ایماں، جان دین

ہست حب رحمۃ للعالمین

..... صیام جمع ہے، اس کا مفرد صوم ہے، صوم کا معنی ہے جس کی طرف نفس کشش محسوس کرے، اس سے باز رہنا، اور شریعت میں انسان کا عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک، طعام اور عمل زوجیت سے رکے رہنا صوم یعنی روزہ کہلاتا ہے۔
..... روزے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے اگرچہ ان کی تعداد اور کیفیت اور تھی، اس امت مرحومہ پر بھی فرض ہوئے تاکہ یہ امت پہلی امتوں کی عبادات و تعلیمات کی جامع بن جائے اور کوئی امت اس سے جزئی فضیلت بھی حاصل نہ کر سکے۔

..... روزے کا اولین مقصد حصول تقویٰ ہے، اور یہی معراج انسانیت ہے کہ انسان اپنے رب تعالیٰ سے ڈرے اور اس کے احکام پر خوش دلی سے عمل کرے، گویا جس طرح نماز برائیوں سے روکتی ہے، اس طرح روزہ بھی ڈھال ہے جو برائیوں سے روکتا ہے۔
..... حضور ﷺ نے فرمایا جس نے جھوٹ اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا، اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔

..... یہ ایک مہینہ مشق ہے، اس میں اگر کم خوری، بردباری، شب بیداری، فروتنی، پرہیزگاری کی صفات نصیب ہو جائیں تو سارا سال انسان اسلام کے مطابق زندگی بسر کر سکتا ہے، یہ صفات تقویٰ کی نشانیاں ہیں۔

..... اس حکم سے مریض اور مسافر کو مستثنیٰ کر دیا، مریض سے مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھے تو اس کی ہلاکت کا خطرہ پیدا ہو جائے یا مرض کے بڑھنے کا خدشہ جنم لے، مسافر سے

مراد وہ شخص ہے جو ۳۶ کوس یا ۵۴ میل کے سفر پر گامزن ہو، فرض کریں اتنی مسافت آپ ایک گھنٹہ میں بھی طے کر لیں تو بھی آپ کو افطار کی اور قصر نماز کی اجازت ہے۔ مریض، صحت یاب ہونے اور مسافر منزل آشنا ہونے پر چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا پوری کریں

..... یہ رخصت ہے، عزیمت یہی ہے کہ مریض اور مسافر تھوڑی بہت مشقت اٹھا کر بھی روزے کی سعادت ضرور حاصل کریں۔ جیسا کہ فرمایا ”تمہارا روزہ رکھنا ہی تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے“ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب اہل عزیمت کو ہی نصیب ہوتا ہے،

..... بوڑھا آدمی، دائم المریض، حاملہ خاتون، دودھ پلانے والی عورت کے لئے رعایت ہے کہ وہ اپنے روزے کا فدیہ ادا کر دے، فدیہ مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

..... رمضان المبارک میں قرآن نازل ہوا، دیکھئے قرآن کی نسبت نے رمضان کو کتنی فضیلت دی ہے کہ یہ ”شہر اللہ“ بن گیا ہے، اور تمام مہینوں کا سردار ہو گیا ہے، جس مہینے کو صاحب قرآن سے نسبت ہے، وہ مہینہ بھی یقیناً عظمت و رحمت کا سرچشمہ ہے۔

..... قرآن سراسر ہدایت ہے، اس میں توحید و رسالت، آخرت، اسلام کی حقانیت، ایمان کی صداقت کے روشن دلائل ہیں جن کا کوئی بھی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا۔ قرآن، حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔

آں کتاب زندہ قرآن حکیم

حکمت اولایزال است وقدیم

..... اللہ تعالیٰ کو حضرت انسان سے کتنا پیار ہے کہ وہ اس کی بہتری، آسانی اور کامیابی چاہتا ہے، وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ انسان مصیبت میں گرفتار ہو جائے، یہ تو انسان خود ہی سیدھے راستے کو چھوڑ کر غلط راستوں پر چلتا ہے اور مشکل میں پھنس جاتا ہے۔ ولکن کانوا انفسہم یظلمون۔ انسان خود ہی اپنی جانوں پر ظلم ڈھاتے ہیں۔

..... انسان نفس کا غلام ہے اس لئے اسے شرعی احکام میں مشکل نظر آتی ہے، اگر وہ شریعت کے فطری قوانین پر عمل پیرا ہو جائے تو اسے شریعت بالکل آسان نظر آئے گی، جیسے ہمیشہ نماز پڑھنے والوں کو نماز میں کوئی مشکل نظر نہیں آتی، وہ عجیب کیف و مستی، راحت و خوشی سے نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ یرید اللہ بکم الیسر میں تمام شرعی احکام کی روح بیان کر دی گئی ہے۔ اسے سمجھنا چاہیے۔

..... روزے گنتی کے دن ہیں۔ انہیں نہایت رغبت و محبت کے ساتھ بسر کرنا چاہیے۔ یہی ایک شکر گزار بندے کی نشانی ہے کہ وہ ہر حال میں محبوب کی رضا چاہتا ہے، اور اس کی عظمت بیان کرتا ہے۔



حمد ہے تزمین دل ، تسکین جان سوختہ
 نعت سے ہوتی ہے تر ، نوک زبان سوختہ
 یادِ جاناں نے جو چھیڑا روح کی تاروں کو آج
 آنکھ میں اشکوں کا ٹھہرا کا روان سوختہ
 کس کے دم سے لہلہائے دامن گیتی میں گل
 کس کے قدموں سے ہوا ٹھنڈا جہان سوختہ
 یہ بھی اس جان گلستاں کی نظر کا فیض ہے
 غیرت گل ہو گئے داغِ دلان سوختہ
 اللہ اللہ آرزوئے حق میں یہ حسن فنا
 کھل اٹھے ناقہ سواروں کے نشان سوختہ



درس حدیث:

..... ﴿رمضان کی کرامات﴾
.....

فرمان مصطفوی ہے!

..... ﴿..... اے لوگو! تم پر عظمت والا مہینہ سا یہ فلک ن ہو رہا ہے۔ یہ مہینہ برکت والا ہے۔ جس کی ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کے روزے اللہ نے فرض کئے، اور جس کی رات کا قیام نفل بنایا۔ جو آدمی اس مہینے میں نفل کے ذریعے قرب خدا حاصل کرے گویا اس نے دوسرے مہینے میں فرض ادا کیا، اور جو آدمی ایک فرض ادا کرے گویا اس نے دوسرے مہینے میں ستر فرض ادا کئے، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ غنخواری کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن کا رزق بڑھ جاتا ہے۔ اور جو اس میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اسے گناہوں کی مغفرت اور آگ سے آزادی نصیب ہوگی، اور اسے روز دار جیسا ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ آئے گی، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی روزہ افطار کرانے کی کوئی چیز نہیں پاتا (تو وہ کیا کرے) فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اسے (بھی) دے گا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا کھجور یا ایک گھونٹ پانی پیش کرتا ہے، اور جو روزہ دار کو سیر کر دے، اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے پانی پلائے گا، کہ وہ کبھی پیسا نہ رہے گا یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا، اور اس مہینے کا اول رحمت ہے، اوسط مغفرت ہے اور آخر، آگ سے آزادی (کا ذریعہ) ہے، اور جو اس میں

اپنے غلام سے رعایت کرے اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور آگ سے آزاد کر دے گا (مشکوٰۃ ۱/۳۳۲ ہفتی فی شعب الایمان)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿یہ حدیث مبارک حضور خطیب الانبیاء ﷺ کا خطبہ ہے جو حضور نے استقبال رمضان کے لئے ارشاد فرمایا۔﴾

..... ﴿رمضان، ماہ عظیم اور ماہ مبارک ہے۔ اس سے اس مہینے کی کرامت و عظمت ثابت ہوتی ہے۔﴾

..... ﴿شب قدر کی فضیلت ثابت ہوئی کہ اس رات میں عبادت کرنے والے کو ہزار مہینے کی عبادت سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔ نیز ہزار مہینے کی برکات و انعامات سے بھی زیادہ برکات و انعامات اس ایک رات میں ہی نازل ہو جاتے ہیں۔﴾

..... ﴿اس رات قرآن نازل ہوا۔ فرمان خدا ہے، انا انزلنا فی لیلة القدر، اگر نزول قرآن کی رات قدر و منزلت والی ہے تو یقیناً آمد صاحب قرآن کی رات بھی قدر و منزلت والی ہے، ایک کا اقرار اور دوسری کا انکار اسلام کی کونسی خدمت ہے؟﴾

..... ﴿اللہ اللہ! اس ماہ سرور کا ایک نفل فرض کے برابر اور ایک فرض ستر فرضوں کے برابر ہے۔ رحمت خدا کس قدر اپنے بندوں پر مہربان ہے۔﴾

..... ﴿رمضان المبارک صبر و استقامت کا درس دیتا ہے، اس سے روزے کا فلسفہ ظاہر ہے۔ یاد رہے کہ معاشرے میں جنگ و جدل کو ختم کرنے کے لئے صبر اور برداشت کا ہونا ناگزیر ہے، اور یہ صفت روزے کا نصب العین ہے۔﴾

..... ﴿روزے کا انعام صبر ہے اور صبر کا انعام جنت ہے۔﴾

..... روزوں میں کتنی ہماہمی ہوتی ہے، مومن انواع و اقسام کے کھانے رکھ کر بیٹھے ہوتے ہیں۔ سحری و افطاری کے خصوصی پروگرام منعقد کرتے ہیں۔ غریب انسان بھی بہترین کھانوں سے لطف اٹھاتا ہے، یہ حقائق اس فرمان کی تصدیق کرتے ہیں کہ اس ماہ نور میں مومن کا رزق بڑھ جاتا ہے۔

..... امرا و غریبا کی اعانت کرتے ہیں۔ کھانا کھلاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ عمگساری کا مہینہ ہے، اخوت و مساوات کی فضا ہموار ہوتی ہے، درد دل کو فروغ نصیب ہوتا ہے، ایک دوسرے کو روزہ افطار کرانے کی ترغیب دی گئی ہے، اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں محبت پروان چڑھے، وہ ایک دوسرے کے قریب آنا اور چوکھ بانٹنا سیکھ جائیں۔ یہی اسلام کا مقصود ہے۔

..... روزہ افطار کرانے والا قیامت کے دن حوض کوثر سے سیراب ہوگا۔

..... یہ سارا مہینہ ہی بابرکت ہے، رحمت ملتی ہے، مغفرت ملتی ہے اور دوزخ سے آزادی کی بشارت ملتی ہے۔

..... حضور ﷺ نے غلاموں پر دست شفقت رکھا اور غلاموں کے بارے میں حسن سلوک کی تعلیم دی، دنیا کی کسی تہذیب میں بھی غلاموں کے ساتھ ایسے اچھے سلوک کی گنجائش نہیں، انسانی حقوق کے بڑے بڑے علمدار غلاموں کے متعلق نہایت ظالمانہ سوچ کے حامل ہیں، یہ تو اسلام ہے جس نے انہیں بھی درجہ انسانیت اور زمرہ آدمیت میں داخل فرمایا ہے، یہ اسلامی تعلیم کا فیضان ہے کہ غلامی ختم ہوگئی، اللہ اللہ یہ کیسا دستور ہے، تم غلاموں پر رعایت کرو، خدا تم پر رعایت کرے گا، تم غلاموں کو آزاد کر دو، خدا تمہیں دوزخ سے آزاد کر دے گا۔

..... حدیث پاک ہے، جب رمضان آتا تو حضور سر اپا نور ﷺ ہر قیدی کو چھوڑ

دیتے اور ہر منگتے کو عطا فرماتے۔ (بیہقی)

..... دیگر ارشادات نبویہ میں بھی رمضان المبارک کی بہت سے کرامات و فیوضات درج ہیں، اس کی جلوہ گری سے آسمان کے دروازے، جنت کے دروازے، رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ لیا جاتا ہے، اس کا اجر قرب خدا ہے، روزہ ڈھال ہے، اس سے محروم رہنے والا ہر بھلائی سے محروم ہو جاتا ہے، رمضان اور قرآن آدمی کی شفاعت کریں گے، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں (وغیرہ)



گل و لالہ کا سکون ، چین گلستاں ہونا
 تجھے زیبا ہے غم زیت کا درماں ہونا
 میری آنکھوں میں شب قدر کے منظر جاگے
 تیری زلفوں کا سر دوش پریشاں ہونا
 دیکھ کے سرحدِ ماکاں سے ورا شانِ عروج
 دیدہ و دل کے مقدر میں ہے حیراں ہونا
 اہل دنیا کی غلامی سے چھڑاتا ہے مجھے
 درسرکار کا شرمندہ احساں ہونا
 فیضِ مرشد سے لکھا کاتبِ تقدیر نے خوب
 میری قسمت میں غلامِ شہ ذیشاں ہونا
 ﴿مجددی﴾

درس قرآن:

..... ﴿جمال محبت﴾

ارشاد خداوندی!

قل ان كان اباؤكم وابناكم والله لا يهدى القوم
 الفاسقين اے محبوب فرمادیجیے! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور
 تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے
 کمائے اور وہ کاروبار جس کے مندے کا تمہیں خوف رہتا ہے اور تمہارے
 پسندیدہ مکانات تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد
 کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا امر لے
 آئے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت عطا نہیں فرماتا، (سورۃ التوبہ آیت ۲۴)

..... ﴿اشارات﴾

..... انسان زندگی میں اپنے رشتوں، باتوں، تجارتوں، وطنوں اور مکانوں سے محبت
 کرتا ہے، یہ محبت اس کا فطری تقاضا ہے، جبلی داعیہ ہے۔ مگر ایمان کہتا ہے کہ یہ سب
 محبت بعد میں اللہ اور اس کے حبیب کی محبت پہلے۔

..... جہاد فی سبیل اللہ کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر جان و مال
 قربان کر دینا، اگر کسی کے دل میں یہ جذبہ کارفرما نہیں تو وہ شانِ مسلمانی سے ہمکنار
 نہیں ہو سکتا۔

..... اس آیت کی روشنی میں حضور پر نور ﷺ کے صحابہ کرام اور آل اطہار کی حیات

بابرکات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ لوگ ایمان کے کن مدارج عالیہ پر فائز تھے کسی نے باپ قربان کر دیا، کسی نے بیٹا بچھا کر دیا، کسی نے بیوی بٹا کر دی، کسی نے خاندان فدا کر دیا، گویا ۔

محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا

پدر مادر برادر جان، مال اولاد سے پیارا

..... دنیا کے تمام رشتے اس وقت تک قابل التفات ہیں جب تک وہ رشتہ ایمان کے تابع ہیں، اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت کریں اگرچہ (ان دشمنوں میں) ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، وہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا، اور ان کی روح قدس کے ذریعے امداد فرمائی اور انہیں جنت عطا فرمائی جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ قیام کریں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، وہی اللہ کی جماعت ہے اور خبردار اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے“

..... انتظار کرو اللہ اپنا امر لے آئے، امر سے مراد عذاب ہے، معلوم ہوا جو دل عشق خدا اور حب مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہے وہ عذاب کا سزاوار ہے اور جذبہ محبت عذاب کو روکتا ہے۔

..... جو دل جذبہ محبت سے تہی ہے، وہ فسق و فجور کا مرکز تو ہو سکتا، ایمان کا مرکز نہیں ہو سکتا۔

..... جس کے پاس محبت نہیں اس کے پاس ہدایت نہیں جیسا کہ فرمایا اور اللہ فاسقوں کو ہدایت عطا نہیں فرماتا۔

..... یہ جذبہ محبت ہے جس کے دم سے گمراہوں نے منزل حاصل کی، بیماروں نے شفا پائی، دشمن، دوست بن گئے، دنیا کے امتیازات کے بت ٹوٹ گئے اور لوگ آپس میں شیر و شکر ہو گئے۔ اللہ کریم نے فرمایا ہے!

”اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی اور تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے، تم آگ کے کنارے پر تھے اس نے تمہیں اس سے بچالیا“

..... مجت کے کچھ تقاضے بھی ہوتے ہیں جن کو پورا کرنے سے آدمی کو معراج محبت نصیب ہوتی ہے مثلاً محبت صادق کو چاہیے کہ وہ

..... اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے۔

..... اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی رکھے۔

..... اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دوستوں سے پیار کرے۔

..... اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے بیزار رہے۔

..... اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرے کیونکہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے۔

..... اللہ کے بندوں اور اس کے رسول ﷺ کے امتیوں کی خدمت میں مصروف رہے، ان کو دھوکہ دینا، ان سے حسد کرنا، ان کو تکلیف پہنچانا محبت کی موت ہے، یہی وجہ ہے کہ صوفیہ کرام اس خدمت خلق کو اپنی زندگی کا اہم مقصد تصور کرتے ہیں اور کامیاب ہیں،

..... اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو عام کرے۔

..... جس کو اپنائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی وجہ سے اور جس کو چھوڑے اللہ

اور اس کے رسول ﷺ کی وجہ سے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے تمام عملوں سے

افضل عمل اللہ کے لئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ کے لئے کسی سے عداوت رکھنا ہے

اور حدیث پاک میں ہے جس نے اللہ کے لئے کسی سے محبت کی اور اللہ کیلئے عداوت

رکھی، اللہ کے لئے کسی کو کچھ دیا اور اللہ کے لئے کسی کو کچھ نہ دیا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا

..... اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہر عیب سے پاک ہے، ان میں کوئی عیب تلاش نہ کرے، ورنہ کفر کی موت مرے گا۔

..... اللہ کی محبت ایمان کی علامت ہے اور رسول ﷺ کی محبت اللہ کی محبت کی علامت ہے، جیسا کہ ایک حدیث شریف کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے، اور فرمایا کہ جس کے پاس محبت نہیں اس کے پاس ایمان نہیں۔

..... محبت کے لاتعداد انعام ہیں سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ بندہ اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والا ان کے ساتھ ہوگا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے المر مع من احب ،

..... محبت پر ایمان کے درجات کا دار و مدار ہے، جس کے دل میں محبت زیادہ ہے اس کا درجہ بھی زیادہ اونچا ہے اور اس کا عمل بھی زیادہ بہتر ہے، یہ بھی حدیث پاک کا مفہوم ہے، محبت میں مرنے والا شہادت کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔

..... محبت والا نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور ولیوں کی صف میں شامل ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن پاک کی آیت میں واضح طور پر لکھا گیا ہے۔

..... محبت والوں کو عجز و انکسار کی دولت نصیب ہوتی ہے جو ان کے درجات کو بلند کر دیتی ہے۔ محبت سے جذبہ عفو پیدا ہوتا ہے۔

..... محبت کیا ہے؟ جمال ہی جمال، وصال ہی وصال ہے۔

..... محبت دین و دنیا میں مقصدیت پیدا کرتی ہے۔ اس روح کے بغیر عبادت بھی مردہ ہے، عقل بھی بے نور ہے، نظر بھی بے حضور ہے، دل بھی بے سرور ہے۔

علامہ اقبال نے فرمایا ہے

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اویس ہے عشق

عشق نہ ہو تو شرع و دین بتکدہ تصورات

درس حدیث:

..... ﴿ کمال اطاعت ﴾
.....

ارشاد مصطفوی ہے! .

..... ﴿ ”میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کیا، (وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا) صحابہ نے عرض کی انکار کون کریگا، فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا“ (بخاری شریف)

..... ﴿ ”جو میری سنت کا باغی ہے وہ مجھ سے نہیں“ (بخاری شریف)

..... ﴿ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ میری لائی ہوئی شریعت پر عمل نہ کرے“ (بخاری شریف)

..... ﴿ میری مثال اور اس کی مثال جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں اس شخص جیسی ہے جو اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا اے قوم، میں نے اپنی آنکھوں سے ایک فوج دیکھی ہے میں تمہیں ڈرانے والا ہوں لہذا اپنے آپ کو بچاؤ ایک جماعت نے بات مانی اور پناہ گاہ میں جا چھپی، دوسری جماعت نے بات نہ مانی تو صبح لشکر نے حملہ آور ہو کر ان کو ملیا میٹ کر دیا۔ پس یہ مثال ہے اس کی جس نے میری اطاعت کی اور اس کی پیروی کی جو میں لے کر آیا، اور وہ اس شخص کی مثال ہے جس نے مجھے جھٹلایا اور نافرمانی کی راہ اختیار کی، (بخاری)

..... ﴿ اشارات ﴾
.....

..... ﴿ ان ارشادات نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور پر نور، شافع یوم نشور ﷺ کی

اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے۔

..... اطاعت کے بغیر محبت کا دعویٰ فضول ہے، کیونکہ یہ دعویٰ بغیر دلیل کے ہے، اس کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔

..... جنت کا راستہ حضور ﷺ کی اتباع پر موقوف ہے، اس لئے فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بھی آجائیں تو اب ان کی نجات بھی میری اطاعت میں پوشیدہ ہے۔ جب انبیاء کرام کا یہ عالم ہے تو عام لوگوں کا ذکر ہی کیا، یعنی ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ ﷺ کی

..... حضور پر نور، شافع یوم النشور ﷺ کے منکر جنت میں نہیں جائیں گے، جنت ان کے غلاموں کی جاگیر ہے، یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی۔

..... سنت سے بغاوت کرنے والا امت محمدیہ سے خارج ہے، اس کے برعکس سنت کو زندہ کرنے والا شہیدوں کے ثواب سے بہر مند ہوگا جیسا کہ ایک حدیث شہ لولاک کا مضمون ہے۔

..... جیسے حضور ﷺ کی محبت ایمان کی نشانی ہے، ویسے حضور ﷺ کی اطاعت بھی ایمان کی نشانی ہے۔

..... حضور ﷺ کی اطاعت ہی کامیابی کا وسیلہ ہے، اس لئے قرآن پاک نے فرمایا جس نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو بے شک وہی عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ اور فرمایا جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

..... حضور ﷺ سے بغاوت ہی ناکامی کا ذریعہ ہے، اس لئے قرآن پاک نے فرمایا جس نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے بغاوت کی تو بے شک وہی دور کی گمراہی

میں جا پڑا۔ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں

در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں

..... حدیث بخاری میں ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ لوگوں کے درمیان فرق ہیں، جس نے ان کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی، جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ معلوم ہوا کہ ایمان کی پہچان حضور کا تعلق ہے، تو حید کو تو دنیا کی بہت سی قوموں نے تسلیم کیا مگر ناکام ہیں۔ ان کے پاس رسالت کا عقیدہ ہوگا تو تو حید کام آئے گی، شیطان آج بھی لا الہ الا اللہ کہنے کے لئے تیار ہے۔ نبی کے انکالانے سے ہمیشہ کا جہنمی بنا دیا، منافقین، اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے لیکن حضور ﷺ کے گستاخ رہے، قرآن پاک میں ہے، جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ کے پاس تو اپنے سر پھیرتے ہیں اور ایک مقام پر فرمایا یہ لوگوں کو آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں، حضور ﷺ سے دوری اللہ سے دوری کا ذریعہ بن گئی، ان سے قربت اللہ سے قربت کا پیش خیمہ ہوگئی، گویا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

..... صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے زندگی کے ہر پہلو میں حضور پر نور ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کیا،

..... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ ”واللہ! میں ان سے لڑتا رہوں گا جو نماز

اور زکوٰۃ میں فرق کریں گے، واللہ اگر انہوں نے جانور باندھنے کی رسی دینے سے بھی انکار کیا

جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو اس انکار پر میں ان سے ضرور لڑوں گا“ (بخاری شریف)

..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ ”اے حجر اسود میں تجھے کبھی نہ چومتا

اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو چومتے نہ دیکھا ہوتا (بخاری شریف)

..... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی طرح وضو کیا اور مسکرانے لگے،

پوچھنے پر فرمایا، میں نے اس مقام پر حضور ﷺ کو وضو کرنے کے بعد مسکراتے دیکھا ہے،

..... حضور ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں،

پھر حضور ﷺ نے اسے پھینک کر فرمایا میں اسے کبھی نہ پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی

سب انگوٹھیاں پھینک دیں (بخاری شریف)

..... حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ عاشق صادق وہ ہے جو متابعت

پیغمبر میں راسخ ہے، قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ میں اسی کیفیت کا

اظہار ہو رہا ہے۔ (مکتوب ۹۹ جلد ۱) گویا محبت و اطاعت لازم و ملزوم ہے۔

علم حق غیر از شریعت ہیج نیست

اصل سنت جز محبت ہیج نیست

از شریعت احسن تقویم شو

وارث ایمان ابراہیم شو

..... اکثر صوفیہ خام اور پیرانِ تسمہ پاپنے آپ کو اطاعت نبوی اور شریعت محمدی سے

آزاد سمجھتے ہیں اور سنت مصطفیٰ ﷺ سے جدا ہو کر طریقت و معرفت کے حصول کے

دعویدار ہیں اور کشف و کرامت کے ٹھیکیدار ہیں۔ یاد رکھو! خوب یاد رکھو، حضور ﷺ کی

اطاعت و شریعت کے بغیر کوئی طریقت و معرفت نہیں، کوئی کشف و کرامت نہیں،

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کا فرمان ہے کفش بر سر کشف ایسے جھوٹے کشف کے

سر پر کفش یعنی جوتا، آج کل مکر و استدراج کی دنیا آباد ہے، سادہ دل لوگوں کو گورکھ

دھندوں میں الجھایا جا رہا ہے، سچے رہبر کی نشانی صرف اور صرف اطاعت نبوی ہے، کوئی جتنا متبع شریعت ہے، اتنا زیادہ باکمال ہے، اتنا ہی بڑا عاشق رسول ﷺ ہے۔

محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی

خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

..... حضرت گرامی! آج یہودی، عیسائی، سکھ سب لوگ اپنے لیڈروں، اپنے محبوبوں کے طرز عمل پر چل رہے ہیں، وہ لوگ ہر میدان میں اپنی تہذیب کو فروغ دیتے ہیں، اہل فرانس نے ہم مذہب ہونے کے باوجود اہل برطانیہ کی زبان کا بائیکاٹ کر دیا، کیونکہ ان کی اپنی زبان ہے، اپنا تمدن ہے، وہ کسی اور کے نقش قدم پر چھلنا اپنی قومی غیرت کے خلاف سمجھتے ہیں، آخر مسلمان کو کیا ہو گیا ہے کہ کائنات کے سردار کی اطاعت سے جان چھڑانا چاہتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ زبان، لباس، صورت، سیرت، ہر انداز میں حضور پر نور ﷺ کے غلام بن جائیں۔

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم

زین سنب با یک دگر پیوستہ ایم



آفریں حسن تمام مصطفیٰ ﷺ

مرحبا شان دوام مصطفیٰ ﷺ

ایک صف میں ہیں کھڑے شاہ و گدا

دیکھ اعجاز نظام مصطفیٰ ﷺ

درس قرآن:

..... دلائل درود و سلام ❁

ارشاد باری ہے!

❁ ان الله و ملائكتہ يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليماً ❁ ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پاک ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی اس پر درود بھیجا کرو اور بڑے

ادب سے سلام عرض کیا کرو“۔ (سورۃ احزاب: ۵۶)

..... اشارات ❁

❁..... یہ قرآن پاک کی نہایت مشہور و معروف آیت گرامی ہے، جس میں اللہ پاک نے اپنا اور اپنے فرشتوں کا عمل بیان کیا ہے کہ وہ محبوب پاک، سرور لولاک ﷺ پر درود بھیجتے رہیں، اور پھر ایمان والوں کو حکم دیا کہ وہ بھی درود پڑھا کریں اور سلام نیاز پیش کرتے ہیں،

❁..... اس آیت گرامی کا آغاز جملہ اسمیہ سے ہوا جو دوام و ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔

❁..... درود و سلام کا عمل وہ عمل ہے جو زمانوں، وقتوں اور حدوں کا پابند نہیں۔ جملہ فعلیہ ہوتا تو عمل ماضی، حال یا مستقبل میں محدود ہوتا، یہاں ایسی کوئی بات نہیں، جب خالق کائنات نے اس کے عمل مبارک کو محدود نہیں کیا تو کسی میں ہمت و جرات نہیں ہونی چاہیے کہ اسے محدود کرے اور کہے کہ فلاں وقت کیوں پڑھتے ہو، فلاں وقت کیوں نہیں پڑھتے؟ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ انسان کے عمل ہیں اور درود بھیجنا خدا کا عمل ہے، انسان

زمان و مکان میں محدود ہے تو اس کے عمل بھی زمان و مکان میں محدود ہیں، نماز کا وقت مقرر ہے، روزے کا وقت مقرر ہے، جب کہ خدا پر زمانہ جاری نہیں، وہ زمان و مکان سے ماورا ہے اس کے لئے اس کا عمل بھی حدود و قیود سے ماورا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ درود جس وقت بھی پڑھا جائے جائز ہے، مثلاً اذان کے اول بھی جائز ہے، آخر بھی جائز ہے،

☆..... چونکہ درود خالق پاک کا عمل ہے، اس لئے اسے اپنے عمل کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے، وہ جس کے عمل کو بھی قبول کرتا ہے اپنے عمل کے طفیل قبول کرتا ہے اسی لئے زبان نبوت نے فرمایا ”تمہارا مجھ پر درود پڑھنا، تمہاری دعاؤں کا محافظ ہے اور تمہارے رب کی رضا ہے اور تمہارے عملوں کی زکاۃ ہے، (سعادة الدارين ص ۶۸) یعنی دعا اور عمل مقبول ہی درود کے صدقے ہوتے ہیں۔ خدا کا درود بھیجنا کیا ہے؟ بخاری شریف کتاب التفسیر میں حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلوة اللہ ثناء عند الملائکہ و تعظیمہ، اللہ کا درود یہ ہے کہ وہ فرشتوں کے سامنے محبوب کی تعریف کرتا ہے اور اس کی تعظیم بیان کرتا ہے، معلوم ہوا کہ حضور پر نور ﷺ کی تعریف کرنا خدا کی سنت ہے

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکان خسرو

محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

☆..... امام محمود آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب پاک ﷺ کا ذکر بلند کر کے، ان کے دین کو غلبہ عطا کر کے اور ان کی شریعت پر عمل برقرار رکھ کر اس دنیا میں ان کی شان و عزت بڑھاتا ہے، اور محشر میں حضور ﷺ کی شفاعت قبول فرما کے اور ان کو بہترین اجر و ثواب دے کر، اور مقام محمود پر فائز کر کے، پہلوں اور بعد والوں پر ان کی عظمت نمایاں کر کے اور تمام مقربین پر ان کی سبقت ظاہر کر کے ان کا مقام آشکارا فرماتا ہے، (روح المعانی)

..... یہی بات ابن منظور علیہ الرحمہ نے بیان فرمائی ہے۔

..... خدا ہمیشہ درود بھیجتا رہے گا کیونکہ وہ جی و باقی ہے، لہذا حضور ﷺ کا ذکر بھی ہمیشہ

ہوتا رہے گا، اسی لیے ارشاد خدا ہے آپ پر ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے،

..... ملائکہ، میں تمام فرشتوں کا ذکر ہوتا ہے کچھ فرشتے حالت قیام میں ہیں، کچھ

حالت رکوع میں ہیں، کچھ حالت سجدہ میں ہیں، کچھ تدابیر کائنات میں مصروف ہیں، کچھ

حالیین عرش ہیں۔ غرض وہ جو بھی کریں، درود ان کی قدر مشترک ہے۔

..... فرشتوں کا درود پڑھنا کیا ہے؟ وہ حضور ﷺ کے درجات کی بلندی کی دعا

کرتے ہیں، گویا اللہ کو راضی کرنا ہو تو اللہ کے سب سے بڑے محبوب کا ذکر کرنا چاہیے،

ان کے لئے بلندی درجات کی دعا کرنی چاہیے، پھر اللہ اتنا خوش ہوتا ہے کہ ایسا کرنے

والے کے دس گناہ بخش دیتا ہے، دس رحمتیں عطا کرتا ہے اور دس درجے بلند کرتا ہے،

جیسا کہ احادیث نبویہ میں بیان کیا گیا۔

..... اللہ اللہ، ہمارے محبوب کا ذکر اتنا اونچا ہے کہ یہ ذکر کرنے والے اونچے ہو

جاتے ہیں، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پکاراٹھے۔

ما من مدحت محمد بمقالتی

لکن مدحت مقالتی بمحمد

میں اپنے مقالوں میں حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعریف کیا کر سکتا ہوں، میں

تو حضور کی مدحت سرائی کے طفیل اپنے مقالوں کو بلند کر رہا ہوں۔

..... جملہ اسمیہ میں یصلون کا صیغہ مضارع خاص لطف دے رہا ہے، یہ بھی اس

عمل کے دوام و ثبوت کا اظہار کر رہا ہے، النبی سے مراد حضور ﷺ کی ذات مبارک

ہے، کیونکہ حضور ہی نبوت ﷺ کے مقام خاص الخاص پر فائز ہیں، یعنی حضور خاصوں

میں بھی خاص ہیں، خاصہ خاصانِ رسل ہیں۔

..... ﴿.....﴾ نبی کے متعدد معنی ہیں، غیب کی خبریں دینے والا، بلند یوں والا وغیرہ۔ جو حضور ﷺ کو نبی مانتا ہے گویا وہ حضور ﷺ کے عطائی علم غیب کا اعتراف بھی کرتا ہے، نبی کا معنی ہے، غیب کے اسرار جاننے والا اس لئے کوئی صیغہ خطاب سے بھی درود پڑھے تو تہی کو معلوم ہو جائے گا، فاصلے اس کی نظر کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتے، اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا میں اہل محبت کا درود اپنے کانوں سے سنتا ہوں۔

در نظر بودش مقامات العباد

لاجرم نامش خدا شاہد نہاد

..... ﴿.....﴾ ایمان والوں کو حکم درود و سلام ہوا، اس کی یہ وجہ ہے کہ اس عمل کی برکت سے ایمان والے اللہ کے مقرب بن جائیں، اسی لیے ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ مسلمان ہر وقت درود و سلام پڑھتا رہے، ویسلمو اتسلیما، یعنی سلام پر زیادہ زور ہے، حدیث پاک میں ہے جو ایک بار سلام بھیجتا ہے اللہ اس پر دس مرتبہ سلام بھیجتا ہے، حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ گھروں اور مسجدوں میں داخل ہوتے وقت حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام نیاز پیش کیا جائے، شارحین شفا نے وجہ بیان کی کہ حضور ﷺ کی روح مبارک اہل ایمان کے گھروں اور مسجدوں میں حاضر ہوتی ہے۔ غیر مقلدین کے نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی لکھا ہے کہ حضور ﷺ روحانی طور پر مصلیان کے درمیان تشریف فرما ہوتے ہیں، اس لئے کہا جاتا ہے کہ السلام علیک ایہا النبی، جو حضرات یا نبی اللہ، یا رسول اللہ ﷺ کہنے سے پریشان ہوتے ہیں انہیں نماز کے ان الفاظ پر غور کرنا چاہیے، جس محبوب کو نماز میں پکارنا جائز ہے، کیا، کیا نماز سے باہر پکارنا حرام ہے، کیا نماز بھی شرک کی تعلیم دیتی ہے؟

..... ﴿.....﴾ جا ملین عرش کھڑے ہیں اور عرش خدا اٹھا کر بھی ذات مصطفیٰ پر درود بھیجتے ہیں تو کھڑے ہو کر درود اور سلام پڑھنا فرشتوں کی سنت ہوئی لہذا اس پہلو پر بھی اعتراض کرنا جہالت کی دلیل ہے۔

..... ﴿.....﴾ احادیث مبارکہ میں مندرجہ ذیل مقامات پر درود و سلام پڑھنے کی بطور خاص تاکید ہے۔ نماز کے بعد، دعا سے پہلے، اذان کے بعد، مسجد میں داخل ہوتے اور خارج ہوتے وقت، ہر نیک عمل سے پہلے اور بعد، ہر نیک محفل میں، ہر محفل کے اختتام پر، حضور ﷺ کا نام نامی ادا کرنے پر اور سننے پر، جمعہ کے روز، ایک دوسرے سے معانقہ کرتے وقت۔

..... ﴿.....﴾ بعض حضرات صرف درود ابراہیمی پر ہی زور دیتے ہیں۔ دوسرے کا انکار کرتے ہیں، یہ ان کی زیادتی ہے۔ بعض کا اقرار اور بعض کا انکار اچھے لوگوں کا طریقہ نہیں، سب درود بہتر ہیں۔ سب ہی پڑھنے چاہئیں، اس لیے کہ اللہ پاک نے مطلقاً فرمایا ہے، درود و سلام پڑھو،

ہر کہ باشد عامل صلوا مدام
آتش دوزخ شود بروے حرام
بر محمد ﷺ می رسا نم صد سلام
آں شفیع مجرماں یوم القیام

اللهم صلی وسلم وبارک علی رسولک المبوٹ رحمة للعالمین وعلیٰ الہ و
اصحابہ اجمعین الی یوم القیام والدین

جو بھی ان کا غلام ہوتا ہے
لوگ اس کو عظیم کہتے ہیں

درس محمدی:

..... فضائل درود سلام ❁

ارشاد مصطفوی ﷺ ہے

”مجھ پر ہر جمعہ کے دن درود پاک کی کثرت کرو، کیونکہ یہ یوم مشہود ہے، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جو آدمی مجھ پر درود پڑھے اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے، وہ جہاں سے بھی پڑھے، (حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں ہم نے پوچھا) آپ کے وصال کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں میں وصال کے بعد بھی سنوں گا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کا جسم مبارک حرام کر دیا ہے کہ وہ اسے کھائے۔ (جلاء الافہام ص ۶۳) ہر نبی زندہ ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

❁..... تمام نبی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں (حیات الانبیاء) اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرا وصال ہو جائے گا تو بھی مجھے ہر درود پڑھنے والے کا درود سنائے گا، میں مدینہ میں ہوں گا، اور میری امت مشارق و مغارب میں ہوگی، اور فرمایا، اے ابوامامہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو میری قبر میں (ظاہر) کر دے گا اور میں سب مخلوق کی آواز سنتا ہوں گا اور سب مخلوق کو دیکھتا ہوں گا، جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور جو دس مرتبہ پڑھے اس پر سو رحمتیں نازل فرمائے گا۔ (درۃ الناصحین ۲۲۵)

..... ﴿ اشارات ﴾

..... ﴿ جمعہ کے دن درود پاک کی کثرت کرنی چاہیے،

..... ﴿ فرشتے زمین پر اترتے ہیں اور درود والوں کو اپنے فیوض و برکات سے نوازتے ہیں، حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، کا فرمان ہے کہ کچھ نوری فرشتے وہ ہیں جو صرف جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن زمین پر اترتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم اور چاندی کی دواتیں اور نور کے کاغذ ہوتے ہیں، وہ صرف درود پڑھنے والوں کا درود لکھتے ہیں، (سعادة الدارين ۶۱)

..... ﴿ جمعہ کا دن بڑی فضیلت و اہمیت کا حامل ہے، اسی لئے اس کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، احادیث مبارکہ کے مطابق جمعہ کو آدم علیہ السلام کی تخلیق اور وصال سے نسبت ہے، تو اس دن کا کیا مقام ہوگا جسے سید ولد آدم ﷺ کی ولادت و رحلت سے نسبت ہے۔

..... ﴿ جمعہ عید کا دن ہے تو ولادت محبوب کا دن بھی عید ہے۔

..... ﴿ حضور پر نور ﷺ کی سماعت کا عالم دیکھیے۔ عرش سے لے کر فرش تک کتنی مخلوق خدا حضور پر درود بھیج رہی ہے، حضور سب کو سن رہے ہیں اور پہچان رہے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

..... ﴿ وصال کے بعد یہ سماعت زائل نہیں ہوئی، لہذا بتوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیتوں سے استدلال کر کے حضور کی سماعت کا انکار محرومی کی علامت ہے۔

..... ﴿ حضور ﷺ نے فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کے سب نبی علیہم السلام زندہ ہیں گویا سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، تصرف فرماتے ہیں، عبادت کرتے ہیں، یہ احادیث نبویہ کا مضمون ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طواف کرتے

دیکھا، مسجد اقصیٰ میں سب نبیوں رسولوں کو امامت کرائی، آسمانوں پر ان سے ملاقات کی، حضرت ہارون علیہ السلام کو تلبیہ پڑھتے اور کعبہ کی جانب اونٹنی دوڑاتے دیکھا، یہ سب امور حیات انبیاء پر دلالت کرتے ہیں، مٹی میں ملنے والے تو ایسا نہیں کر سکتے۔ ہمارے نبی نے فرمایا نبی زندہ ہیں اور چند ملاشور مچاتے ہیں کہ زندہ نہیں، مسلمان تو نبی ﷺ کی بات مانے گا،

☆..... اگر شہید زندہ ہے تو شہید سے بڑے درجے والے یعنی صدیق، اور نبی اور رسول پھر سب سے بڑا رسول ﷺ کیوں زندہ نہیں، سب نے موت کا ذائقہ چکھا اور بارگاہ باقی میں مقام بقا پر فائز ہو گئے۔ یہی اسلام کا عقیدہ ہے۔

☆..... سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو پھر انبیاء کی حیات برزخی اور سماعت و بصارت کا انکار کیسا؟ یہ سب کمالات تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ قادر نہیں تو پھر تم نے اللہ تعالیٰ کو کیا مانا؟

☆..... ساری دنیا اور اس کے مشرق اور مغرب اور ان میں بسنے والے سب حضور ﷺ کی نگاہوں میں ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے، اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ہر چیز مجھ پر روشن فرمادی اور میں نے ہر چیز کو جان لیا اور پہچان لیا، نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو میرے لئے اٹھا لیا، میں دنیا اور مافیہا کو قیامت تک اس طرح دیکھتا ہوں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں، اور فرمایا تم مجھ پر اپنے ناموں کے ساتھ اور چہروں کے ساتھ پیش کیے جاتے ہو، لہذا تم مجھ پر اچھے طریقے سے درود پاک پڑھا کرو۔

☆..... ان ارشادات کے ہوتے ہوئے اگر حضور پر نور ﷺ کی بارگاہ میں حرف نداء کے ساتھ درود پاک پڑھا جائے تو کیا حرج ہے، جب حضور ﷺ دیکھتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں اور ہزاروں واقعات میں درج ہے کہ درود والوں کی مشکلیں آسان بھی کرتے ہیں تو پھر حاضر و غائب کی تخصیص کیوں؟ ارے یہ ساری کائنات محبوب کی سیرگاہ ہے، کون

سی چیز ان سے پوشیدہ ہے، کتنی عجیب بات ہے کہ جس کے لئے سب کچھ بنایا جائے اسی سے سب کچھ چھپایا جائے، غور کرو کیا تمہارا عقیدہ اسلام کے ذوق سلیم کے مطابق ہے؟

..... حدیث پاک ہے کہ اقرب ما یكون احدکم منی اذا ذکرنی و صلی علی، یعنی تم میں سے کوئی میرے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، اور مجھ پر درود پڑھتا ہے، اس حدیث نے بتایا کہ درود خواں حضور ﷺ کے قریب ہوتا ہے، تو اب وہ یا رسول اللہ ﷺ کہہ دے تو کیا اعتراض ہے۔ یہاں تمہارا یہ استحالہ بھی ختم ہو گیا کہ نذا قریب کے لئے ہے، بعید کے لئے نہیں، ارے درود پڑھنے والا بعید ہوتا ہی نہیں، وہ تو محبوب کے قریب ہوتا ہے اور محبوب اس کے قریب ہوتا ہے، وہ سناتا ہے اور محبوب سنتا ہے۔ صحابہ کرام نے ہمیشہ حضور ﷺ کو رحمت حق سمجھ کر پکارا اور حضور ﷺ نے ان کی مشکل آسان کی، اگر حضور ﷺ قریب ہیں تو پھر نظر کیوں نہیں آتے، یہ اعتراض کم نظروں کا ماتم ہے۔ ظالم پہلے تو نظر تو پیدا کر پھر نظر نہ آئیں گے تو کہنا، اندھا کہہ دے کہ سورج چمک رہا ہے تو دکھائی کیوں نہیں دیتا؟ اندھے کو سورج پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنی بینائی کا علاج کروانا چاہیے، آنکھ والے تو پوری تجلیوں سے منور ہو رہے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں نے اپنے حسن نظر سے محبوب کا جلوہ دیکھا ہے، ایک صوفی فرماتے ہیں کہ اگر ایک لمحے کے لئے حضور پر نور کا جلوہ اوجھل ہو جائے تو میں خود کو کافر سمجھتا ہوں۔ امام غزالی کہتے ہیں کہ جب بھی نماز میں سلام پڑھتا ہوں تو حضور پر نور ﷺ کا جواب موصول ہوتا ہے، حیرت ہے کم نظر ان کے حسن نظر پر اعتبار کرنے کی بجائے اپنی کم نظری کو حجت قطعی سمجھ رہے ہیں، واقعی جن کو اللہ چھوڑ دے، انہیں ہدایت نہیں آسکتی۔ اللهم صلی و سلم و بارک علی سید الاولین و الاخرین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین الی یوم القیام و الدین



درس قرآن

..... ﴿ عرفان خلیل ﴾
.....

ارشاد کبریائی ہے:

..... ﴿ اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو، بیشک وہ (اللہ کے) سچے نبی ہیں۔

..... ﴿ اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا، کیا تم بتوں کو

خدا بناتے ہو، بیشک میں تمہیں قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں، اور ایسی طرح

ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمینوں کی۔ اور اس

لئے کہ وہ حق الیقین والوں میں ہو جائے۔ پھر جب ان پر رات کا اندھیرا

آیا، ایک تارا دیکھا بولے (کیا) اسے میرا رب ٹھہراتے ہو، پھر جب وہ

ڈوب گیا، بولے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے۔ پھر جب چاند چمکتا دیکھا،

بولے (کیا) اسے میرا رب بناتے ہو، پھر وہ ڈوب گیا، کہا اگر مجھے میرا

رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہی گمراہوں میں ہوتا، جب سورج جگمگاتا

دیکھا بولے، (کیا) اسے میرا رب کہتے ہو، یہ ان سب سے بڑا ہے پھر

جب وہ ڈوب گیا، کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم

شریک ٹھہراتے ہو، میں نے اپنا منہ اس طرح کیا جس نے آسمان اور زمین

بنائے، ایک اسی کا ہو کر، اور میں مشرکوں میں نہیں، (سورۃ الانعام)

..... ﴿ اور مجھے اللہ کی قسم ہے میں تمہارے بتوں کا برا چاہوں گا، بعد اس

کے کہ تم پھر جاؤ پیٹھ دے کر۔ تو ان سب (بتوں) کو چورا کر دیا، مگر ایک کو

(رہنے دیا) جو ان سب کا بڑا تھا کہ شاید وہ اس غصے کچھ پوچھیں، بولے کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا، بے شک وہ ظالم ہے۔ ان میں سے کچھ بولے، ہم نے تو ایک نو جوان کو انہیں برا کہتے سنا جسے ابراہیم کہتے ہیں۔ بولے تو اسے لوگوں کے سامنے لاؤ، شاید وہ گواہی دیں۔ بولے کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم۔ فرمایا بلکہ ان (بتوں) کے اس بڑے نے کیا ہوگا، تم ان سے پوچھو اگر یہ بولتے ہیں۔ تو وہ اپنے جی کی طرف پلٹے اور بولے بے شک تم ہی ستمگار ہو، پھر اپنے سروں کے بل اوندھائے گئے کہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ بولتے نہیں۔ تو کہا کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو، جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہنچائے، تلف ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ بولے ان کو جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو، اگر تمہیں (کچھ) کرنا ہے۔ ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی (والی) ابراہیم پر، (سورۃ الانبیاء)

✽..... اے محبوب کی تم نے دیکھا تھا اسے جو ابراہیم سے جھگڑا اس کے رب کے بارے میں اس پر کہ اللہ ہے مشرق تو اس کو مغرب سے لے آ، تو ہوش اڑ گئے کافر کے، اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو، (سورۃ البقرہ) اور جب عرض کی ابراہیم نے، اے میرے رب، مجھے دکھا دے تو کیونکہ مردے زندہ کرے گا۔ فرمایا کیا تجھے یقین نہیں۔ عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے، فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ بلا لے، پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر انہیں بلا، وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب

حکمت والا (سورة البقره)

..... تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقل مند لڑکے کی، پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا، کہا اے میرے بیٹے، میں نے خواب دیکھا، میں تجھے ذبح کرتا ہوں، اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے، تو جب ان دونوں نے ہماری بات مانی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا۔ اور ہم نے آواز دی اے ابراہیم واقعی تو نے خواب سچ کر دکھایا، ہم نیکوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں، بے شک یہ روشن امتحان تھا اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدے میں دے کر اسے بچا لیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقری رکھی، سلام ہو ابراہیم پر (سورة الصافات)

..... فرمایا میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں،..... اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور جب اٹھاتا تھا اس گھر کی بنیادیں ابراہیم اور اسماعیل، یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما، بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے، اے ہمارے رب اور رکھ ہمیں مسلمان اور اولاد میں سے ایک امت مسلمان رہے، ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر توجہ فرما، کہ تو توبہ قبول کرنے رحم فرمانے والا ہے۔ اے رب ہمارے ان (امت مسلمہ) میں ایک رسول بھیج انہیں میں سے ان پر برتری آیات کی تلاوت کرے، اور انہیں کتاب حکمت کی تعلیم دے، اور انہیں خوب پاک کرے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ (سورة البقره)

..... اشارات ❁

❁..... اللہ کریم نے اپنے خلیل علیہ السلام کا ذکر کتنے اہتمام کے ساتھ فرمایا اور ان کے روشن کردار کو سارے زمانے کے لیے باعث فخر قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ انبیا کرام کا ذکر خالق کائنات کی سنت ہے۔

❁..... لابیہ آذر میں اہل حق کی تحقیق یہ ہے کہ آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ لفظ ”اب“ تائے، چچے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے کہا، الہک والہ ابا بک ابراہیم و اسماعیل و اسحاق۔ (سورۃ البقرہ) اس آیت میں لفظ ”ابا“ جو ”اب“ کی جمع ہے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی شامل کیا گیا ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے تایا جان تھے، والد یاد ادا نہیں تھے،

❁..... اگر آذر مشرک کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حقیقی باپ (والد) کہا جائے تو اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توہین ہے اور پھر حدیث مصطفیٰ کہ میں پاک صلبوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوا کی تکذیب ہے نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مشہور دعا ربنا اغفر لی ولوالدی اے ہمارے رب مجھے بخش اور میرے والدین کو بخش کا کیا مفہوم ہوگا اس دعا میں حقیقی باپ کے لئے والد کا لفظ استعمال ہوا ہذا معلوم ہوا کہ آپ کا حقیقی باپ موحد و مومن تھا اسی لئے اس کے لئے دعائے مغفرت کی جا رہی ہے۔

❁..... حضرت ابراہیم علیہ السلام زمین پر رہ کر زمینوں اور آسمانوں کی تمام بادشاہی کو مشاہدہ فرمادیتے ہیں تو لامکاں پر جلوہ فرما محبوب پاک ﷺ کی نگاہ مشاہدہ کا کیا علام ہوگا، معلوم ہوا کہ محبوبان خدا کی نظروں سے زمینوں اور آسمانوں کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

❁..... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستارے، چاند اور سورج کی معبودیت کا یکسر انکار کرتے ہوئے خدائے واحد کی توحید کا علم بلند فرمایا ہر اس بات کی دلیل ہے کہ آپ عالم

بچپن سے ہی عرفان خدا کی اعلیٰ منزلوں پر فائز تھے نبی کی زندگی کا کوئی لمحہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے خالی نہیں ہوتا۔

..... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خصوصی قوت استدلال سے سرفراز فرمایا، آپ اس ذات واحد کے لئے ناقابل تردید دلائل نہایت منفرد انداز میں بیان کرتے تھے دیکھئے بتوں کی بے بسی کو کیسے اجاگر کیا کہ خود بت پرست مان گئے کہ یہ تو بولنے سے قاصر ہیں، نفع و نقصان پہنچانے سے عاجز ہیں۔ ادھر نمرود جیسے جابر و قاہر بادشاہ کے دربار میں حق گوئی کا کیا عالم ہے اور اسے کس انداز سے مبہوط کر دیا ہے کہ اب لب کھولنے کے قابل نہ چھوڑا۔

..... طاقت کا استعمال حق والوں کو راہ حق سے کبھی دور نہیں کر سکتا، آگ میں کودنا منظور ہے مگر اللہ بزرگ و برتر کی بندگی سے کنارہ کشی عبد مومن کو ہرگز گوارا نہیں، یہ جان تو اسی کی دی ہوئی ہے اور اسی پر قربان ہو چائے تو جان کہلانے کے قابل ہوتی ہے۔

..... اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے دشمنوں کے مقابلے میں فتح و کامرانی سے سرفراز فرماتا ہے۔

..... بت یا دیگر معبودان باطلہ پر اللہ کے نبیوں اور ولیوں کو قیاس کرنا درست نہیں اگر حضرت ابراہیم کی نظر میں اللہ کے بندے اور بت برابر ہوتے تو کبھی نہ فرماتے اف تک ولما تعبدون یعنی تف ہے تم پر اور ان پر جن کو تم پوجتے ہو، بت، بت ہیں۔ اللہ والے، اللہ والے ہیں وہ جہنم کا ایندھن ہیں یہ جنت کے مالک ہیں وہ کچھ نہیں کر سکتے، یہ اللہ کی عطا کردہ قوتوں سے سب کچھ کر سکتے ہیں۔

..... داستان خلیل سب کی سب نگاہ حبیب میں روشن تھی جیسی تو فرمایا جا رہا ہے الم تر کیا تم نے نہ دیکھا؟ ایسا کیوں نہ ہو ہمارے حبیب ﷺ ساری کائنات کے لئے یعنی حاضر و ناظر بن کر آئے ہیں۔

..... ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو ہماری آواز سنا سکتا ہے دیکھئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا جا رہا ہے کہ ان مردہ پرندوں کو آواز دو۔ اگر مردہ پرندوں کو آواز دو۔ اگر مردہ پرندے سن سکتے ہیں تو دنیا سے جانے والے انسان کیوں نہیں سن سکتے اگر مردہ پرندوں کو پکارنا جائز ہے تو انسانوں بلکہ اللہ کے محبوب انسانوں کو پکارنا کیوں جائز نہیں؟

..... اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی زبان میں وہ تاثیر پیدا کر دیتا ہے کہ وہ مردوں سے مخاطب ہوں تو وہ بھی زندہ ہو جاتے ہیں۔ یہ واقعہ آخرب میں اٹھنے کی بہترین دلیل ہے مشاہدہ بھی ہے تجربہ بھی ہے۔

..... حضرت خلیل کے جذبہ ایثار کی لازوال مثال بیان فرمائی کہ انہوں نے اپنے محبوب حقیقی کے نام پر اپنا لخت جگر بھی قربان کر دیا۔ یہ عشق کی انتہا ہے ادھر لخت جگر نے بھی آداب فرزندگی کا حق ادا کر دیا اللہ اللہ آرزو مندی کا دروسوز انسان کی متاع بے بہا ہے، مقام بندگی میں اتنا لطف ہے کہ بندہ شان خداوندی کو بھی حاصل نہیں کرنا چاہتا۔ بعض علما کے نزدیک بذخ عظیم سے مراد امام حسین رضی اللہ عنہ کی ذات ہے کہ حضرت ذابح کا شایان شان فدیہ تو وہی ہو سکتے ہیں۔

..... اسی عبدیت کاملہ کی بدولت انسان کو رحمان کا سلام پہنچتا ہے اور انسان اجر عظیم کو سزاوار ہوتا ہے۔

..... حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام انسانوں کے امام ہیں، اسی لئے آپ کے مقام کو جائے نماز قرار دیا گیا، معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی یادگار کو خود اللہ پاک نے جائز قرار دیا ہے۔

..... عظیم باپ اور حلیم بیٹے نے خدا کا گھر بنایا اور دعا کی کہ اپنا رسول بھیج، معلوم ہوا کہ گھر بنانا اور۔ گھر بسانا اور ہے، خدا کا گھر اگر خلیل اللہ نے بنایا ہے تو حبیب اللہ نے بسایا ہے۔

..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ایک جماعت ضرور مسلمان رہی۔ اور اسی

مسلمان جماعت میں آخری رسول محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوئے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے والد گرامی اور والدہ ماجدہ مسلمان تھے اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین انسان تھے، آپ کے تمام آباؤ اجداد اہل ایمان تھے ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعا کا کیا مطلب ہوگا؟

..... ﴿﴾ حضرت خلیل علیہ السلام سب کچھ کرنے کے بعد بھی حضرت حبیب ﷺ کے طلب گار ہیں ان کے حاجتمند ہیں اکا وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔ جب انسانوں کے امام کا یہ عالم ہے تو انسانوں کو بھی حضور علیہ السلام کا نیاز مند ہونا چاہئے۔ جو بھی حضور سے مستغنی ہوتا وہ ہر نعمت سے تہی ہوتا ہے حضور ﷺ لوگوں کی جائے پناہ ہیں، کتاب و حکمت سکھاتی ہیں۔ ان کا تزکیہ نفس فرماتے ہیں۔ یہ سب دو تیس حضور ﷺ ہی کے دم قدم کا صدقہ ہیں یعنی پاک کرنا حضور ﷺ کا کام ہے ماننا پڑے گا کہ پاک کرنے والا، پاک کیے جانے والے کے قریب ہوتا ہے، ورنہ پاکیزگی کا عمل کیسے ہوگا اسی لئے قرآن نے فرمایا یہ نبی تو مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔

اسیر غم ہے نچھیر بلا ہے یارسول اللہ
 غلام بینوا ، بے دست و پا ہے یارسول اللہ
 گزارا ہو رہا ہے آپ کی بندہ نوازی پر
 مری اوقات کیا ہے ، بات کیا ہے یارسول اللہ
 درجشید و دارا پہ میں کیوں دامن کو پھیلاؤں
 مجھے جب آپ سے سب کچھ ملا ہے یارسول اللہ
 پھنسی ہے کب سے طوفان الم میں کشتی امت
 کنارہ ہے نہ کوئی ناخدا ہے یارسول اللہ
 ﴿﴾ غلام مصطفیٰ مجددی ﴿﴾

درس محمدی:

..... ﴿شان اسماعیل﴾

فرمان مصطفائی ہے!

..... ﴿میں دو ذبیحوں کا لخت جگر ہوں۔﴾

..... ﴿قربانی تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے (قربانی کے جانور کے) ہر

بال کے عوض نیکی ہے (اسی طرح) اون کے ہر بال کے عوض نیکی ہے۔ (ابن ماجہ)

..... ﴿عید بقر کے دن انسان کی کوئی نیکی ایسی نہیں جو خون بہانے سے

زیادہ خدا کو پیاری ہو، قربانی (کا جانور) اپنے سینگوں، بالوں کھروں کے

ساتھ آئے گا اور (اس کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں قبول

ہو جاتا ہے لہذا خوش دلی سے قربانی کرو۔ (ترمذی)

..... ﴿اے اللہ (یہ قربانی) تجھ سے ہے اور تیرے لئے ہے محمد مصطفیٰ اور

ان کی امت کی طرف سے بسم اللہ اکبر۔ (احمد، ابوداؤد)

..... ﴿حضور ﷺ نے جانور ذبح فرمایا اور کہا بسم اللہ، الہی اسے محمد مصطفیٰ ﷺ

آل مصطفیٰ اور امت مصطفیٰ کی طرف سے قبول فرما، (مسلم)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿دو ذبیحوں سے مراد حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ

کی ذات مبارکہ ہے گویا ان دو شخصیات کی عظیم نسبت کو حضور ﷺ نے اپنے لئے

باعث اعزاز قرار دیا۔

..... اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ ایمان کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے ورنہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ ان کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور کوئی وجہ بھی نہیں تھی۔

..... یاد رہے کہ اہل کفر کے ساتھ نسبت قائم کرنے کو فخر عالم ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، اس حدیث میں انہوں نے سیدنا عبد اللہ اور ایک دوسری حدیث میں سیدنا عبد المطلب کے ساتھ نسبت قائم فرمائی تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کے والد گرامی اور جد گرامی عظیم مسلمان تھے۔

..... اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی یہ ادائے قربانی اس قدر محبوب ہے کہ اس کو امر کر دیا، مسلمان ہر سال اس یادگار کا ذکر کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ جو جانور حضرت اسماعیل ذیح اللہ علیہ السلام کے ایثار کے ساتھ منسوب ہے اس کا کیا مقام ہے، ہر بال کے بدلے نیکی نصیب ہوتی ہے۔ جو دن ان سے متعلق ہے اس کا کیا مقام ہے، وہ عید کا دن ہے، اس دن کا نیک عمل دوسری بڑی بڑی نیکیوں سے بھی افضل ہوتا ہے،

..... قربانی قیامت کے دن گواہی فراہم کرے گی اور مسلمان کی نجات ہو جائے گی۔ حضور ﷺ قربانی فرماتے وقت اپنا ذکر فرماتے، اپنی آبل پاک اور اپنی امت مرحومہ کا ذکر فرماتے، معلوم ہوا کہ ہر نیک عمل کا ثواب دوسرے مسلمانوں کو بھی پہنچتا ہے اور جس نے نیک عمل جاری کیا جب تک لوگ اس پر عمل کرتے رہیں گے ان کا ثواب اس جاری کرنے والے کو بھی ملے گا، اس اصول کے تناظر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شان ملاحظہ کیجئے،

..... یاد رہے کہ عید بقر کے تین دن ہیں، حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، نے فرمایا، قربانی یوم الضحیٰ کے بعد دو دن تک ہے، ایسی روایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (ترمذی)

درس قرآن:

..... ﴿ معراج شہادت ﴾
.....

خدائے رحمان جل جلالہ نے فرمایا:

يا ايها الذين آمنوا استعينوا بالصبر اولئك هم المهندون
”اے ایمان والو! مدد طلب کرو صبر اور نماز سے، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اور نہ کہو انہیں جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں کہ وہ مردہ ہیں، بلکہ وہ تو زندہ ہیں، لیکن تمہیں شعور نہیں، اور ہم ضرور آزمائیں گے، تمہیں کسی ایک چیز کے ساتھ یعنی خوف، بھوک، اور مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی میں، اور صبر کرنے والوں کو بشارت دیجئے، وہ لوگ جب انہیں کوئی مصیبت آتی ہے، تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور بے شک ہم اسی کی جانب پلٹنے والے ہیں، وہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی نوازشات اور رحمت ہوتی ہے، اور وہی لوگ ہدایت والے ہیں (سورۃ البقرہ: ۱۵۳ تا ۱۵۷)

..... ﴿ اشارات ﴾
.....

..... ﴿ ایمان والوں کو صبر و صلوة سے مدد طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ دونوں چیزیں کیا ہیں؟ ظاہر ہے غیر خدا ہیں، پھر ان سے ”استعانت“ کے کیا معنی؟ کیا اس طرح ایمان والے کہیں شرک والے تو نہیں ہو جائیں گے، جو جواب صبر و صلوة کے بارے میں ہوگا وہی جواب محبوبان خدا کے بارے میں ہوگا۔

..... ﴿ جس طرح ”اچھے اعمال“ انسان کی امداد کرتے ہیں اس طرح ”اچھے افراد“

بھی انسان کی امداد کرتے ہیں، اور یہ امداد ”امداد خدا“ کی مظہر ہوا کرتی ہے۔

☆ اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے، یہ معیت خصوصی ہے، یعنی تائید و نصرت کی معیت، اس معیت کی کیفیت کو باذن اللہ عارف ہی جانتے ہیں۔

☆ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے خوش نصیب لوگ کتاب و سنت کی معروف اصطلاح میں شہید کہلاتے ہیں۔

☆ غزوہ بدر میں شہید ہونے والوں کے بارے میں کہا گیا کہ وہ تو مر گئے، دنیا کی نعمتوں اور لذتوں سے محروم ہو گئے، اس پر اللہ کریم نے فرمایا، خبردار، انہیں مردہ نہ کہو، وہ بالکل زندہ جاوید ہیں، تم ہی انکی حیات ابدی سے نا آشنا ہو،

☆ ایک اور مقام پر فرمایا: ”اللہ کے راستے میں قتل ہونے والوں کو مردہ گمان بھی نہ کرو، وہ یقیناً زندہ ہیں، اپنے رب کی بارگاہ سے رزق حاصل کرتے ہیں“

☆ شہید زندہ ہے، علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے کہ سلف صالحین کی اکثریت کا یہی عقیدہ ہے کہ شہیدوں کی زندگی، روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی ہے مگر بعض کا خیال ہے کہ زندگی روحانی ہے، مگر پہلا قول ہی زیادہ صحیح ہے،

☆ علامہ ثناء اللہ مظہری علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ شہیدوں کی روحوں کو جسموں کی طاقت عطا فرماتا ہے پس وہ زمین اور آسمان اور جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں، وینصرون اولیاء ہم ویدمرون اعداء ہم ان شاء اللہ تعالیٰ، وہ اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو تباہ کرتے ہیں۔

☆ علامہ قرطبی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے، شہیدوں کی حیات ایک اٹل حقیقت ہے، بے چک زمین نبیوں، شہیدوں، عالموں، ثواب کیلئے اذان دینے والوں اور قرآن کے حافظوں کے جسم نہیں کھا سکتی۔

..... علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے ”البتہ اس زندگی کی حقیقت ہمارے فہم و ادراک سے ماورا ہے، اور کسی چیز کا ہمارے فہم کی رسائی سے بالاتر ہونا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں، روح کی ماہیت آج تک سرمکتوم ہے۔ اس کو نہ سمجھ سکتا اس کے عدم کی دلیل نہیں ہو سکتا، ہم شہدا کو زندہ یقین کرتے ہیں کیونکہ ہمارے رب نے فرمایا کہ وہ زندہ ہیں، ہم ان کو مردہ نہیں کہتے، ہم انہیں مردہ خیال بھی نہیں کرتے، کیونکہ ہمارے رب نے انہیں مردہ کہنے اور مردہ خیال کرنے سے تاکید منع فرمایا ہے، ہمارے رب کا ہر ارشاد حق ہے“ (ضیاء القرآن)

..... جب شہیدوں کی ”حیات برزخی“ اتنی مسلمہ ہے تو ان سے زیادہ مقام والے صدیقوں اور نبیوں، رسولوں کی ”حیات برزخی“ کا کیا عالم ہوگا؟ حیات انبیاء کو تسلیم کرنے میں نجانے کونسی رکاوٹ ہے؟ اہل تسلیم کیلئے ہر جہان میں ایک انوکھا مقام منتظر رہتا ہے۔

..... جو جہاد اصغر میں مارا جائے تو وہ زندہ ہے اور جو جہاد اکبر یعنی اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتے ہوئے مارا جائے وہ کیوں زندہ نہیں؟ ماننا پڑے گا کہ سب اہل مجاہدہ شہیدان و فائین اور اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

..... حیات بزرگان امت اور حیات شہیدان ملت کے ہزاروں آثار و واقعات موجود ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے بھائی غزوہ احد میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو بہترین پندوں کے قالب عطا فرمائے وہ جنتی نہروں پر سیاحت کرتے ہیں، جنتی پھل کھاتے ہیں، عرش کے نیچے معشق طلائق قندیلوں میں قیام کرتے ہیں، جب انہوں نے کھانے پینے اور رہنے کی بہار دیکھی تو کہنے لگے کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر کرے گا کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبت نہ ہو جائیں اور جنگ سے بیٹھ نہ جائیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں ان کو خبر دوں گا،

..... غزوہ احد کے بعد حضرت عمرو بن جموح اور حضرت عبداللہ بن جبیر کی قبر مبارک

کھائی تو ان کے پاک جسم بالکل تروتازہ تھے۔

..... تیرہ سو سال کے بعد عراق میں حضرت عبداللہ بن جابر اور دیگر شہدائے اسلام کے مزارات کھل گئے تو ان کے اجسام طاہرہ بالکل سلامت تھے، ہزاروں افراد نے اسلام کا یہ معجزہ کھلی آنکھوں سے دیکھا۔

..... مسلمان کے راستے میں مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی کے امتحانات آسکتے ہیں، لیکن وہ اپنے رب کریم پر بھروسا کرتا ہے اور صبر کی برکت سے دنیوی و اخروی کامیابیوں سے ہمکنار ہوتا ہے، دنیا کی بھوک اور خوف اسے راہ حق سے نہیں ہٹا سکتے۔

..... حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو ڈرایا دھمکایا گیا، بھوکے پیاسے رکھا گیا، مالوں اور جانوں سے دور کر دیا گیا، شہر محبوب کی بہاروں سے جدا کیا گیا، راہ کرب و بلا کے مسافر کو سب امتحان ایک ہی بار درپیش ہوئے، آفرین ہے، زہرا کے لخت جگر، مرتضیٰ کے نور نظر نے صبر و استقامت کے عظیم مظاہرے سے شہادت کی معراج حاصل کر لی۔

یہ شہادت کہ لفت میں قدم رکھنا ہے

لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا۔

..... کتنا خوبصورت انعام ہے، شہادت سے پہلے ہی بشارت سنادی گئی، حسن اور

حسین جو انان جنت کے سردار ہیں، یہ فرمان مصطفیٰ "بشر الصابرين" کی کتنی پیاری تفسیر ہے،

..... مومن ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے، کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ کی

خصوصی نوازشوں اور رحمتوں پر یقین کامل ہوتا ہے، اور ہدایت کے اس اہم تقاضے کو جانتا

ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون کا دلکش منظر بھی اسوہ شہیر میں چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے، شہادت

حسین ہر اعتبار سے معراج شہادت ہے۔



درس حدیث:

..... ﴿سرتاج شہادت﴾

رسول ذیشان ﷺ نے فرمایا!

- ﴿حسن اور حسین دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں﴾ (بخاری)
- ﴿حسن اور حسین دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں﴾ (ترمذی)
- ﴿یہ میرے دونوں بیٹے میری بیٹی کے شہزادے ہیں، اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما اور جو آدمی ان سے محبت کرے (ان کی محبت کے طفیل) اس سے بھی محبت فرما﴾ (ترمذی)
- ﴿حضور پر نور ﷺ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ”میرے پاس بچوں کو بلاؤ، پھر ان کو سونگھتے اور اپنے ساتھ لپٹا لیتے“﴾ (ترمذی)
- ﴿حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے﴾ (ترمذی شریف)
- ﴿میرے پاس جبریل امین آئے اور مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی، میں نے کہا اس کو، فرمایا ہاں، اور وہ میرے پاس وہاں کی مٹی بھی لائے﴾ (بیہقی شریف)
- ﴿حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے حضور پر نور ﷺ کو عالم خواب میں دیکھا، گیسوے مبارک پریشان تھے، دست مبارک میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا، میں نے کہا،

میرے والدین حضور پر قربان، یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ آج میں اس خون کو اٹھاتا رہا، میں نے خیال کیا کہ یہ حضرت امام کی شہادت کا وقت تھا، (بیہی شریف)

..... ﴿ اشارات ﴾

..... ان تمام احادیث نبویہ میں سر تاج شہادت، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر مبارک ہے، معلوم ہوا کہ ذکر حسین دراصل سنت رسول ہے۔

..... حضرت امام اور ان کے برادر اکبر سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ باغ رسالت کے برگ و گل ہیں، جن کے وجود مسعود سے رسالت و ہدایت کی خوشبو ہمیں بکھر کر جہان ہستی کو معطر کر رہی ہیں، ایمان و عرفان کی مہک حاصل کرنے کیلئے ان شہزادوں کی غلامی شرط اول ہے۔

..... یہ شہزادے جنت کے سردار ہیں گویا جنت ان کی جاگیر ہے، اور مغفرت بھی انہی کے قدموں کی خیرات ہے۔

..... اللہ تعالیٰ کی محبت ہر انسان کی منزل مقصود ہے۔ تخلیق کائنات کے مقصد میں یہی جذبہ کار فرما ہے، لیکن اس کے حصول کا ذریعہ کیا ہے؟ حدیث مبارک کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا کہ ان شہزادوں کی محبت ہی حقیقت میں ان کے نانا حضور کی محبت ہے اور ان کی محبت ہی حقیقت میں اللہ رب العزت کی محبت ہے، ان کا محبت صادق اللہ کا محبوب کامل بن جاتا ہے۔

..... ان شہزادوں سے حضور محبوب کل، جان رسل ﷺ کو کتنا پیار ہے، کبھی ان کو سونگھتے ہیں، کبھی ان کو چومتے ہیں اور کبھی ان کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہیں، ان کو شہید کرنے والے دراصل حضور ﷺ کو ایذا دینے والے ہیں، اور دو جہان کی لعنت

وزحمت کے مستحق ہیں،

..... یہ شہزادے حسن مصطفیٰ کا عکس جمیل ہیں۔

..... یہاں علم مصطفیٰ کا ظہور ہے، علم فرد اور علم موت، علوم خمسہ میں شامل ہے، یہ علوم ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ہاں وہ اپنے فضل سے اپنے محبوب پاک یا ان کے کسی ماننے والے کو ان علوم پر آگاہ کر دے تو یہ شرک نہیں۔ حضور ﷺ کو عطائی علم حاصل تھا کہ حضرت امام کرب و بلا کے میدان میں شہید ہوں گے، اور ان کے ساتھیوں پر یہ قیامتیں ٹوٹیں گی، حدیث پاک یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ حضور ﷺ ذاتقہ موت چکھنے کے بعد زندہ جاوید ہیں اور جہاں چاہتے ہیں حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں، اپنوں کے دکھوں کو محسوس فرماتے ہیں اور انہیں اپنی رحمتوں سے مالا مال کرتے ہیں، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا یہی عقیدہ ہے، کسی معتبر اور صحیح العقیدہ عالم نے اس عقیدے کا انکار نہیں کیا۔ تمام اس پر متفق ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حائل زار میں ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو



کیا فیض ہے جناب رسالت پناہ کا
ہر اک شہید ناز ہے حسن نگاہ کا
اللہ رے فراز در مصطفیٰ تو دیکھ
سر خم سے جس کے سامنے ہر کجگاہ کا
غمغموار، غم نصیب کا ان کے بغیر کون
سینہ چرا ہے جس کے اشارے سے ماہ کا
آقا رکھیں گے میرے خیال و سخن کی لاج
عادی نہیں غلام کسی واہ، واہ کا

درس قرآن:

..... ویوں کی حکایت ❁

رب الارباب اعظم شانہ، کا ارشاد ہے!

الا ان اولیاء اللہ..... الفوز العظیم خبردار! بے شک اللہ کے ویوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے رہے، انہی کیلئے دنیا کی حیات میں اور آخرت میں بشارت ہے، اللہ کی باتیں ہرگز تبدیل نہیں ہوتیں، یہی بڑی عظیم کامیابی ہے، (سورہ یونس آیت ۶۲-۶۳)

..... اشارات ❁

❁ قرآن کریم کی ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے پاک ولیوں کی دلنشین حکایت ہے۔

❁..... اولیاء، لفظ ”ولی“ کی جمع ہے، قاموس میں ”ولی“ کا معنی کیا گیا ہے، قریب، محبت، صدیق اور مددگار، گویا ”ولی“ ان تمام صفات و معانی کے بحر ذخا کا نام ہے،
❁..... حضرت علامہ ثناء اللہ مظہری فرماتے ہیں ”صوفیہ کرام کی اصطلاح میں ”ولی“ اس شخص کو کہتے ہیں جس کا دل ہمیشہ ذکر خدا میں مشغول رہتا ہے۔ اور جو دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتا ہے، اس کے دل میں محبت خدا کے سوا کسی غیر کی گنجائش نہیں ہوتی، وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیلئے اور اگر کسی سے عداوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیلئے (تفسیر مظہری، سورہ یونس)

❁..... بنیادی طور پر ولیوں کی دو قسمیں ہیں، اولاً طالب و مرید، ثانیاً مطلوب و مراد۔ سب اپنی شان کے مطابق مختلف درجات پر فائز ہوتے ہیں۔

..... ویوں کے ذکر سے پہلے لفظ ”الا“ استعمال ہوا جو مخاطب کو آگاہ و خبردار کرنے کیلئے ہوا ہے، یعنی خوب سمجھنے کی کوشش کرو، جو مقام بیان ہونے والا ہے وہ بہت نازک ہے، ذرا سی کوتاہی اور معمولی سی بے ادبی بھی کشت ایمان کو ویران کر دے گی۔ لفظ ”ان“ میں مزید تاکید پائی جاتی ہے اور جملہ اسمیہ، دوام عظمت پر دال ہے،

..... ویوں کی نشانیاں بھی بیان ہوئیں تاکہ پہچان مشکل نہ ہو جائے۔ اہل ولایت ایمان کے اعلیٰ مقامات اور تقویٰ کے ارفع درجات پر فائز ہوتے ہیں، وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، باقی ساری کائنات سے انہیں کوئی خوف و ملال نہیں ہوتا، یہ ان کے حسن ایمان اور کمال تقویٰ کا کتنا دلآویز انعام ہے۔

..... آجکل جاہل، نام نہاد اور تارک شریعت ’صوفی‘ عوام الناس کو گمراہ کر رہے ہیں، ان کا تصوف و ولایت سے کوئی تعلق نہیں، ولی اور صوفی شریعت کا علم بردار ہوتا ہے۔ اس پر سب اہل حق کا اتفاق ہے۔

..... چونکہ ”ولی“ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ جلالت میں مقام قرب پر متمکن ہوتا ہے، اس لئے اس کے قریب ہونا چاہیے تاکہ دور رہنے والے محبوب حقیقی کے قریب ہو جائیں، قرآن کریم نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے، ’بے شک اللہ کی رحمت احسان والوں کے قریب ہے‘

..... ”ولی“ حسن انجام کے مالک ہوتے ہیں، ان سے رابطہ رکھنا، ان کا وسیلہ پکڑنا اور ان کی خدمت میں رہنا حسن انجام کیلئے ”نسخہ کیمیا“ ہے، قرآن پاک نے فرمایا ’قیامت کے دن دوست بھی دشمن بن جائیں گے مگر پرہیزگار (دوست ہی رہیں گے) ولی کو بطور مرشد ماننے کا یہی فلسفہ ہے۔‘

ہیں میرا لا کہ با پرہائے شیخ تابہ بنی عون و لشکرہائے شیخ

..... ”ولی“ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس کی ہر ادا بشارتوں اور کرامتوں سے روشن ہوتی ہے۔ ظاہر ہے اللہ رب العالمین کے دوستوں کی ایسی ہی شان ہونی

چاہئے، بھلا اس قادر مختار کو ماننے والے کس روح بصیرت، سماعت اور اعانت کی قوتوں سے محروم رہ سکتے ہیں، بتوں کی تردید میں اترنے والی آیات مبارکہ کو کسی صاحب کمال اور مقبول بارگاہ کی ذات مقدسہ پر چسپاں کرنا قرآن فہمی نہیں، ایمان دشمنی کی علامت ہے۔

..... گویا، اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ تبدیل نہیں ہو سکتا۔ وہ ہر لحظہ مومن کو نئی آن اور نئی شان عطا فرماتا ہے۔ وہ سب سے بڑا انصاف کرنے والا ہے، اس کے نزدیک دوزخی اور جنتی برابر نہیں، جو اس کے احکام پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل خاص سے جنت کی رعنائیوں میں داخل کرے گا۔

..... اللہ تعالیٰ کا ”ولی“ ہونا، دنیا و آخرت کے تمام خوفوں سے نجات حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ کے سرمدی انعامات سے سرفراز ہونا بہت بڑی کامیابی ہے اور یہ کامیابی ایمان اور تقویٰ کا بہترین صلہ ہے۔

یاد حق اے دوست تو کن اختیار

تا شوی در ہر دو عالم بختیار

..... ”ولی“ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام گرامی ہے، لہذا جو انسان مقام ولایت پر فائز ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی جمالی و جلالی صفات کا مظہر کامل بن جاتا ہے؛

پیر کامل صورت ظل اللہ

یعنی دید پیر دید کبریا

..... ”ولی“ کا معنی متصرف بھی ہوتا ہے۔ گویا صاحب ولایت کے سامنے ساری کائنات مسخر ہوتی ہے۔ اس کی اک نگاہ رحمت سے ہزاروں بند نصیبوں کے نصیب چمک اٹھتے ہیں، لاکھوں شقی قلبوں کو سعادت کے جوہر ہاتھ لگتے ہیں۔۔۔

تمنا در ددل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی

نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

درس حدیث:

..... ﴿ ولیوں کی ولایت ﴾

رسالت مآب ﷺ کا ارشاد گرامی ہے!

﴿..... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جس نے میرے ”ولی سے دشمنی کی، میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں، جب میرا بندہ نفلوں کے ذریعے میرے قریب ہوتا ہے تو میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو میں ہی اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اور میں ہی اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں ہی اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں ہی اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور جب میرا بندہ مجھ سے کوئی بھی سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور ضرور عطا کرتا ہوں۔ (بخاری)

﴿..... اولیاء اللہ وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔

﴿..... جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل سے کہتا ہے کہ میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو، جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر وہ آسمان میں منادی کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے، تم سب بھی اس سے محبت کرو، تمام آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام ہوتی ہے، (اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو ناپسند کرتا ہے تو جبریل اور آسمان وزمین والے اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں)

..... ﴿ اشارات ﴾

..... ﴿ ان احاديث نبويه ميں وليوں كى ولايت كا ذكر ہے۔

..... ﴿ خدا كے ولي سے دشمنى، خدا سے دشمنى كرنے كے مترادف ہے، اور خدا سے دشمنى

كرنے والا ايمان سے كبھى بہرہ ور نہيں ہو سكتا، گویا وہ محروم محض ہے، مولانا داود غزنوى

كے پاس كسى غير مقلد طالب علم نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ كى شان ميں گستاخى كى تو

انہوں نے فرمایا عنقریب یہ ايمان سے خارج ہو جائے گا، پھر ایسے ہی ہوا، استفسار پر

انہوں نے یہی حدیث پاك پيش كى، اور وضاحت كى كہ جنگ كے دوران ہر دشمن اپنے

دشمن كى قيمتى چیز پر قبضہ كرتا ہے، اور ايمان سے بڑھ كر كوى چیز گراں مایہ نہيں، اس لئے

خالق مطلق اپنے دشمن سے ايمان كى توفيق سلب كر ليتا ہے۔

..... ﴿ نوافل كى كثرت سے یہ مقام ملتے ہے تو فرائض كى مداومت پر كيا مقام ملتا ہوگا؟

..... ﴿ بندہ مومن كے كانوں، آنكھوں، ہاتھوں اور قدموں كو اللہ تعالى كى تائيد و نصرت

كانور بے مثال قوتوں سے مالا مال كر ديتا ہے، لہذا وہ قریب و بعید كى ہر آواز كو سنتا ہے،

ہر چیز كو ديكتا ہے، وہ اپنے ہاتھوں اور قدموں سے مخلوق خدا كى مشكلين آسان كرتا ہے،

ہاتھ ہے اللہ كا بندہ مومن كا ہاتھ

غالب و كار آفرين، كار كشا، كار ساز

..... ﴿ ”ولى“ كى اس خداداد عظمت كا ذكر قرآن پاك ميں متعدد مقامات پر موجود

ہے، ولى آصف بن برخيا كى صورت ميں آنكھ جھپكنے سے بھى پہلے سينكڑوں ميل كے فاصلے

سے سينكڑوں من تحت بلقيس كو دربار سليمانى ميں پيش كر سكتا ہے، ولى، صورت مریم ميں

خشك درخت كو ہاتھ لگائے تو تر و تازہ كھجورين جڑ سكتى ہيں، بے موسى پھل بھى آسكتے ہيں،

ولى، اصحاب كهف كى صورت ميں صدیوں پر محیط عرصے كو عبور كريں تو اجسام مطہرہ پر مرور

زمانہ کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے، ولی صورت خضر میں مستقبل کے اسرار کو مشاہدہ کرتا ہے اور کبھی ذوالقرنین کی صورت میں مشرق و مغرب کے مرحلے طے کرتا ہے، یہ سب کمالات اسی ”نور خدا“ کی جلوہ گری سے نصیب ہوتے ہیں،

می شود پردہ چشم پر کا ہے گا ہے
دیدہ ام ہر دو جہاں را بنگا ہے گا ہے
منزل عشق بے دور دراز است و لے
طے شود جادہ صد سالہ بہ آ ہے گا ہے

..... ﴿ولی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے، اور محبوب سے کوئی چیز پوشیدہ رکھنا شان محبت کے خلاف ہے، وہ جو کچھ مانگتا ہے اسے مل جاتا ہے، اسی لئے اس سے دعا کرانا، توجہ حاصل کرنا اور اسے راضی رکھنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال ہونے کا ذریعہ ہے۔

..... ﴿ولی کے تذکرے آسمانوں اور زمینوں میں رونق افروز ہوتے ہیں، خدا بھی ان کا ذکر کرتا ہے اور خدائی بھی ان کا ذکر کرتی ہے، یہ ’اذکر کم‘ کی عملی تفسیر ہے، ولی خود صاحب ذکر ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں رہتا، سعید بن جاتا ہے۔

آنا کہ چشم مست بصد حیلہ وا کند
سگ را ولی کند ، گس را ہما کند

..... ﴿ولی“ کسی بھی سلسلہ سے متعلق ہو، اس کا احترام کرنا سب پر فرض ہے، لہذا مریدان سلسلہ کو چاہیے کہ تعصب و عناد کو ہوانہ دیں اور خلوص کے ساتھ سب کے آداب بجالاتے رہیں۔



درس قرآن:

..... ﴿ آگیا وہ نور والا ﴾.....

اللہ پاک نے فرمایا! ﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نور آیا ہے اور روشن کتاب آئی ہے۔ (سورۃ المائدہ)

..... ﴿ اشارات ﴾.....

..... ﴿ آیت مبارکہ کا آغاز لفظ ”قد“ سے ہوا جس میں تاکید پائی جاتی ہے۔
 ﴿ ضمیر کم کے مخاطب ساری کائنات کے انسان اور جن ہیں جو اس نور عالمگیر سے درخشاں ہو سکتے ہیں۔ معلوم ہوا اس نور کا فیضان، ربوبیت کی طرح عام ہے۔
 ﴿ آیت مبارکہ میں موجود لفظ ”نعم“ سے مراد کون ہے؟ آئیے مفسرین امت سے استفادہ کریں تاکہ ایمان تازہ ہو جائے،

..... ۱ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے ”نور رسول یعنی محمد ا“ نور سے مراد حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے“ (تفسیر ابن عباس: ۷۲)

..... ۲ حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے ”ان المراد بالنور محمد یعنی نور سے مراد حضور محمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات ہے۔“ (تفسیر کبیر جلد ۳/۳۹۵)

..... ۳ حضرت امام علی بن محمد خازن علیہ الرحمہ کا فرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد ﷺ تشریف لائے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کا نام اس لئے نور رکھا کہ جس طرح نور سے اندھیروں میں ہدایت نصیب ہوتی ہے اس طرح آپ کی ذات گرامی سے ہدایت نصیب ہوتی ہے“ (تفسیر خازن ۱/۴۷۷)

..... ۴ حضرت امام ابو محمد بغوی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی

- محمد مصطفیٰ ﷺ جلوہ فرما ہوئے۔ (تفسیر معالم التنزیل ۲/۲۳)
- ۵..... حضرت امام عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے۔ نور سے مراد حضور ﷺ ہیں کیونکہ آپ سے ہدایت ملتی ہے جیسا کہ آپ کا نام 'سراج' رکھا گیا ہے (تفسیر مدارک ۱/۲۰۶)
- ۶..... حضرت امام ابوالسعود علیہ الرحمہ کا فرمان ہے، کہا گیا ہے کہ اولاً نور سے مراد ذات رسول پاک ہے۔ اور ثانیاً نور سے مراد قرآن پاک ہے۔ (تفسیر ابوالسعود ۳/۳۶)
- ۷..... حضرت امام عبدالرحمن بیضاوی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے یرید بالنور محمد ا۔ نور سے مراد سرکار ابد قرار ﷺ کی ذات ہے۔ (تفسیر بیضاوی ص ۹۲)
- ۸..... حضرت امام ابو جعفر محمد طبری علیہ الرحمہ کا فرمان ہے۔ حضور پر نور ﷺ نور ہیں جن کے دم سے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کر دیا اور اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اور شرک کو نابود کر دیا تو آپ نور ہیں جن سے روشنی عام ہوئی اور حق ظاہر ہو گیا۔ (تفسیر ابن جریر ۶/۹۲)
- ۹..... حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے۔ 'نور هو النبی ﷺ نور سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں۔ (تفسیر جلالین)
- ۱۰..... حضرت امام محمود آلوسی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے 'نور سے مراد نور عظیم ہے، جو نور الانوار ہے۔ نبی المختار ہے۔ (روح المعانی ۱/۹۷)
- ۱۱..... حضرت امام احمد صاوی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے۔ نور سے مراد نبی اکرم ﷺ ہی ہیں اس لیے کہ آپ دلوں کو بصیرت عطا کرتے ہیں، اور ان کو اپنے ارشاد سے ہدایت آشنا کرتے ہیں، آپ ہی تمام حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔ (تفسیر صاوی ۱/۲۷۵)
- ۱۲..... حضرت امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے "حضور پر نور ﷺ کا نام اس لئے نور رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو اپنی قدرت کے نور سے سب سے پہلے ظلمت عدم سے ظاہر فرمایا وہ نور مصطفیٰ ﷺ ہی ہے، جیسا کہ خود ارشاد مصطفیٰ ﷺ ہے، اول ما خلق اللہ نوری، اللہ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا، (تفسیر روح البیان ۲/۳۷۰)

۱۳..... حضرت امام ثناء اللہ مظہری علیہ الرحمہ کا فرمان ہے ”نور سے مراد ذات مصطفیٰ ہے یا اسلام ہے،

۱۴..... حضرت امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے۔ قرآن پاک میں حضور ﷺ کا نام پاک نور اور سراج منیر رکھا گیا، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”قد جاء کم من اللہ نور“ (کتاب الشفاء/۱۱) ۱۵..... مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی تسلیم کیا ہے ”تمہارے پاس اللہ کا نور محمد ﷺ اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی ۱۱/۲)

۱۶..... مولوی وحید الزماں نے بھی تسلیم کیا ہے، نور سے مراد محمد یارین اسلام“ (تبویب القرآن حاشیہ: ۱۳۹)

۱۷..... مولانا سلمان منصور پوری نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اس آیت میں وجود نبی کریم ﷺ کو نور بتلایا گیا ہے۔ (شرح اسماء الحسنی: ۱۵۱)

۱۸..... مولوی شبیر احمد عثمانی نے بھی لکھا ہے ”شاید نور سے خود نبی کریم ﷺ اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے“ (تفسیر عثمانی حاشیہ: ۱۹۳)

۱۹..... مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی لکھا ہے ”یہ ایک مختصر سی آیت ہے، اس میں حق سبحانہ، تعالیٰ نے اپنی دونوں نعمتوں میں ایک تو حضور ﷺ کا وجود باجود ہے اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے ایک کو لفظ نور سے ذکر فرمایا ہے اور دوسری کو کتاب کے عنوان سے ارشاد فرمایا ہے۔ اور یہ توجیہ اس آیت کی ایک تفسیر کی بنا پر ہے، یعنی جبکہ نور سے حضور ﷺ کا وجود موجود مراد لیا جاوے“ (اشرف الموعظ: ۱۳۸)

..... آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ اہل سنت کے جلیل القدر مفسرین اور دیگر فرقوں کے معتبر عمائدین نے حضور پر نور ﷺ کو نور قرار دیا ہے۔

..... کتاب کے مطالعہ کیلئے روشنی کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے پہلے نور مصطفیٰ ﷺ کا ذکر ہے پھر کتاب کبریا کا ذکر ہے، گویا جو اس نور کو نہیں مانتا وہ اس کتاب کو نہیں جانتا۔

..... ﴿نور﴾ اور کتاب کے درمیان واو، عاطفہ ہے جو مغائرت چاہتی ہے، ثابت ہوا کہ یہاں نور اور ہے، کتاب اور ہے۔

..... ﴿بعض منکرین نور کا خیال ہے کہ نور و کتاب سے مراد صرف قرآن پاک ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا یھدی بہ اگر نور و کتاب دو چیزوں کا نام ہوتا ہے تو ارشاد ہوتا یھدی بہما، جو اباعرض ہے کہ اس قانون کو اگر قرآن پر نافذ کیا جائے تو بہت سی آیات پر اعتراض وارد ہو سکتا ہے، مثلاً اللہ و رسولہ احق ان یرضوہ، یہاں ان یرضوہما ہونا چاہئے، جو آپ کا یہاں جواب ہے، وہی ہمارا وہاں جواب ہے۔

..... ﴿ایک اعتراض یہ ہے کہ حضور کا بشر ہونا، نور ہونے کے منافی ہے، جو اباعرض ہے کہ بشریت، نورانیت کی متضاد نہیں، ورنہ یہ آیت یخر جو ہم من الظلمت الی النور کی بجائے ”من البشریۃ الی النور“ ہونی چاہئے۔ معلوم ہوا کہ نور کا متضاد ظلمت ہے، بشریت نہیں، خدا را غور کیجئے جو حضور کو نور نہیں مانتے وہ پھر کیا۔۔۔ مانتے ہیں؟ عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

..... ﴿اگر نور ہو کر بشر ہونا ناممکن ہوتا تو اللہ تعالیٰ دکبھی جبریل امین کیلئے لفظ ”بشر“ استعمال نہ فرماتا۔ دیکھئے فتمثل لها بشرا سويا، یہاں بشر سے مراد نوری جبریل ہے۔

..... ﴿اللہ اللہ! حضور پر نور! نور علی نور ہیں، جن کے نور جہاں تاب سے زمانے کی تاریکیاں ختم ہو گئیں، تہذیب و تمدن چمک اٹھے، گلستان ہدایت میں روشنی اٹھ آئی، صدیوں سے بھٹکے ہوئے کاروان ہستی کو راستہ نصیب ہوا۔ اسی نور سے چاند، سورج اور ستاروں نے چمکنا سیکھا، کہکشاں کی مانگ بھی، حوروں کی پیشانیاں تاب ناک ہوئیں فرشتوں کو ذوق عبادت ملا، انسانوں اور جنوں نے ایمان کی تابندگی حاصل کی، حضرت کعب نے کیا خوب کہا ہے، ان رسول اللہ نور یستضاء بہ بیشک اللہ کے رسول نور ہیں، جن سے روشنی ملتی ہے۔



درس کی حدیث:

..... ﴿ جس کا گھر گھر ہے اجالا ﴾
 صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

..... ﴿ اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم تھا، نہ جنت تھی نہ دوزخ تھی، نہ فرشتے تھے نہ آسمان تھا، نہ چاند تھا نہ سورج تھا، نہ جن تھے، نہ انسان تھے۔

..... ﴿ اشارات ﴾
 ۴

..... ﴿ یہ حدیث پاک کچھ طویل ہے جسے امت مسلمہ کے جلیل القدر محدثین نے نقل فرمایا ہے، بالخصوص حضرت امام بخاری قدس سرہ کے استاد گرامی حضرت امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ نے بھی اسے اپنی مصنف میں لکھا ہے، یہ حدیث مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی نشر الطیب میں لکھی ہے۔

..... ﴿ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک سب اشیاء سے پہلے معرض وجود میں آیا، ترمذی شریف کی ایک مشہور حدیث ہے۔ ”میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے“ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر محض کہنے والے ان اشارات پر غور کریں، ابھی تو ابوالبشر کی تخلیق بھی مکمل نہیں ہوئی تھی، بشریت کا نام و نشان بھی قائم نہیں ہوا تھا، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی جلوہ فرماتے اور نبی تھے تو اس وقت کیا تھے؟

..... ﴿ ”من نوره“ میں اضافت بیانہ ہے۔ اگر کعبہ کو بیت اللہ، اونٹنی کو ناقۃ اللہ، حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہنا جائز ہے تو پھر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو ”نور اللہ“ کہنا بھی جائز

ہے یہ سب تشریفی نسبتیں ہیں۔

..... یہاں یہ اعتراض کرنا کہ حضور ﷺ اللہ کے نور سے بنے تو اللہ کا نور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، سیر سے دو چھٹا نک نکال لیا جائے تو سیر میں کمی آجاتی ہے، اس نور میں کمی آئی ہوگی، جب ایسا ممکن نہیں تو حضور کا نور ہونا بھی ممکن نہیں، خدا کی پناہ ایسی سوچ وہی اپنا سکتا ہے جس کا عقیدہ عقل نارسا کا غلام ہو، خدا تعالیٰ کے بارے میں ایسی مثالیں قائم کرنا ہی حرام ہے، لیس کمثلہ شیء، نجانے لوگ تو حید پرست ہو کر بھی اس حد تک کیسے چلے جاتے ہیں؟

..... من نورہ میں اللہ نے حضور کے نور کو اپنے نور کی نسبت سے مشرف فرمایا ہے اور اپنے جلوہ خاص کی تجلی سے نوازا ہے۔ آئینے میں سورج کا نور چمکے تو سورج میں کمی واقع ہو جاتی ہے یا اس کا نور ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے؟

..... جب رسول محترم نے فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، اب ایک امتی کو بلا چون و چرا تسلیم کرنا چاہئے، کیا قرآن کی تمام آیات لوگوں کی عقل میں آگئی ہیں؟ کیا حضور کے تمام فرمودات لوگوں نے سمجھ لیے ہیں، ارے جس کا کلمہ پڑھا جاتا ہے اس کا قول و فعل کلمہ گو کیلئے حجت قطعی اختیار کر لیتا ہے، اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہئے۔

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں

عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

..... من نورہ کسی صبونی یا کسی مولوی نے نہیں کہا، یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، اسے تختہ مشق ستم نہ بناؤ، ایمان کا جنازہ اٹھ جائے گا۔

..... حضور ﷺ تخلیق اول ہیں، عرش و کرسی، لوح و قلم، جنت و دوزخ، زمین و

آسمان، شمس و قمر، جن و بشر غرض ہر شے سے پہلے بنائے گئے، اسی لئے تو ارشاد قدسی ہے، اے محبوب اگر تجھے نہ بناتا تو میں افلاک کو بھی پیدا نہ کرتا، بلکہ اپنی ربوبیت کو بھی ظاہر نہ فرماتا، ان احادیث کو امت کے نامور علماء اور صوفیہ نے لکھا ہے اور ان کی حقانیت کو تسلیم کیا ہے۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طہ

اے مہر زندگی شب را سحر کن
 بسوئے حال زارم یک نظر کن
 جمال روئے تو صبح نگارش
 خیال من غریق این سحر کن
 دل و جان محو انوار نبوت
 جگر را روش شمس و قمر کن
 ثریا خوشہ چین حسن مومن
 فراز آسماں را سفر کن
 پریشاں است شیرازہ ملت
 مسلماناں بہم شیرو شکر کن
 خدارا اے بہار افروز ہستی،
 خس و خاشاک ما رشک ثمر کن
 گزشتہ شب بیادش چشم تر شد
 ”الہی“ این کرم بار دگر کن
 طفیل سرور و سلطان عالم
 کلام بینوا را خوش اثر کن

درس قرآن:

..... ﴿تاجدار صداقت﴾

التدرب العالمين نے فرمایا:

..... ﴿فاما من اعطى و تقى و صدق بالحسنى نسيه
نيسرى O پس جس شخص نے دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور اچھی باتوں
کی تصدیق کی، تو بہت جلد ہم اس کو آسانی عطا کریں گے۔ (سورۃ الليل)
..... ﴿کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دیتا ہے۔

..... ﴿اور وہ (رومی) عنقریب ان (ایرانیوں) پر غلبہ حاصل کر لیں گے،
..... ﴿اور سابقوں اولوں، مہاجرین اور انصار میں سے اور جن لوگوں نے
ان کی اچھے طریقے سے پیروی کی، اللہ ان سب پر راضی ہو اور وہ اللہ سے
راضی ہوئے۔ (سورۃ التوبہ)

..... ﴿جب کفار نے انہیں مکہ سے باہر نکال دیا تو اس وقت دو میں دوسرا
جب وہ دونوں غار میں تھے، جب ایک دوسرے کو فرما رہا تھا، غم نہ کرو اللہ
ہمارے ساتھ ہے۔ (سورۃ التوبہ)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿قرآن کریم کی ان آیات قدسیہ میں حضرت سیدنا تاجدار صداقت ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے جو دو عطا، زہد و تقویٰ، اسلام کی تصدیق و حمایت اور رضا باللہ جیسی عمدہ
صفات کا ذکر ہے۔

..... پہلی آیت مبارکہ فاما من اعطی و تقی و صدق بالحسنی کے بارے میں علامہ ابن الحسن طبری شیعی نے لکھا ہے، ”ابن زبیر نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے بہت سے غلاموں کو خریداجو مسلمان ہو چکے تھے، جیسا کہ حضرت بلال اور عامر بن فہیرہ وغیرہ اور پھر ان کو آزاد کر دیا (تفسیر مجمع البیان ۵/۵۰۱)

..... دوسری آیت مبارکہ من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا کے بارے میں علامہ ابن الحسن طبری شیعی نے لکھا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہودیوں نے کہا اللہ فقیر ہے، اسی لئے وہ ہم سے قرض مانگتا ہے، اور ہم غنی ہیں، یہ الفاظ حنی بن اخطب نے کہے، کہا جاتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر کو نماز کی اقامت، زکوٰۃ کی ادائیگی اور اللہ کو قرض حسنہ دینے کی دعوت دینے کیلئے یہودیوں کے قبیلہ بنی قینقاع کی طرف بھیجا، وہاں ایک شخص فخاص بن عازورا، کہنے لگا، اگر تو اپنے کلام میں سچا ہے تو یہ معلوم ہوا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم بالدار ہیں، اگر وہ واقعی مالدار ہوتا تو ہم سے مال کیوں طلب کرتا، اس کی یہ (بکواس) سن کر حضرت ابو بکر کو غصہ آ گیا اور آپ نے اس کے منہ پر طمانچہ دے مارا، اس معاملہ میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی“ (ایضاً/۵۲۷)

..... تیسری آیت مبارکہ وہم من بعد غلبہم سیغلبون کی تفسیر میں ملاح اللہ کاشانی شیعی نے لکھا ہے۔ ”ابو بکر نے مشرکین مکہ سے کہا کہ رومیوں کی شکست پر تمہیں خوش نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ کی قسم عنقریب ایرانی شکست کھائیں گے، مشرکین نے کہا یہ آپ کس کے اعتماد پر کہہ رہے ہیں، آپ نے فرمایا، یہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ ابی بن خلف نے کہا ”تم نے جھوٹ کہا“ آپ نے فرمایا، اودشمن خدا! تم نے جھوٹ کہا ہے ”ابی کہنے لگا اگر تم سچے ہو تو شرط لگاؤ، آپ نے اس سے نو سال مدت اور سو

اونٹ کی شرط لگالی، ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں جب مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو اسی دن اطلاع آئی کہ رومیوں کو بھی فتح ہو گئی ہے۔ یہ سن کر مسلمان بہت خوش ہو گئے۔ ابوبکر ابی کے وارثوں کے پاس گئے اور شرط کا مال لے کر آئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا، آپ نے حکم دیا کہ اس مال کو صدقہ کر دو، چنانچہ انہوں نے سارا مال صدقہ کر دیا“ (تفسیر منہج الصادقین ۷/۱۵۷)

..... چوتھی آیت مبارکہ السابقون الاولون، کی تفسیر میں علامہ ابن الحسن طبرسی شیعہ نے لکھا ہے، ان اول من اسلم بعد خدیجہ ابو بکر، بے شک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ابوبکر اسلام لائے۔ (تفسیر مجمع البیان ۲/۶۵)

..... پانچویں آیت کریمہ اذا خرجہ الذین کفروا، کی تفسیر میں علامہ علی بن ابراہیم قمی شیعہ نے لکھا ہے۔ ”حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہجرت کی رات حضور ﷺ غار ثور میں تھے، آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، میں جعفر طیار اور ان کے ساتھیوں کو کشتیوں میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں، اور انصار کو اپنے گھروں میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں، حضرت ابوبکر نے تعجب سے کہا کہ مجھے بھی دکھا دیجئے، آپ نے حضرت ابوبکر کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو انہیں بھی سب کچھ نظر آ گیا۔ فقال له رسول الله انت الصديق، پس ان سے اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم صدیق ہو“ (تفسیر قمی: ۲۲۵)

..... اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں ملاح فتح اللہ کاشانی شیعہ نے حضرت ابوبکر صدیق کے خاندان صداقت کی عظیم قربانیوں کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً حضور ﷺ ابوبکر کی رفاقت میں گھر سے نکلے۔۔ ابوبکر کے غلام عامر بن فہیرہ بکریوں کو غار ثور کے دہانے پر لے آتا تاکہ دونوں حضرات دودھ نوش کر لیں، ابوبکر کے بیٹے عبدالرحمن خفیہ طور پر صبح و شام ان کو کھانا پہنچاتے رہتے۔ (تفسیر منہج الصادقین ۳/۲۷۰)

.....اہل سنت و جماعت اور شیعہ حضرات کی متفقہ شخصیت حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ، اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

.....”ہجرت کی رات اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعے پیغام بھیجا کہ آپ ابو بکر کو ساتھ لے جائیں کیوں کہ ان کے دل میں آپ کی محبت ہے، انہوں نے آپ کی معاونت کی آپ کا بوجھ اٹھایا، آپ کے ساتھ معاہدوں میں ثابت قدم رہے، وہ جنت میں آپ کے ساتھیوں میں سے ہوں گے، اور جنت کے بلند ترین محلات میں رہیں گے (تفسیر حسن عسکری: ۲۳۱)

.....مندرجہ بالا آیات اور ان کی شیعہ تفسیرات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق حضور اکرم ﷺ کے رفیق خاص۔۔۔۔۔ یار غار۔۔۔۔۔ اعلیٰ جنتی ہیں۔۔۔۔۔ آپ کا خاندان، مال، اولاد سب کچھ اسلام کیلئے وقف تھا۔۔۔۔۔ آپ تاجدار صداقت ہیں۔ صلہ رحمی کے بلند مقام پر فائز ہیں، چشم بینا رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں، خدا اور مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات پر مکمل اعتماد کرنے والے اور ان کی عزت و عظمت کی خاطر دشمنوں سے لڑنے والے ہیں۔۔۔۔۔ کریم ہیں۔۔۔۔۔ شمع رسالت کے محبت اور محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے متعدد آیات قدسیہ نازل فرمائیں۔



ہم کو ارباب زمانہ کی ثنا زیبا نہیں
ہم غلام مصطفیٰ ہیں، ان کے مدحت خوان ہیں

درس حدیث:

..... ﴿پاسدار رسالت ﷺ﴾.....

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا:

..... ﴿ابو بکر کو (میرا) حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ (سیرۃ الرسول)

..... ﴿جس قوم میں ابو بکر ہوں، انہیں یہ لائق نہیں کہ ان کی امامت ابو بکر کے سوائے کوئی اور کرے۔ (ترمذی)

..... ﴿ابو بکر رضی اللہ عنہ، تم غار میں میرے ساتھی اور حوض پر میرے ساتھی ہو، (ترمذی)

..... ﴿ابو بکر رضی اللہ عنہ تم میری امت میں سے پہلے جنت میں جاؤ گے۔ (ابوداؤد)

..... ﴿تم آگ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزاد شدہ ہو، اس دن سے آپ کا نام عتیق رکھا گیا۔ (ترمذی)

..... ﴿مجھ پر سب سے پہلے زمین کھولی جائے گی، پھر ابو بکر پر اور پھر عمر پر پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤں گا تو وہ میرے ساتھ جمع کئے جائیں گے، پھر میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا حتیٰ کہ ہم دونوں حرموں کے درمیان حشر دیئے جائیں گے، (ترمذی)

..... ﴿ان احادیث منورہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفاداری، پاسداری اور صاحب رسالت ﷺ کی آپ سے نمکساری روز روشن کی طرح عیاں ہے

..... ﴿پہلی حدیث نہایت مشہور ہے، اسے شیخ ابراہیم بن حاجی حسین الانبلی شیعہ نے اپنی کتاب ”درجہ شرح نہج البلاغہ“ میں اس طرح درج کیا ہے۔

..... ﴿﴾ ”جب حضور ﷺ کے مرض میں اضافہ ہوا تو آپ نے ابو بکر کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔۔۔۔۔ بے شک ابو بکر نے لوگوں کو دو دن کی نمازیں پڑھائیں، پھر حضور کا وصال ہو گیا۔ (درنجفیہ: ۲۲۵)

..... ﴿﴾ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہمارے دین کیلئے چنا اور ہم نے ان کو اپنی دنیا کیلئے بھی چن لیا۔۔۔۔۔ ﴿﴾ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بنائے ہوئے امام کے پیچھے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ (تفسیر تہی: ۵۰۳)

..... ﴿﴾ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بنائے ہوئے امام ابو بکر صدیق کو امام برحق، عادل اور قاسط تصور کرتے ہیں، اور ان کے خاتمہ بالا ایمان کے قائل تھے (احقاق حق ص ۱۶)

..... ﴿﴾ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت اطہار نے امام برحق حضرت ابو بکر صدیق کی بیعت کی۔ (احتجاج طبری: ۵۶)

..... ﴿﴾ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر و عمر کو خلافت کا علمبردار سمجھا اور ان کے روشن کردار کو سلام عقیدت پیش کیا ہے، فرمایا:

..... ﴿﴾ ”ثم استخلف الناس ابا بکر ثم استخلف ابو بکر، عمر واحسنا السيرة وعد لا في الامة“ یعنی حضور کے بعد لوگوں نے ابو بکر کو خلیفہ بنایا اور انہوں نے اپنے بعد عمر کو خلیفہ بنایا، وہ دونوں عمدہ سیرت کے مالک اور امت میں عدل کرنے والے تھے، وہ ہم آل رسول سے پوچھے بغیر خلیفہ بن گئے کہ ہمارا زیادہ حق تھا لیکن ہم نے ان کو معاف کر دیا۔ (واقعة صفین: ۱۳۹)

..... ﴿﴾ مذکورہ روایت شیعہ کتاب میں موجود ہے، آخری الفاظ شیعہ حضرات کی اختراع معلوم ہوتے ہیں، لیکن اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

نے ایسا فرمایا ہے تو بھی انہوں نے معاف کر دیا ہے، ہر قسم کی شکایت دور کر لی ہے، اب کسی مومن کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ حضرت ابو بکر و عمر کی ذات مقدسہ پر اعتراض کرے۔ ان کے اعلیٰ کردار اور عدل و انصاف کی گواہی خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ کا بیعت کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا ان کے امام برحق ہونے کی دلیل ہے۔

..... ﴿.....﴾ دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت برحق ہے اور وہ مسلمانوں کے سردار ہیں، ان کے ہوتے ہوئے کوئی انسان دین و دنیا کا پیشوا نہیں ہو سکتا۔ انہیں یہ منصب رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا ہے اور صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار نے قبول کیا ہے۔

..... ﴿.....﴾ حضرت ابو بکر صدیق قطعی جنتی ہیں بلکہ اہل جنت کے محبوب ہیں۔ اور حوض کوثر کے ساتھی ہیں۔

..... ﴿.....﴾ جہنم کی آگ سے ہمیشہ کیلئے آزاد ہیں، زبان رسالت نے ان کو ”عتیق“ فرمایا ہے

..... ﴿.....﴾ حضرت صدیق کی رفاقت کتنی عظیم ہے، دنیا میں ساتھ رہے، قبر میں ساتھ رہے۔ جب حشر برپا ہوگا تو پھر بھی حضور شفیع محشر ﷺ کے ساتھ رہیں گے۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی



خدا عبد کامل ہے جہاں کن کا وارث ہے
تجھے کیا اور بتلاؤں غلام مصطفیٰ کیا ہے

درس قرآن:

..... ﴿وما اهل به کاراز﴾.....

اللہ کریم جل شانہ کا فرمان ہے:

..... ﴿انما حرم علیکم الميتة والدم ولحم الخنزیر و ما اهل به لغير الله فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه ط ان الله غفور رحیم ۝﴾
 ”اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار، اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہونہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں، بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان“۔ (سورۃ البقرۃ: ۱۷۳) ء

..... ﴿اشارات﴾.....

..... ﴿اس آیت کریمہ کو بنیاد بنا کر بعض نام نہاد مفسرین میلاد شریف، گیارہویں شریف اور دیگر ختمات مبارکہ کیلئے رکھے گئے جانوروں کو حرام قرار دیتے ہیں اور انہیں ما اهل به لغير الله کے حکم میں داخل سمجھتے ہیں۔ آئیے اس آیت کریمہ کی صحیح تفسیر مستند مفسرین کرام کے علم و فکر کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے۔

..... ﴿آیت کریمہ کا آغاز انما سے ہوا، یہ حصر اضافی ہے، حصر حقیقی نہیں، یعنی جس پر زندگی میں غیر خدا کا نام پکارا گیا وہ حلال ہے۔ جیسے بحیرہ اور سائبہ جانور، گیارہویں شریف کا بکرا، میلاد شریف کی گائے کو اگر خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو حلال ہے۔ حرام وہی جانور ہے جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔

..... امام المفسرین حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے، ”و اما

اهل لغير الله ما ذبح لغير اسم الله عمداً الا صنم، یعنی وما اهل به لغير الله
کا معنی ہے جو اسم اللہ کے سوا بتوں کیلئے ذبح کیا جائے“ (تفسیر ابن عباس: ۱۸)

..... حضرت امام علی بن محمد خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”یعنی ما ذکر علی ذبحہ

غير اسم الله و ذلك ان العرب في الجاهلية كانوا يذكرون اسماء اصنامهم عند الذبح فحرم الله ذلك بهذا الاية یعنی وہ جانور حرام ہے جس کے ذبح کرنے کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور وہ ایسے ہے کہ اہل عرب دور جہالت میں جا نور ذبح کرتے وقت اپنے بتوں کا نام لیتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ساتھ اس جانور کو حرام کر دیا ہے۔

..... امام جعفر ابن جریر طبری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”یعنی جو بتوں کے نام پر ذبح کیا

گیا اور ذبح کے وقت اس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا“ (تفسیر خازن: ۲/۲۲۷)

..... امام عبد اللہ نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”اصل میں اھلال آواز کو بلند کرنا ہے، اہل

جہالت ذبح کے وقت لات وعزی کے نام لیا کرتے تھے۔ (تفسیر مدارک: پارہ ۲)

..... حضرت امام محمود آلوسی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے ”یعنی ذبح کرتے وقت غیر اللہ کیلئے

آواز بلند کرنا“ (روح المعانی ۲/۴۲)

..... حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ کا فرمان ”جو بتوں کیلئے ذبح کیا گیا ہو، یہ

مجاہد، ضحاک اور قتادہ کا قول ہے، ربیع بن انس اور ابن زید نے کہا یعنی جس پر غیر خدا کا

ذکر کیا گیا ہو اور یہ قول اولیٰ ہے، کیونکہ اس میں مطابقت لفظی زیادہ ہے“ (تفسیر کبیر جلد

۲ ص ۸۴) اور فرمایا ”یعنی جو بتوں کا نام لے کر ذبح کیا گیا“ (تفسیر کبیر ۳/۳۶۶)

..... حضرت امام ابو محمد بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ”یعنی جو بتوں اور طاغوتوں کیلئے

ذبح ہوا اور اصل میں اھلال آواز بلند کرنا ہے، اور کفار کا معمول تھا کہ جب جانور ذبح کرتے تو اپنے معبودان باطلہ کی شان ظاہر کرنے کو انہی کے نام کے ساتھ ذبح کرتے تھے۔ (تفسیر معالم التنزیل جلد ۱ ص ۱۳۰) اور فرماتے ہیں ”وہو ما ذبح علی غیر اسم اللہ یعنی وہ جانور جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا“

..... حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”ای ذبح علی اسم غیرہ“ یعنی جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا (جلالین ص ۲۳)

..... امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ای رفع الصوت لغير الله عند ذبحه كقولهم باسم الات والعزى، یعنی جانور کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کے نام کی آواز بلند کرنا جیسے کافروں کا قول ہے، لات اور عزى کے نام سے، (تفسیر روح البیان ۲/۳۴۰)

..... حضرت امام شفاء اللہ مظہری علیہ الرحمہ کا فرمان ہے، ما ذکر عند ذبحه اسم غیر اللہ یعنی جس کو ذبح کرتے ہوئے غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، وہ جانور حرام ہے، (تفسیر مظہری ۱/۱۰۸)

..... حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح بغیر خدا، آنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شود، (ترجمہ فارسی پارہ ۲، ۶، آپ مصنفی شرح موطا میں بھی یہی فرماتے ہیں، ذکر اسم غیر اللہ عند ذبحہ، (جلد ۲ ص ۷۳)

..... حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی علیہ الرحمہ نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے اور وہ جانور حرام ہے تم پر جو آواز اٹھاویں یعنی کہیں اس کو ذبح کرنے کے وقت نام سوائے خدا تعالیٰ کے (موضوع القرآن)

..... مولوی وحید الزمان غیر مقلد فرماتے ہیں، وما اهل به لغير الله، مخصوص حیوان کے ساتھ ہے، پھر اس میں اختلاف ہوا اور بعض حضرات نے کہا اس سے مراد ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام اس پر پکارنا ہے، پس اگر حیوان پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے جیسے کہا جاتا ہے سید احمد کبیر کی گائے، شیخ صدر الدین کامرغ ثم ذبح علی اسم اللہ فهو حلال پھر اس گائے یا مرغ کو اللہ کے نام پر ذبح کر دیا جائے تو وہ حلال ہے، (ہدیۃ الہدی: ۳۹)

..... ان کے علاوہ تفسیرات احمدیہ، تفسیر حسینی، تفسیر درمنثور، مفردات راغب، تفسیر نیشاپوری، تفسیر ابن کثیر، تفسیر لباب التأویل، وغیرہ میں بھی یہی معنی برحق تسلیم کیا گیا ہے،

..... امت محمدیہ کے ان نامور مفسرین کرام کے تراجم کی روشنی میں ثابت ہو جاتا ہے کہ گیارہویں شریف کا مرغ، میلا د شریف کی گائے اور ختمات طیبہ کیلئے رکھا جانے والا جانور، عقیقے کا بکرا، حلال ہے کیونکہ ان کو ذبح کرتے ہوئے ہر مسلمان یہی کہتا ہے بسم اللہ اکبر، لہذا اس کے حلال اور طیب ہونے میں کوئی شک نہیں، یہ جانور حرام اس وقت ہوں گے جب ذبح کرتے وقت کہا جائے ”بسم الفوٹ الا عظیم عبد القادر“ وغیرہ جب ایسا کوئی مسلمان نہیں کہتا تو پھر حرمت کا فتویٰ دیتے وقت خدا کا خوف رکھنا چاہئے۔

..... مولانا احمد جیون علیہ الرحمہ نے کیا خوب لکھا ہے،

”بے شک وہ گائے جسکی نذر اولیاء کیلئے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رسم ہے، حلال اور طیب ہے، (تفسیرات احمدیہ ص ۲۹)

..... مولانا عبدالحی لکھنوی صاحب بھی لکھتے ہیں، معلوم ہوا کہ جو گائے اولیاء کرام کی نذر مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رواج ہے وہ حلال اور طیب ہے، کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہیں لیا جاتا، گوان کیلئے نذر کرتے ہوں، (فتاویٰ عبدالحی ۳/۱۰۵)

..... ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ اصل تقرب خدا مقصود اور اولیاء کرام کیلئے ایصال ثواب مقصود ہو تو بالکل حلال ہے، (ایضاً) الحمد للہ یہی اہل سنت و جماعت کا مقصد ہے، گیارہویں شریف، میلا د شریف اور ختمات طیبہ کا نصب العین ایصال ثواب ہے غیر خدا عبادت نہیں،



ان کا غلام زار بن اے بندۂ خدا
قرآن میں بندگی کی وضاحت خدا کرے

درس حدیث:

..... ﴿مسئلہ نذر و نیاز﴾

رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے

..... ﴿نذر کی دو قسمیں ہیں پس جو نذر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے، اور اس کو پورا کرنا چاہئے، اور جو نذر اللہ تعالیٰ کی معصیت میں ہو تو وہ شیطان کیلئے ہے، اس کو پورا نہیں کرنا چاہئے اور نذر ماننے والا کفارہ ادا کرے گا جو قسم کا کفارہ ہے، (نسائی)

..... ﴿ایک عورت حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی تو، آپ نے فرمایا اپنی نذر پوری کر لو، عورت نے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ فلاں فلاں جگہ قربانی کروں گی، وہ جاہلیت کا مذبح ہے، آپ نے فرمایا بت کے واسطے، کہا نہیں، فرمایا وٹن کے واسطے، کہا نہیں، فرمایا اپنی نذر پوری کرو، (ابوداؤد)

..... ﴿جب نبی اکرم ﷺ نماز عید الاضحیٰ سے لوٹے تو ایک مینڈھالا یا گیا، تو آپ نے اس کو ذبح کیا اور کہا بسم اللہ، اللہ اکبر، اللهم هذا عنی وعمن لم یضح من امتی یعنی بسم اللہ اکبر، اے اللہ یہ میری طرف سے اور میری امت میں سے اس کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی﴾ (جامع ترمذی)

..... ﴿یہ بھی پڑھا کرتے تھے﴾ اے اللہ اس کو محمد، آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما، (مسلم شریف)

..... ﴿ اشارات ﴾

..... ﴿ ان احادیث مبارکہ سے نذر و نیاز کے تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں۔

..... ﴿ نذر و نیاز کی دو قسمیں، اللہ کی اطاعت میں اور اللہ کی معصیت میں،

..... ﴿ آپ خود اندازہ لگائیں کہ گیارہویں شریف، میلا د شریف اور ختمات طیبہ،

بزرگان دین کے ایصال ثواب کا کھانا، ان محافل میں قرآن و حدیث پڑھنا اور درود

شریف بھیجنا یہ سب معمولات اہل سنت اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہیں یا نافرمانی میں؟ ان

تمام اعمال کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا اور اس کے پاک بندوں کو ثواب پہنچانا ہے،

..... ﴿ اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں کو بتوں پر قیاس کرنا اور ان کے عقیدت مندوں کو

مشرکوں سے تشبیہ دینا دین میں کتنا بڑا غلو ہے، کس قدر فتنے کا باعث ہے۔

..... ﴿ حدیث پاک میں اکثر آیا ہے کہ کسی نے کہا ”میں حضور کے کیلئے دف بجاؤں

گی، میں حضور کیلئے بکری ذبح کروں گا۔ میں حضور کیلئے قربانی کروں گا، وغیرہ“ کیا یہ

سب نذریں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں شامل نہیں؟ کیا صحابہ کرام معصیت کا شکار تھے؟

..... ﴿ صحابہ کرام جانتے تھے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے تقرب اور عبادت کیلئے ہو مگر اس کا

ایصال ثواب اہل اللہ کیلئے ہو تو وہ چیز حلال ہے۔

..... ﴿ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”یہ قربانی میری اور میری امت کی طرف سے

ہے“ گویا قربانی پر حضور اور امت کا نام آیا۔ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا لہذا

قربانی حلال ہوئی۔ بالکل اسی طرح گیارہویں شریف کی نذر اور میلا د شریف کی نیاز

کیلئے منسوب جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کیا جائے تو وہ حلال کیوں نہیں؟

..... ﴿ اللہ تعالیٰ کے ولی نصب و مقرر نہیں، یہ وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو چکا ہے

اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو چکے ہیں، لہذا ان کیلئے ایصال ثواب کرنا، ان کی یادیں منانا

ان کے مزارات پر عرس منعقد کرنا اور ان کے فقراء کیلئے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جانور ذبح کرنا حرام نہیں، باعث نجات ہے۔

..... ❁ مسئلہ نذرونیاز کو سمجھنے کیلئے اب ہم اپنوں اور بیگانوں کی چند عبارات پیش کرتے ہیں۔

..... ❁ حضرت الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے فتاویٰ عزیزی میں لکھا ہے،

”اگر نذر ماننے والا کہے یا الہی میں نے تیرے لئے نذر مانی کہ میرے مریض

کو شفا دے تو میں ان فقراء کو کھانا کھلاؤں گا جو سیدہ نفسیہ رضی اللہ عنہا کے آستانہ

پر رہتے ہیں یا ان کی مسجد کیلئے چٹائیاں اور وہاں روشنی کیلئے تیل خریدوں گا،

یا اس شخص کو اتنے درہم دوں گا جو مسجد کی خدمت کرتا ہے، یا ایسا کوئی بلور کام

جس میں فقراء کا فائدہ ہو، یہ نذر اللہ تعالیٰ کیلئے ہے، شیخ کا ذکر تو اس لیے ہے

کہ وہ نذر کا مال خرچ کرنے کا محل ہے، یہ نذر مستحقان نذر کیلئے جائز ہے“

..... ❁ ”حضرت علی اور ان کی اولاد کو تمام امت پیروں اور مرشدوں کی طرح

مانتی ہے، اور امور تکوینیہ کو ان کے دامن سے واسطہ جانتی ہے، فاتحہ درود،

صدقات، اور نذرونیاز ان کے نام کی تمام امت میں رائج ہے اور معمول ہے اور

جس طرح تمام اولیاء اللہ کے ساتھ معاملہ ہے“ (تحفہ اثنا عشریہ فارسی ص ۴۳۵)

..... ❁ علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

”اور اولیا کرام کیلئے جو نذر مانی جاتی ہے اور اسے مریض کے شفا یاب

ہونے اور غائب کے گھر آنے پر معلق کیا جاتا ہے تو وہ نذر مجازی ہے اس

سے اولیاء اللہ کی قبور پر خادموں کیلئے صدقہ کرنا مراد ہوتا ہے“ (حدیقہ ندیہ)

..... ❁ حضرت علامہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

”وہ لفظ نذر اس جگہ اپنی شرعی معنی پر مستعمل نہیں کہ ایجاب غیر واجب ہے

اور تقرب الی اللہ کے طریق سے عبادات مقصودہ (نذرونیاز بزرگان دین ص ۱) کی جنس سے ہے بلکہ عرفی معنی پر ہے، اس لئے جو کچھ بزرگوں کے پاس نے جاتے ہیں اس کو نذرونیاز کہتے ہیں“

..... حضرت علامہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمہ کے نزدیک اولیاء کرام کو مصرف نذر سمجھنا، انہیں شفیع بنانا اور انہیں وسیلہ قرار دینا اور اس کیلئے مال خرچ کرنا بالکل جائز ہے، یہ حنفی مذہب ہے۔ (ایضاً)

..... نواب وحید الزمان غیر مقلد نے لکھا ہے۔

”اگر نذر اللہ تعالیٰ کیلئے ہو اور اس کا ثواب نبی پاک یا ولی کی روح یا مردوں میں سے کسی کی روح کو پہنچانا مقصود ہو تو وہ جائز ہے۔ اس زمانہ میں لوگ اس کو فاتحہ کہتے ہیں“ (ہدیہ المہدی ص ۳۸)

”ہمارے زمانہ کے لوگوں میں رواج ہے کہ طعام پکاتے ہیں یا حلوہ مٹھائی بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اولیاء میں سے فلاں ولی اللہ اور انبیاء کرام کیلئے ہے پس اس کا نام نیاز، فاتحہ اور بدیہ ہے، غیر اللہ کی نذر کا ارادہ نہیں کرتے بلکہ ان کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں، پس اس کا حلال ہونا راجح ہے۔“ (ایضاً ص ۴۰)

..... اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نذر اللہ نیاز حسین، کہنا جائز ہے۔

..... حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ حضور ﷺ کی نیاز پکاتے تھے، (انفاس العارفین ص ۴۱)

..... حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے مولانا روم نیاز کی دلائل اور کہا خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں، اس میں کیا خرابی ہے، (شبائے امدادیہ ص ۶۸)

..... حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں طریق نذرو نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے۔ اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں“ (ایضاً ص ۷۰)

..... مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ فاتحہ، عرس اور اموات کی نذرو نیاز جیسے امور مرسومہ کی خوبی میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ (صراط المستقیم فارسی (۵۵)

..... مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ ”جو اموات اولیاء کی نذر مانے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے، درست ہے۔

..... اب مسلمانوں کے بارے میں حسن ظن رکھا جائے کہ وہ اولیاء کرام کی نذرو نیاز اس نیت سے دلاتے ہیں، ان کی عبادت نہیں کرتے، بلکہ ان کو ثواب پہنچاتے ہیں، اور ان کے نام کا صدقہ دیتے ہیں۔ اللہ کریم عقل عطا فرمائے۔ آمین!



راز وحدت کھل گیا ان کے ظہور تام سے
نبض ہستی گرم ہے، ان کے مبارک نام سے
ہر گدا پر ہر گھڑی ہے ہر طرح نظر کرم
دین و دنیا مل رہے ہیں ان کے فیض عام سے
یا الہی ہم سے کم ظرفوں کو بھی مخمور کر
چشم مازاغ البصر کے مصطفائی جام سے
جن کے سر پہ سایہ گستر ہے سدا عشق نبی
کیا ڈریں گے وہ جہاں میں شدت آلام سے

غلام مصطفیٰ مجددی

ورس فرآن:

..... ﴿سماعت موتی﴾

اللہ ذوالجلال نے فرمایا!

﴿..... انک لا تسمع الموتی ولو امد برین O بیشک
آپ مردوں اور بہروں کو نہیں سنا سکتے جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔
(سورۃ النمل آیت ۸۰)

﴿..... اور زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے، بیشک اللہ جسے چاہے سنا دیتا ہے،
اور تم انہیں سنانے والے نہیں جو قبروں میں پڑے ہیں۔ (سورۃ الفاطر آیت ۲۲)
﴿..... اور یاد کرو جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب، مجھے دکھلا دے تو
کس طرح مردوں کو زندہ کرے گا، فرمایا، کیا تمہیں یقین نہیں، کہا
کیوں نہیں، لیکن دل کی تسکین چاہتا ہوں، فرمایا چار پرندے پکڑ لے،
انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دے پھر انہیں بلا، وہ تمہارے پاس
دوڑتے ہوئے آئیں گے، اور جان لے بیشک اللہ زبردست حکمت والا
ہے، (سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۰)

﴿..... (اے عیسیٰ) اور جب تم میرے حکم سے مردوں کو نکال کھڑے
کرتے تھے۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۱۰)

..... ﴿اشارات﴾

﴿..... مذکورہ آیات قدسیہ پر ذرا سا غور کرنے والے پر روشن ہو جائے گا کہ وفات

یافتہ لوگ بھی سن سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تو یہ کہا ہے کہ تم نہیں سنا سکتے، یہ کب کہا ہے کہ وہ سن نہیں سکتے۔

..... ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو اموات کو قوت سماعت مل سکتی ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی ان کو سنانے والا ہے، ہم نہیں سنا سکتے۔

..... دوسری آیت مبارکہ کے بارے میں مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے لکھا ہے "اللہ تعالیٰ چاہے تو مردوں کو بھی سنا دے"

ارے کیا اہل قبور تک ہماری آواز پہنچانے پر اللہ تعالیٰ قادر نہیں؟ آیت میں واضح طور پر ہمارے سنانے کی نفی ہے۔ کہ ہم صرف اپنی مرضی سے نہیں سنا سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے سنانے اور اہل قبور کے سننے کی ہرگز نفی نہیں ہے۔ یعنی اسماع کی نفی ہے سمع کی نفی نہیں، (ضیاء القرآن جلد ۳ صفحہ ۲۶۶)۔

..... پرندے مر چکے تھے، ان کے وجود کا قیمہ بن چکا تھا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آواز ماری، اللہ تعالیٰ نے انکی آواز میں تاثیر پیدا فرمائی، وہ آواز ان مردہ پرندوں تک پہنچی، ان میں جان پڑی، وہ دوڑتے ہوئے بارگاہ خلیل میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ہمارے سنانے سے مردہ پرندے بھی سنتے ہیں، یہ موجد کہتے ہیں کہ قبروں والے انسان بھی نہیں سنتے،

..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز مردہ پرندوں تک پہنچانے والا قادر کریم ہی ہماری آواز کو مردوں تک پہنچاتا ہے

..... کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آواز قم باذن اللہ مردوں تک نہیں پہنچتی تھی اور مردے سن کر زندہ نہیں ہوتے تھے۔

..... قرآن پاک نے ان آیات قدسیہ کی امثال اور بھی بیان فرمائی ہیں جو ہمارے

موقف کی بنیاد ہیں۔

..... شہداء پر بھی موت وارد ہوتی ہے، وہ بھی "انکم میت و انہم میتون" کے حکم میں داخل ہیں، لیکن قرآن پاک ہی اعلان فرماتا ہے کہ شہید زندہ ہیں تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے، وہ اپنے رب کی بارگاہ سے رزق بھی حاصل کرتے ہیں، جب شہید زندہ ہیں تو ولی اور نبی کیوں زندہ نہیں، بلکہ قرآن پاک تو کہتا ہے ہر نیک عمل اور حسن اعتقاد والا انسان حیات طیبہ کا سزاوار ہوتا ہے۔

..... قوم موسیٰ نے گائے کے گوشت کا ٹکڑا "مردہ جسم" پر مارا تو وہ زندہ ہو گیا۔ یہاں بھی غور کرنے والوں کو غور کرنے کی دعوت ہے۔

..... اللہ پاک نے فرمایا، ہمارے نبیوں سے پوچھو جنہیں ہم نے آپ سے پہلے مبعوث کیا، کیا ہم نے رحمن کے سوا اور معبود بنائے تھے جن کی عبادت کی جائے (سورۃ الاحزاف آیت ۲۵) آپ ہی بتائیے اگر سابقہ انبیاء کرام سنتے نہیں تو ان سے سوال کیوں کرایا جا رہا ہے۔ اگر ان سے رابطہ محال ہے تو ان سے کیا پوچھا جا رہا ہے۔ اس کی نظیر معراج کی رات مشاہدہ کی جاسکتی ہے۔ وہ قبروں والے قبروں سے اٹھے، نماز پڑھی، صاحب معراج ﷺ سے ہمکلام ہوئے، وہ سنتے بھی رہے، سناتے بھی رہے، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوتا رہا اور ایمان والے مانتے رہے۔

..... حضرت عزیر علیہ السلام اور اصحاب کہف کے واقعات میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا نظارہ کیجئے۔

..... حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی مردہ قوم سے خطاب فرمایا "اے قوم! میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا ہوں، اور تمہاری بہتری کی نصیحت کی، تو اب کیوں کافروں کے غم میں پڑو۔ (سورۃ الاعراف آیت ۹۳)

..... عذاب کا شکار ہو کر ملیا میٹ ہونے والی مردہ قوم سنتی نہیں تو حضرت شعیب کے اس خطاب کی کیا وجہ ہے ؟

..... حضرت صالح علیہ السلام نے بھی مردہ قوم سے یہی خطاب فرمایا "اگر مردے سنتے نہیں تو کیوں خطاب فرمایا؟"

..... اللہ تعالیٰ کافروں کو سناتا ہے عذاب دینے کیلئے اور مومنوں کو سناتا ہے ثواب دینے کیلئے۔ یہی اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ ہے۔

..... مردوں، قبر والوں کو پکارنا، آواز دینا جائز ہے۔ ورنہ انبیاء کرام کے فعل پر اعتراض آئیگا۔

..... کچھ حضرات کا خیال ہے کہ اگر سماعت موتی کو تسلیم کیا جائے تو شرک لازم آتا ہے۔ کتنا عجیب خیال ہے؟ پھر تو سماعت احياء کو تسلیم کرنا بھی شرک ہے کیونکہ غیر اللہ ہونے میں زندہ اور مردہ سب برابر ہیں۔

..... سماعت احياء کو تو منکرین سماع موتی بھی مانتے ہیں، کیا سماعت احياء اذن خدا کے بغیر ممکن ہے؟

..... انسان عالم برزخ میں جا کر فنا نہیں ہو جاتا، عذاب و ثواب کے لیے زندہ ہوتا ہے۔ موت دراصل انتقال کا ذریعہ ہے۔ برزخ میں جسم و روح کے باہمی تعلق کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں لیکن ایمان والوں کو نظر آتی ہیں۔ ایمان سے خارج عقل و فکر سے بھی خارج ہی رہتے ہیں۔

..... آئیے اب چند مفسرین کرام کی تفسیرات میں مذکورہ بالا آیات قدسیہ کے معارف سمجھنے کی کوشش کریں۔

..... حضرت امام خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، موتی القلوب ہم الکفار، موتی

سے مراد مردہ دل لوگ یعنی کفار ہیں۔ (تفسیر خازن)

..... حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ اور حضرت امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے بھی یہی معنی بیان فرمایا ہے۔ (معالم التنزیل، تفسیر قرطبی)

..... غیر مقلدین کے مدوح علامہ ابن قیم نے لکھا ہے ”ان الموت لیس بعدم محض وانما هو انتقال من حال الى حال“ موت کا معنی بالکل معدوم ہو جانا نہیں ہے، بلکہ یہ تو ایک حال سے دوسرے حال میں انتقال کا نام ہے (کتاب الروح ص ۴۳)

..... مزید لکھتے ہیں ”انبیا کرام کی موت کا صرف یہ مطلب ہے کہ وہ ہماری نگاہوں سے چھپ جاتے ہیں، ہم ان کو نہیں پاسکتے حالانکہ کائنات موجود دین احیاء وہ زندہ موجود ہوتے ہیں۔ (کتاب الروح ص ۴۳)

..... علامہ ابن قیم نے روح اور جسم کے عدم محض ہو جانے کا قول سراسر باطل قرار دیا ہے اور لکھتے ہیں کہ یہ نظریہ سلف صالحین، صحابہ، تابعین عظیم الرضوان میں سے کسی نے بھی تسلیم نہیں کیا۔

..... حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

سماع موتی کلام الخلق قاطبه

قد صح فيها لنا الاثار با لكتب

یعنی اموات کا مخلوق کے کلام کو سننا آثار کتب سے صحیح ثابت ہو چکا ہے۔

..... ”انك لا تسمع الموتى“ کا مفہوم جمہور مفسرین کے نزدیک یہی ہے یعنی تم ان کو وہ بات نہیں سنا سکتے جو انہیں نفع دینے والی ہو یا اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر نہیں سنا سکتے

..... علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے، والحق ان الموتى يسمعون في الجملة حق یہی ہے کہ مردے سنتے ہیں (روح المعانی)

درس حدیث:

..... ﴿شناخت موتی﴾

محبوب ذوالجمال ﷺ نے فرمایا!

..... ﴿جب انسان کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو وہ واپس جانے والے

دوستوں کے جوتوں کی آواز کو بھی سنتا ہے، (بخاری شریف)

..... ﴿مدینہ شریف کے اہل قبور سے مخاطب ہو کر فرمایا، اے قبر والو! تم پر

سلام ہو، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں مغفرت عطا فرمائے، تم ہمارے گلے ہو

اور ہم تمہارے پیچھے آئیے ہیں، (ترمذی شریف)

..... ﴿مرنے والا نیک انسان کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو، اور بُرا

انسان کہتا ہے ہائے مجھے کدھر لے جا رہے ہو، اس کی آواز انسان کے

علاوہ ہر چیز سنتی ہے، اگر انسان سن لے تو مدہوش ہو جائے، (بخاری شریف)

..... ﴿میت دفن کرنے کے بعد فرماتے) اپنے بھائی کے اثبات کیلئے

دعا کرو، کیونکہ ابھی اس سے سوال کیا جائے گا، (ابوداؤد شریف)

..... ﴿مقتولین بدر کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا،

مجھے اس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، تم، ان کے مقابلے میں

زیادہ نہیں سنتے، لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے، (بخاری شریف)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿قرآن پاک کی بہترین تفسیر و تشریح احادیث نبویہ کی روشنی میں دیکھی جاسکتی

ہے کیونکہ قرآن کو قرآن ناطق ہی مکمل جانتا ہے۔

..... ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اہل قبور اپنے دوستوں کی آوازوں کو سنتے

ہیں اور ان کی شناخت بھی رکھتے ہیں۔ حضرت امام ابن کثیر علیہ الرحمہ کا فرمان ہے،

السلف مجمعون علیٰ هذا وقد تواترت الآثار عنہم بان المیت يعرف بزیارة

الحي لہ و یستشر یعنی اس بات پر تمام سلف الصالحین کا اجماع ہے اور متواتر روایات

سے ثابت ہے کہ میت اپنے زائر کو جانتی ہے اور خوش ہوتی ہے، (تفسیر ابن کثیر)

..... اگر قبر والا جانتا، پہچانتا اور آواز کو سنتا نہیں تو السلام علیکم یا اهل القبور

کہنے کا کیا مقصد ہے، کیا فعل نبوت کسی حکمت سے خالی ہو سکتا ہے؟

..... اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر زندہ اور مردہ کی سماعت و شناخت برابر ہے۔ حدیث

نمبر 3 میں ہے ”یسمع صوتها کل شی الا الانسان“ انسان کے علاوہ اس کی

آواز کو ہر چیز سنتی ہے، اب زندہ انسان بھی نہیں سنتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ وہ مردہ

کی آواز سنے، یہ حدیث پڑھ کر کیا سماع موتی کے ساتھ ساتھ سماع احياء کا بھی انکار

شروع ہو جائے گا؟ حق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے سنائے۔

..... اگر مرنے کے بعد ابو جہل اور اس کے کافر ساتھی زندوں کی آواز سنتے ہیں تو

مومن کامل کی سماعت کا کیا عالم ہوگا؟

..... علامہ انور شاہ کشمیری رقم طراز ہیں ”سماع موتی میں اتنی احادیث ہیں جو درجہ

متواتر کو پہنچ چکی ہیں اور صحیح حدیث میں وارد ہے جب کوئی آدمی میت کو سلام کہتا ہے تو

اس کا جواب دیتی ہے، اگر صاحب قبر اسے دنیا میں جانتا تھا تو قبر میں بھی اسے جانتا

ہے، (فیض الباری جلد ۲ ص ۴۶۷)

..... مولانا عثمانی نے لکھا ہے ”بہت زیادہ روایات کو پڑھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچے

ہیں کہ صحیح اور کثیر احادیث سے سماع موثق کا مسئلہ ثابت ہے، (فتح المبین شرح مسلم ۲/۲۸۷) ﴿..... ان احادیث نبویہ کی تائید میں اور بھی روایات صحیحہ وارد ہیں، جن سے اموات کی سماعت اور بصارت اور شناخت نکھر کر سامنے آتی ہے مثلاً

۱..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کیلئے جاتا اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو صاحب قبر کو اس سے بڑی راحت نصیب ہوتی ہے، اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے (رواہ ابن ابی الدنیانی کتاب القبور)

۲..... حضرت ابو ہریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب کوئی اپنے جاننے والے کی قبر پر جاتا ہے تو وہ اس کو پہچانتا بھی ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے، اور کوئی کسی عہد جاننے والے کی قبر پر جاتا تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (رواہ بیہقی)

۳..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی قبر پر تشریف لائیں اور فرمایا!

و کنا کند ماى جذیمة حقب

من الذھر حتی قیل لن یتصدعا

فلما تفرقنا کانی و ما لکا

لطول اجتماع لم نبت لیلة معا

یعنی ہم جزیرہ کے دو پاس بیٹھنے والوں کی طرح تھے اور کہا کرتے تھے ہم کبھی جدا نہ ہوں گے، مگر جب جدا ہو گئے تو ایسے لگتا ہے کہ ہم اکٹھے رہنے والے کبھی ایک دفعہ بھی نہیں ملے، (ترمذی)

۴..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ مزار رسول ﷺ پر حاضر ہوتیں تو اوڑھنی کا زیادہ اہتمام نہ فرماتیں اور کہتیں کہ یہاں میرے شوہر اور میرے والد

ہیں، مجھے پردے کی ضرورت نہیں، جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے تو ان سے حیا کرتے ہوئے پردے کا بہت زیادہ اہتمام فرماتیں، (مسند احمد)

۵..... حضور پر نور ﷺ دو قبروں سے گزرے، دونوں کو عذاب ہو رہا تھا، ایک کو پیشاب کے چھینٹوں کی وجہ سے اور دوسرے کو غیبت کی وجہ سے، آپ نے دو شاخیں لے کر ان کی قبروں پر گاڑ دیں کہ تسبیح کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔ (بخاری شریف)

۶..... حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری قبر پر اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جاتا ہے، تاکہ مجھے تمہاری موجودگی سے حوصلہ رہے اور امتحان کا مرحلہ گزر جائے۔ (مسلم شریف)

✽..... ان روایات قدسیہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبروں والے، دیکھتے ہیں، سنتے ہیں، پہچانتے ہیں، خوش ہوتے ہیں، بلکہ بعض روایات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ قبروں میں عبادت بھی کرتے ہیں، اللہ والوں کو قبر میں ثواب ملتا ہے اور اللہ کے دشمنوں کو عذاب ملتا ہے۔

✽..... علامہ ابن قیم نے کیا خوب لکھا ہے۔ ”روح اور بدن کے حالات مختلف ہیں، روح جنت میں ہونے کے باوجود اپنی قبر سے اور اس میں دفن ہونے والے بدن سے تعلق رکھتی ہے، روح کے اوپر اور نیچے جانے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کرنے میں اس کی رفتار کی تیزی کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا“ (کتاب الروح ص ۱۴۴)

✽..... یاد رہے کہ روح کیلئے بعد مکانی کوئی حیثیت نہیں رکھتا، انسانی ایجاد برقی روہزاروں میل ایک لمحے میں طے کر سکتی ہے تو امر ربی روح کی رفتار اور پرواز کا کیا عالم ہوگا، وہ اپنے جسم کے ساتھ مکمل اتصال رکھتی ہے، اسلئے اس ”روحانی صفات و کمالات“ سے جسم مکمل متصف ہوتا ہے، عالم برزخ میں اہل ایمان کی ارواح کو مکمل آزادی ہوتی ہے، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ مومن مرنے کے بعد ننگی تلوار بن جاتا ہے“ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قول

ہے کہ ان ارواح المؤمنین فی برزخ من الارض تذهب حیث شاءت مومنوں کی
روہیں برزخ میں ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاسکتی ہیں (کتاب الروح)

..... ﴿﴾ جب برزخ میں جسم وروح کا مکمل اتصاف و اتصال متحقق ہو گیا تو پھر قبر والوں
کیلئے سماعت و بصارت کی صفات بھی حیرت انگیز نہ رہیں، انکار کرنے والے دراصل
موت کی حقیقت کو نہیں سمجھتے“ (بقول اقبال)

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

۴



بن کے سلطان آیا ہمارا نبی
ساتھ قرآن ءلایا ہمارا نبی
رحمت حق کا سایا ہمارا نبی
دونوں عالم پہ چھایا ہمارا نبی
جس کے آگے جہاں کے ہمایوں جھکے
نرور اعلیٰ پایا ہمارا نبی
سب نبی مانگتے تھے خدا سے دعا
بھیج دے اب خدایا ہمارا نبی
نور پھیلا ، اندھیرے فنا ہو گئے
جس گھڑی مسکرایا ہمارا نبی
خالق عرش نے عرش سے بھی پرے
لامکاں پہ بلایا ہمارا نبی

درس قرآن

..... ﴿حاکمیت مصطفیٰ﴾

اللہ رب العزت نے فرمایا!

﴿..... فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم
ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا
تسليماً﴾ ۱۰ اے محبوب! تیرے رب کی قسم، یہ لوگ ہرگز ایمان دار نہیں ہو
سکتے یہاں تک کہ اپنے باہمی تنازعے میں تجھے حاکم بنائیں پھر تیرے فیصلے
سے اپنے اندر کوئی تنگی محسوس نہ کریں، اور اسے ایسے تسلیم کر لیں جس طرح
تسلیم کرنے کا حق ہے ﴿سورۃ النساء آیت ۶۵﴾

..... ﴿اشارات﴾

﴿..... اس آیت مبارکہ کا آغاز کتنا دلآویز ہے، تیرے رب کی قسم، گویا اللہ تعالیٰ اپنی
ربوبیت کا تعارف اپنے محبوب کے حوالے سے کروا رہا ہے، اور یہ بتا رہا ہے کہ اسے رب
تعالیٰ وہی مانتا ہے جو اس کے محبوب کو حاکم تسلیم کرتا ہے۔

﴿..... حاکم مطلق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس نے اپنی حاکمیت کا سب سے بڑا مظہر
اپنے محبوب کو قرار دیا ہے۔

﴿..... ایمان، حاکمیت مصطفیٰ کو تسلیم کرنے کے ساتھ مشروط ہے۔ لائفی کو دو مرتبہ ذکر
کیا گیا ہے، ایک بار قسم سے پہلے اور دوسری مرتبہ قسم کے بعد، یہ لائفی ایک مرتبہ ذکر ہوتا
تو عبارت مکمل تھی، لیکن تاکید درتاکید مفقود ہو جاتی۔ حاکمیت مصطفیٰ کو منوانے کیلئے یہ

سارا اہتمام کیا گیا۔

..... آیت مبارکہ کا حکم عام ہے اور قیام قیامت تک جاری و ساری ہے، حضور سر اِپا نور ﷺ ساری کائنات کیلئے رسول بن کر آئے گویا ساری کائنات کیلئے حاکم و مختار بن کر آئے۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتب

گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

..... حضرت امام ابو جعفر بن جریر طبری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ”یہ حکم آپ کی حیات ظاہری تک محدود نہیں، گویا، حیات برزخی میں بھی حضور شافع یوم نشور ﷺ باذن اللہ حاکم و مختار ہیں۔“

..... آج بھی سرکار کا حکم رواں دواں ہے۔ آج بھی حضور کی حکومت جاری و ساری ہے، دنیوی حکمران ختم ہو جائیں تو ان کی حکومت بھی ختم ہو جاتی ہے، ان کے وزیر ختم..... ان کے مشیر ختم..... ان کے گورنر ختم..... ان کے قوانین ختم، لیکن ابوبکر آج بھی صدیق اکبر ہیں..... عمر آج بھی فاروق اعظم ہیں..... عثمان آج بھی ذوالنورین ہیں..... علی آج بھی حیدر کرار ہیں..... حسن و حسین آج بھی سید الشہداء ہیں..... علی ہجویری آج بھی داتا ہیں، عبدالقادر جیلانی آج بھی غوث اعظم ہیں..... شیخ احمد سرہندی آج بھی مجدد اعظم ہیں..... یہ عہدے کیوں نہیں ختم ہوئے..... جس کی حکومت کے یہ عہدے ہیں وہ حکومت ختم نہیں ہوئی..... قرآن پاک آج بھی کتاب نور ہے..... انسانیت کا دستور ہے..... کیوں؟..... جس حکومت کا یہ دستور ہے وہ حکومت آج بھی بدستور ہے۔

..... حاکیت مصطفیٰ کہاں تک ہے، فرمایا میرے دو وزیر آسمان پر ہیں اور دو

وزیر زمین پر ہیں، آسمانی وزیروں کا نام جبرئیل و میکائیل اور زمینی وزیروں کا نام ابوبکر و عمر ہے،..... وزلدت وہاں تک ہوتی جہاں تک حکومت ہوتی ہے، معلوم ہوا کہ حضور پر نور ﷺ کی حکومت بہانوں پر بھی جاری ہے اور زمینوں پر بھی جاری ہے۔

اللہ اللہ شاہ کونین جلالت تیری

فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

☆..... فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے، کافر، جنوں اور انسانوں کے سوا ہر چیز مجھے اللہ تعالیٰ کا

رسول جانتی ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ رسول کیوں آتا ہے، قرآن پاک میں ہے ”ہم نے نہیں

بھیجا کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے“ (سورۃ النساء) گویا رسول اعظم ﷺ

کی حاکمیت و اطاعت کو تسلیم کرنا ہر چیز کیلئے ضروری ہے، اس لئے آپ کے اشارے سے

چاند دو ٹکڑے ہوا..... سورج مقام عصر پر آیا..... درخت دوڑے.....

پہاڑوں نے کلمہ پڑھا..... بادل برسے۔

اللہ اللہ مرجع عالم بینی سرکار ہے

☆..... حاکمیت مصطفیٰ کے دو پہلو ہیں..... تکوینی حاکمیت..... تشریحی حاکمیت۔

☆..... عالم تکوین میں تصرف کرنا، تکوینی حاکمیت ہے، اس کی ہزاروں مثالیں ہیں،

امت مصطفیٰ کے اولیاء کرام کا تکوینی تصرف بھی درحقیقت حضور پر نور ﷺ کی تکوینی

حاکمیت کا ظہور ہے۔

☆..... احکام شریعت میں تصرف کرنا تشریحی حاکمیت ہے، تمام امت کا اتفاق ہے کہ

حضور شریعت کے کسی حکم مطلق کو کسی بھی شخص کیلئے خاص کر سکتے ہیں، حضور کو حلت و

حرمت کا اختیار حاصل ہے..... قرآن پاک نے فرمایا، جو کچھ تمہیں رسول عطا

کرے وہ لے لو اور جس سے روکے، اس سے رک جاؤ“ یہ آیت حضور پر نور ﷺ کی

تشریحی حاکمیت کا اعلان ہے۔

..... جو آدنی سرکار ابد قرار کو حاکم و مختار نہیں مانتا وہ ”کھلا گمراہ“ ہے، یہ قرآن پاک کا فیصلہ ہے۔ ومن یعص الله ورسوله فقد ضلّ ضللاً مبيناً (سورة الاحزاب)

..... حاکمیت مصطفیٰ دراصل حاکمیت کبریٰ کی برہان ہے، گویا۔

وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے

..... یسلموا تسليماً، میں تاکید مزید ہے۔ گویا حاکمیت مصطفیٰ کیلئے ”زبانی تسلیم“

کافی نہیں، ”قلبی تسلیم“ بھی درکار ہے۔ حضور کو دل و جان کی اتھاہ گہراپوں سے حاکم و مختار ماننا اور حضور پر نور ﷺ کے ہر فیصلے کے سامنے سر نیاز خم کرنا ہی ایمان ہے، جب آپ کا حکم مبارک آجائے تو اپنی مرضی ختم کر دینی چاہیے..... یہی شان مسلمانی ہے!

..... آج، زمانہ اسلام سے دور ہوتا جا رہا ہے، اکثر دیکھا گیا ہے بعض مسلمانوں کے سامنے کوئی حدیث پاک پیش کی جائے تو برملا کہہ دیتے ہیں کہ اسلام پر چلنا بڑا مشکل کام ہے، اجی دنیا بھی رکھنی چاہیے، یہ ہماری بد نصیبی ہے۔

قلب میں سوز نہیں، روج میں احساس نہیں

کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

..... حضور پر نور ﷺ کی حاکمیت کے مقابلے میں امریکہ و یورپ کی حاکمیت کو ترجیح دینا، ان کے ایک ایک اشارے پہ اپنے قومی و ملکی وقار کو قربان کرنا اور اسے اپنی دنیا کی ترقی و عروج کا راز سمجھنا، ہمارے حکمرانوں کا شیوہ حیات بن چکا ہے، کاش ان لوگوں کی سوچ، حاکمیت مصطفیٰ کے تابع ہو جائے کیونکہ جو لوگ ان کے تابع ہو جاتے ہیں ساری دنیا ان کے تابع ہو جاتی ہے۔

دو جہاں کے امام ہوتے ہیں

جو بھی ان کے غلام ہوتے ہیں

دارین حدیث:

..... ﴿ قاسمیت مصطفیٰ ﴾

محبوب قاسم رحمت نے فرمایا!

﴿..... اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ کر لیتا ہے اس کو دین کی

فقہ عطا فرمادیتا ہے۔ اور بے شک میں تو تقسیم کرنے والا ہوں، اور اللہ عطا

کرتا ہے۔ (مسلم شریف کتاب الزکاۃ)

﴿..... اللہ کی قسم مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں، (بخاری شریف)

..... ﴿ اشارات ﴾

﴿..... فقہ یعنی دین کی سمجھ بوجھ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، یہ خیر کا سرچشمہ ہے،

اسکا مشاہدہ ہم عام زندگی میں کر سکتے ہیں، جن لوگوں میں فقہ نہیں، انہوں نے دین کے

عقائد و اعمال کو بازیچہ اطفال بنا رکھا ہے۔

﴿..... اللہ کریم نے آپ کو الکوثر یعنی خیر کثیر عطا فرمائی اور فرمایا کہ کسی سوالی کو مایوس

نہیں کرنا، جو بھی آئے، جب بھی آئے اسے مالا مال کر دیں۔

﴿..... دینی فقہ کی خیرات بھی حضور ہی تقسیم فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ و تدبر کے

وہی لوگ منکر ہیں جو قاسمیت مصطفیٰ کے منکر ہیں۔

﴿..... قاسم کے ساتھ خازن کا لفظ بھی احادیث مبارکہ میں آتا ہے، جسکا معنی ہے کہ

حضور اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے مالک ہیں اور ان کو تقسیم فرماتے ہیں۔

﴿..... حضور کی قاسمیت میں عموم ہے، کیونکہ یہاں مفعول کا ذکر نہ ہونا، عموم کا فائدہ

دیتا ہے۔ حدیث میں يعطی، معطی اور قاسم، قسم، خازن کا مفعول مذکور نہیں، لہذا ہم کہہ

سکتے ہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ تقسیم فرماتے ہیں۔

..... انما انا قاسم کے لفظ انجا میں حصر ہے، یعنی میں ”ہی“ تقسیم کرتا ہوں، پھر یہ

جملہ اسمیہ خبریہ ہے، جو دوام و ثبوت پر دلالت کرتا ہے، لہذا اب بھی حضور پر نور ﷺ ہی قاسم ہیں، آپ ہی خالق اور مخلوق کے درمیان برزخ کبریٰ ہیں..... وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

..... یعطی مضارع ہے یعنی اللہ عطا فرماتا ہے اور فرماتا رہے گا، حضور تقسیم فرماتے ہیں اور فرماتے رہیں گے،

..... یہ حدیث صحیح حضور ﷺ کی حیات برزخی کی بھی زبردست دلیل ہے، اور علم بے پناہی کی بھی برہان ہے، کیونکہ قاسم ہونے کیلئے زندہ ہونا اور محتاج کی ضرورت سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔

..... حضرت امام علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں۔

”آپ ﷺ علم اور مال غنیمت اور اس جیسی اشیاء تقسیم فرماتے ہیں اور کہا گیا ہے نیکو کاروں کو بشارت اور گنہگاروں کو وعید تقسیم کرتے ہیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ درجات اور درکات کی تقسیم آپ کی طرف مفوض ہو، ان تمام امور میں کوئی چیز مانع نہیں جیسا کہ اس بات پر مفعول کا مخدوف ہونا دلالت کرتا ہے تاکہ ہر شخص اپنے ذوق کے مطابق کہہ سکے کہ اللہ تعالیٰ یہ چیز دیتا ہے اور حضور ﷺ اس کو تقسیم فرماتے ہیں، (مرقات جلد ۹ ص ۱۰۵)

..... حضرت امام اوحد فاسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

”حضور ﷺ اس جہان میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں، اور حضرت باری کا واسطہ ہیں، اور اس کی بخششوں اور عطاؤں کی تقسیم کے متولی ہیں۔ تو جس کو بھی اس وجود میں کوئی رحمت ملی ہے، یا دنیا و آخرت ظاہر و باطن علوم و معارف

اور اطاعت سے جو رزق حاصل ہوا ہے، وہ حضور ﷺ کے دست کرم اور واسطہ رحمت سے حاصل ہوا ہے، حضور ہی ہیں جو مستحقین میں جنت تقسیم فرماتے ہیں، تمام علما کرام نے اس شان قاسمیت کو آپ کے خصائص میں شمار کیا کہ آپ کو خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں ہیں اور یہ اجناس عالم کے خزانے تو حضور ہر ایک کو اس کی طلب کے مطابق عطا فرماتے ہیں، جو نعمت بھی دنیا میں ظاہر ہوئی وہ حضور کی عطا ہے، (مطالع السمرات ص ۲۳۶)

..... حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”گویا میں ہی تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں، جو کچھ بھی حق کی جانب سے آتا ہے، جس کی مجھے وحی کی جاتی ہے، یا جو بھی علم و عمل مجھے پہنچایا جاتا ہے، میں ہی ہر ایک کو پہنچاتا ہوں جو اس کا نصیب ہوتا ہے اور جس کا وہ مستحق ہوتا ہے۔ اور میں ہی ہر کسی کو اس کے فضل و شرف کا درجہ دیتا ہوں، اس صفت قاسمیت میں میرے سوا کوئی موجود نہیں اور اس میں کوئی بھی میرا شریک نہیں“ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۴۴)

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم

رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

..... فالمقسّمات امرأ (سے مراد) فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے رزق وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، یہ تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی صاحب نے فرمائی۔ گویا ان کو تسلیم ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کا رزق مخلوق میں تقسیم کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ اگر فرشتے رزق خدا تقسیم کریں تو کوئی پریشانی نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا محبوب اور سب سے بڑا نائب اس کی نعمتوں کا قاسم ہو جائے تو نجانے یہ لوگ کیوں نہیں

مانتے، افسوس، ان کی ”توحید“ کا تحفظ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ حضور پر نور ﷺ کی عظمت کا انکار کر دیا جائے۔ فرشتے تو ہمارے آقا ﷺ کے خدامِ بارگاہ ہیں۔ ان کو بھی یہ شان ملی ہے تو حضور پر نور ﷺ کی تقسیم سے ملی ہے۔

..... بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ حدیث ”خبر واحد“ ہے، لہذا اس سے عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا، اللہ اکبر! یہ ہے وہ بیماری جس کا کوئی علاج نہیں۔ بھئی اگر یہ ”خبر واحد“ ہے تو بخاری و مسلم سے پوچھا جائے۔ اب کہاں گیا بخاری و مسلم کی حدیث کا مطالبہ، معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو حضور ﷺ کی عظمت و شان سے ہی دشمنی ہے اگرچہ وہ بخاری و مسلم کی حدیثوں میں پائی جائے، ان بے چاروں کو اتنا علم بھی نہیں کہ جو عقیدہ حضور ﷺ کے فضائل و کمالات سے متعلق ہو اس میں ”بخاری و مسلم“ کی ”خبر واحد“ تو درکنار روایت ضعیف بھی قابل قبول ہوتی ہے۔ پھر یہ حدیث متعدد طریقوں سے حضرت معاویہ، اور حضرت جابر، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، جسے بخاری و مسلم کے علاوہ امت کے جلیل القدر اماموں نے درج کیا ہے، اسے خبر واحد قرار دینا ہی جہالت کا ماتم کرنے کے مترادف ہے۔

..... یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تقسیم کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے، ہم کہتے ہیں، ہاں حقیقی و ذاتی طور پر تقسیم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، ہم حضور ﷺ کو اس کی عطا سے قاسم مانتے ہیں، پھر جب حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں قاسم ہوں، تو کسی صحابی کے ذہن میں یہ خیال نہیں آیا کہ اب اللہ تعالیٰ کی توحید کا کیا بنے گا، اللہ تو تقسیم کرنے والا نہ رہا، معاذ اللہ اب یہ منصب تو حضور ﷺ نے سنبھال لیا ہے۔ وہ سب یہی جانتے اور مانتے تھے کہ اصل قوتوں کا مالک وہی پروردگار عالم ہے، ہمارے محبوب اس کی قوتوں کے مازون اور مامور ہیں۔

..... تمام خزانوں کی چابیاں حضور کے ہاتھوں میں ہیں۔ حضرت شیخ دہلوی قدس سرہ

فرماتے ہیں، کیونکہ حضور محبوب الہی، سرور کائنات اور مظہر فیوض نامتناہی، رب العالمین کے خلیفہ اور مالک یوم الدین کے نائب ہیں، (مدارج النبوت جلد ۱ ص ۲۶۸)

..... اور فرماتے ہیں کہ روایات میں آیا ہے کہ حضور ﷺ کو عرش کے دائیں طرف، یا عرش پر یا کرسی پر استادہ کیا جائے گا، اور ان کو جنت کی کنجی عطا کی جائے گی، (ایضاً ص ۲۷۳)

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے

کن کارنگ دکھاتے یہ ہیں

..... حضور سر ایا نور ﷺ کو سرخ و سفید خزانوں کی چابیاں بھی عطا کی گئیں اور جنت کی چابیاں بھی دی گئیں، لہذا

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

بے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

جگ کے سلطان ہیں سرکار مدینے والے
حق کے مہمان ہیں سرکار مدینے والے
فرش کیا عرش پہ ہر آن ہے سایہ انکا
خالق پاک نے ہر ناز اٹھایا ان کا
رتبہ ہر صاحب رتبہ سے بڑھایا انکا
شان رحمان ہیں سرکار مدینے والے
حق کے مہمان ہیں سرکار مدینے والے

﴿غلام مصطفیٰ مجددی﴾

درس قرآن:

..... ﴿ہر لمحہ ملا نور﴾

ارشاد باری ہے۔

﴿..... اور یاد فرماؤ جب ہم نے ابراہیم کیلئے مقرر کر دی اس گھر کی جگہ اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کوئی شریک نہ ٹھہرانا۔ اور میرے گھر کا طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے صاف ستھرا رکھنا۔ اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو، وہ سب (آئیں گے) تمہارے پاس پا پیادہ اور ہزدبلی اونٹنی پر سوار ہو کر جو دور دراز کے راستہ سے آتی ہیں، (اعلان کر دو) تاکہ وہ حاضر ہوں اپنے فائدوں کیلئے، اور اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کریں مقررہ دنوں میں ان بے زبان جانوروں پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیئے، پس خود بھی کھاؤ اور غمزدہ فقیر کو بھی کھلاؤ۔ پھر چاہیے کہ اپنی میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس بہت پرانے گھر کا طواف کریں۔ (سورۃ الحج ۲۷-۲۹)﴾

﴿..... جو احترام کرتا ہے اللہ کی نشانیوں کا تو یہ احترام ہی دلوں کا تقویٰ ہے۔﴾

﴿..... قربانی کے قربہ جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں

میں سے (نشانیوں) بنایا ہے۔ اس میں تمہارے لئے خیر ہے، پس ان پر

اللہ کا نام لو اس طرح کہ ان کا ایک پاؤں بندھا اور تین پر کھڑے ہوں،

پھر جب وہ کسی پہلو پر گر پڑیں تو (انہیں ذبح کر کے) خود بھی کھاؤ اور

قناعت کرنے والے اور مانگنے والے کو بھی کھلاؤ، اس طرح ہم نے ان

جانوروں کو تمہارا فرمانبردار بنا دیا تاکہ تم (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا کرو (آیت: ۳۲)

..... اشارات ❁

- ❁..... یہاں بیت اللہ شریف کی تعمیر کا ذکر کیا گیا ہے۔
- ❁..... اذ دراصل اذکر کا مخفف ہے، یعنی یاد کرو، اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کی تمام خبریں اپنے محبوب ﷺ کو یاد کرواتا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے تمام حالات و واقعات نگاہِ محبوب کے سامنے رونما ہوئے تھے۔
- ❁..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیر کعبہ کے وقت مخصوص جگہ کے بارے میں فکر دامن گیر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع کر دی۔
- ❁..... بیت اللہ شریف صرف اور صرف خدائے واحد کی عبادت و ریاضت کیلئے تعمیر کیا گیا ہے۔ تاکہ لوگ ایک خدا کے ہو کر رہ جائیں۔
- ❁..... اللہ تعالیٰ کا گھر ہر اعتبار سے صاف ستھرا ہونا چاہیے تاکہ اس میں طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کو روحانی طہارت کے ساتھ ظاہری طہارت بھی نصیب ہو جائے اور ان کی طبیعتوں کو نشاطِ بندگی حاصل ہو جائے۔ سرورِ زندگی میسر آ جائے۔
- ❁..... مسجدوں کو صاف ستھرا رکھنا حکم خداوندی سے ثابت ہوا۔
- ❁..... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام انسانوں کو حج کیلئے پکارا، آپ کی آواز کو قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں تک پہنچا دیا گیا۔ جس خوش نصیب نے دعوتِ ابراہیمی پر ”لبیک“ کہا ہوگا اسے ضرور حج کی سعادت نصیب ہوگی۔
- ❁..... آوازِ نبوت کی تاثیر کا کیا کہنا، اربوں انسان اس سے متاثر ہوئے۔ یہ تاثیر

صدیوں کے فاصلوں پر محیط نظر آتی ہے۔ کیونکہ یہ تاثیر رب کائنات نے پیدا فرمائی ہے۔ اللہ! اللہ! آج بھی اہل دل اس آواز پر کھچے چلے آ رہے ہیں۔

✽..... ذرا غور کیجئے جو قادر کریم آواز خلیل کو قیامت تک کے انسانوں تک پہنچا سکتا ہے وہ ہماری صدائے درود و سلام کو سماعت مصطفیٰ تک نہیں پہنچا سکتا؟ ارے جب اللہ تعالیٰ کسی کو کمال عطا کرتا ہے تو زمینی فاصلے اور مرحلے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ صاحب کمال سن بھی سکتا ہے اور سنا بھی سکتا ہے۔

✽..... لہروں کے ذریعے ایک انسان زمین کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے انسان تک اپنی آواز پہنچا رہا ہے، نبوت و ولایت کے ذریعے کیا یہ امر محال ہے؟ کیا ایک سائنسی ایجاد، کمال نبوت اور وقار ولایت سے زیادہ موثر ہے۔

✽..... اس گھر کی طرف رخت سفر باندھنا دینی اور دنیوی فائدوں سے لبریز ہے۔ قدم قدم پر کامیابیاں قدم بوسی کیلئے بے تاب دکھائی دیتی ہیں۔ امام مجاہد علیہ الرحمہ کا فرمان ہے کہ ”منافع“ سے مراد تجارت ہے اور دنیا و آخرت کا ہر وہ کام ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے سرانجام دیا جاتا ہے۔

✽..... حج اہل اسلام کی ایک عالمگیر کانفرنس ہے۔ افسوس آج مسلمانوں نے اس کی اجتماعی اہمیت کو فراموش کرتے ہوئے رنگ و نسل کے امتیازات اپنال لئے ہیں۔ ورنہ ہر سال اتحاد کا ایسا عالمگیر مظاہرہ کرنے والی قوم کبھی رسوا نہیں ہو سکتی۔ کبھی پارہ پارہ نہیں ہو سکتی۔

✽..... ”مقررہ دنوں“ سے مراد ذی الحجہ کا عشرہ ہے۔ جیسا کہ حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت حسن، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم کا فرمان ہے، اور یہی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک ”ایام نحر“ مراد ہیں، جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی قول ہے۔

..... قربانی کے ایام وہی ہیں جن سے بعض لوگ چڑتے ہیں دسویں، گیارھویں، بارھویں۔ دسویں امام حسین کی، گیارھویں غوث پاک کی، اور بارھویں رسول پاک ﷺ کی۔

..... قربانی کے جانوروں کا گوشت خود کھانا اور دوسروں کو کھلانا جائز ہے۔

..... جانور ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام پاک لیا جائے۔

..... انسان بازار سے گوشت خریدتا ہے تو کبھی نہیں پوچھتا کہ جانور لنگڑا تو نہیں تھا،

اندھا اور کان کتر تو نہیں تھا، مگر جو جانور سنت خلیل اللہ اور سنت حبیب اللہ کے طور پر

قربان کرنا ہوتا ہے اس میں کوئی عیب پسند نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ! ان محبوبوں کی سنت

میں ذبح ہونے والے جانور میں عیب گوارا نہیں کرتا جب اللہ کو محبوبوں سے منسوب

جانور میں عیب گوارا نہیں تو وہ ان محبوبوں میں کیسے عیب گوارا کر سکتا ہے، ہاں اسی لئے

اللہ اپنے محبوبوں کو ہر عیب سے پاک پیدا فرماتا ہے۔

..... حج میں جانور ذبح کرنے کے بعد گویا حجامت بنوانے، غسل کرنے، جسمانی

میل کچیل کو دور کرنے، کپڑے بدلنے کا حکم ہے، حالت احرام میں یہ تمام کام کرنے کی

ممانعت ہے۔

..... نذریں پوری کرنا حکم خداوندی سے ثابت ہے۔ جو نذرونیاز بزرگان دین کی

بارگاہوں میں مانی جاتی ہے وہ سراسر اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہوتی ہے۔ یہاں بزرگوں کی

خدمت مقصود ہے۔

..... طواف سے مراد طواف زیارت ہے۔

..... بیت اللہ شریف، سب سے پرانا گھر ہے، اسکی تاریخ بہت ہی عظیم اور قدیم

ہے۔ اور بہت ہی شاندار ہے۔

..... اللہ تعالیٰ کی نشانیوں (شعائر اللہ) کی تعظیم و احترام ہی دلوں کا تقویٰ ہے۔

..... شعائر اللہ کی تعظیم سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بتوں کی نجاست سے بچنے اور جھوٹی بات سے پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے۔ نیز شرک سے بیزار ہو کر خالص اللہ کی بندگی کرنے کا حکم دیا ہے، اور مشرک کیلئے آسمان سے گرنے اور کسی پرندے یا ہوا کے ذریعے ”مکانِ حق“ یعنی دور کی جگہ پہ جا پڑنے کی مثال بیان کی ہے۔ معلوم ہوا کہ بتوں کی نجاست و شراکت اور چیز ہے۔ جبکہ ”شعائر اللہ“ کا ادب و احترام اور چیز ہے۔

..... اگر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا ادب و احترام بھی شرک کے زمرے میں شامل ہوتا یا یہ نشانیاں بھی ”اوٹان و اوٹان“ کے حکم میں شامل ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کبھی ”شرک و کفر“ کے بیان کے بعد شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم نہ دیتا اور اس تعظیم کو دلوں کا تقویٰ قرار نہ دیتا۔

..... جو لوگ اوٹان (بتوں) اور شعائر (نشانوں) میں فرق نہیں کرتے، وہ قرآن پاک کے ساتھ بے انصافی کرتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔ گویا وہ بغیر علم کے اور کتاب منیر کے اللہ تعالیٰ کے احکام کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں۔

..... اگر صفا و مروہ، مقام ابراہیم، حجر اسود، آب زم زم، قربانی کے جانور، اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں تو مدینہ مبارکہ کے کوچہ و بازار، اہل اللہ کے تبرکات و آثار، صوفیہ و علماء کے روشن دربار بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

..... قربانی کے جانور بھی اللہ تعالیٰ کے شعائر ہیں۔ گویا جو جانور بھی محبوبانِ خدا کے ساتھ منسوب ہو جائے وہ تعظیم کے قابل ہو جاتا ہے، حضرت اسماعیل کا دنبہ، حضرت صالح کی اونٹنی، حضرت عیسیٰ کا گدھا، حضرات کہف کا کتا، اور حضور نبی اکرم ﷺ کی ناقہ یہ سب جانور جنت میں جائیں گے۔

..... جانور حضرت انسان کی طاعت کیلئے پیدا کیے گئے۔ اور وہ تو اپنے مقصد کو پورا کر رہے ہیں، جبکہ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کیلئے پیدا ہوا ہے کاش وہ بھی اپنا مقصد پورا کیا کرے۔

..... ﴿﴾ یہ حج بیت اللہ کے مختلف مقامات بیان کئے گئے۔ مولا کریم یہ سعادت عطا فرمائے تو دیکھنے میں آتا ہے کہ اس مبارک سفر کا ہر لمحہ نور کا گہوارہ محسوس ہوتا ہے اور سرور کا سرچشمہ دکھائی دیتا ہے۔

..... ﴿﴾ قربانی سے تقویٰ اور اخلاص مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جانوروں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے، البتہ دلوں کا تقویٰ ضرور پہنچتا ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کی رضا کیلئے جانوروں کا خون بہانے والے وقت آنے پر اپنا خون بھی بہانے سے دریغ نہیں کریں گے، بندہ مومن کی نماز، قربانی، زندگی، موت سب کچھ اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتا ہے۔ اسی ایثار و اخلاص سے اسے بندگی کی معراج نصیب ہوتی ہے۔

اے تشنہ لب زیست ذرا آنکھ اٹھا..... دیکھ
وہ دور اٹھی گیسوئے رحمت کی گھٹا..... دیکھ
ہر طور وہی نورِ خدا جلوہ نما..... دیکھ
گل دیکھ، چمن دیکھ، زمیں دیکھ سا..... دیکھ
واللہ جہاں تیرے اشاروں پہ چلے گا
تو میرے پیسبر کی ادا دیکھ، رضا..... دیکھ
سرکارِ مدینہ تو ہیں سرکارِ مدینہ
تقدیر بدلتے ہیں مدینے کے گدا..... دیکھ
جنت کے نظارے ہیں جہاں لحظہ بہ لحظہ
گردیکھنا چاہے تو درشاہِ ہدا..... دیکھ
﴿غلام مصطفیٰ مجددی﴾

درس حدیث:

..... ﴿ہر لحظہ نیا طور﴾

فرمانِ نبوی ہے!

..... ﴿میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی فکر پیدا کرتی ہیں.....﴾ (ابن ماجہ)

..... ﴿جس آدمی نے مدینہ منورہ میں آ کر میری زیارت کی میں اسکا شاہد اور شفیع ہوں گا.....﴾ (سنن دارقطنی)

..... ﴿جس نے میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے حیات ظاہری میں میری زیارت کی،.....﴾ (طبرانی اوسط)

..... ﴿جس سے ہو سکے وہ مدینہ منورہ میں مرے، جو مدینہ منورہ میں مرے گا، میں اس کی شفاعت کروں گا.....﴾ (ترمذی)

..... ﴿مدینہ شریف کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں، اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتا.....﴾ (مسلم)

..... ﴿لوگ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ منورہ ہے، اور وہ بُرے لوگوں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کرتی ہے۔﴾ (مسلم)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿حدیث پاک میں مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کا حکم موجود ہے۔ جن لوگوں کو دین کے ”منسوخ احکام“ پر عمل کرنے کا بہت شوق ہے وہی ”زیارت قبور“ کا انکار

کرتے ہیں، حالانکہ حکم ناسخ بہت واضح ہے کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔

..... زیارت قبور کا فائدہ یہ ہے کہ دنیا سے بے اعتنائی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

..... جب عام مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کیلئے ارادہ باندھ کر جانا اور زیارت کرنا

جائز ہے اور فائدہ مند ہے تو سید المرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ کے روضہ انور کی زیارت

کا کیا عالم ہوگا، وہاں جا کر تو ایک محبت صادق کو دنیا کی ہر چیز بھول جاتی ہے اور ہمیشہ

کیلئے اس جان ایمان کے قدموں میں حاضر رہنے کو دل مچلتا رہتا ہے۔

آج کی رات میسر ہے جو ان کی قربت

زندگی کاش کہ اس رات سے آگے نہ بڑھے

..... ایک مرد مومن کی قبر مبارک کا بہت مقام ہے۔ وہ جنت کی ایک کیاری ہوتی

ہے۔ حضور پر نور ﷺ کی قبر مبارک کی کیا شان ہوگی۔

..... امام قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ”اس بات پر اجماع امت ہے کہ زمین کے

جس حصے پر جسم مصطفیٰ جلوہ گر ہے وہ تمام زمین حتیٰ کہ کعبہ مبارکہ سے بھی افضل ہے۔

(مواعظ لدنیہ جلد ۲ ص ۳۹۶)

..... حضرت امام علائی فرماتے ہیں ”جسم مصطفیٰ سے متصل زمین کعبہ اور عرش سے

بھی افضل ہے۔..... (در مختار جلد ۲ ص ۳۵۲)

..... حضرت امام محمد شامی فرماتے ہیں ”حضور ﷺ ہی فضیلت کا باعث ہیں، یہ

امت، بہترین آپ کی بدولت ہے۔ تو پھر آپ کی قبر مبارک تمام روئے زمین سے کیوں

بہ افضل ہوگی، آپ ہی خیرات کا منبع ہیں، اور آپ کی قبر انور پر آنا اور آپ کی زیارت

کرنا اور شفا امت و وسیلہ کا سوال عرض کرنا تمام عبادتوں سے افضل ہے اور آپ کی قبر

انور کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں“ (سبل الہدیٰ جلد ۳ ص ۳۵۱)

..... حدیث پاک میں روضہ مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کا انعام درج ہے کہ حضور ﷺ کی شہادت و شفاعت نصیب ہوگی، یہ انعام عبادت سے نہیں ملتا، زیارت سے ملتا ہے،

..... روضہ مصطفیٰ ﷺ عرش سے بھی افضل ہے، دیکھئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے ہیں، اور چوتھے آسمان پر ہیں، شکر گزاروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، تم شکر کرو، تمہیں اور نعمتیں عطا کروں گا۔ تو اب شکر کرنے کی وجہ سے چاہیے تھا کہ ان کو چوتھے آسمان سے عرش اعظم پر لے جایا جاتا لیکن ان کو زمین پر لایا جائے گا اور روضہ مصطفیٰ میں جگہ دی جائے گی، معلوم ہوا کہ نعمتوں کی بلندی عرشوں اور فرشوں پر بھی نہیں جو بلندی قرب محبوب میں پائی جاتی ہے،

..... زیارت کرنے والا روضہ رسول کی طرف منہ کر کے شفاعت کا سوال کرے۔ اپنی حاجات بارگاہ رسول میں عرض کرے، یہی جمہور ائمہ کرام، امام مالک، امام احمد رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ آپ نے حدیث پاک لکھی ہے ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ و تابعین کا طریقہ ہے کہ جب تم روضہ محبوب پر آؤ تو اپنی پشت قبلہ کی طرف کرو اور چہرہ روضہ محبوب کی طرف کرو اور عرض کرو السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ“ (مسند امام اعظم ص ۱۰۳)

..... تمام علماء احناف سے بھی اسی امر کی تصریح ملتی ہے۔

..... حضرت انس رضی اللہ عنہ اس انہماک سے حاضر ہوتے، لگتا تھا جیسے نماز پڑھ رہے ہوں، (کتاب الشفاء)

..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ”میرے نزدیک آرام گاہ مصطفیٰ سے بڑھ کر کوئی چیز اہم نہیں“ (بخاری)

..... روضہ رسول کی زیارت جلوۂ رسول کی زیارت کے مترادف ہے، بس نگاہوں

میں ایمان کی روشنی ہونی چاہیے۔

..... مدینہ منورہ کو تمام تر مرتبہ ذات مصطفیٰ اور آرام گاہ مصطفیٰ کی بدولت ہے۔

..... حج مکہ میں ہوتا ہے مگر قبول مدینہ میں ہوتا ہے۔

..... برکات قدم مصطفیٰ کا کیا کہنا، مدینہ منورہ ایمان کا قلعہ بن گیا، طاعون اور دجال

جیسی بلاؤں سے بھی محفوظ رہے گا۔ یہ خبر غیب ہے۔ علم مستقبل ہے، جس کو باذن اللہ

حضور جانتے ہیں۔

..... مدینہ منورہ کو یشرب نہیں کہنا چاہیے۔ سرکار مدینہ نے فرمایا ”یہ مدینہ ہے، مدینہ

کا لفظ دین سے نکلا ہے۔ جس کا معنی ہے اطاعت، اسے مدینہ اسلئے کہتے ہیں کہ یہ شہر

اطاعت خدا اور اطاعت مصطفیٰ کا اولین گہوارہ ہے۔ یا پھر یہ لفظ ”مدن“ سے نکلا ہے جس

کا معنی اجتماعیت، گویا یہ تمام اہل اسلام کی اجتماعت کا باعث ہے۔ اخوت کا ذریعہ ہے۔

..... حضور پر نور ﷺ کی نسبتوں کا فیض دیکھئے، بیماریوں کا گھر ”اطاعت و اجتماعیت

کا مرکز بن گیا، نور و سرور کا محور بن گیا، اب یہ طاہر بھی ہے، طیبہ بھی ہے۔ منورہ بھی ہے،

مکرمہ بھی ہے، حضور ﷺ سے پہلے لوگ وہاں جانے پر ملامت کرتے تھے، ان کے قدم

لگنے کی دیر تھی، اب یہ لوگ وہاں نہ جانے پر ملامت کرتے ہیں، کیوں کہ وہ شہر پہلے دارالبلا

تھا۔ مگر اب دارلشفاء ہے، دارالعطا ہے، دارالبقا ہے، دارالفضیاء ہے، دارالوفا ہے۔

..... برے لوگوں کو دور پھینک دیتا ہے، امام ابو عبد اللہ مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اگر

یہ وصف عہد رسالت کے ساتھ مخصوص ہو تو پھر کوئی اشکال نہیں، اگر یہ وصف عام ہو تو اس

حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ بد عقیدہ افراد کے برے عقیدوں کو مدینہ منورہ میں فروغ

حاصل نہ ہو سکے گا۔ (اکمال المعلم جلد ۳ ص ۴۷۰)

..... مدینہ منورہ کی جانب اٹھنے والے ہر قدم پر جلوہ طور کی برسات ہے۔ کوہ طور کو کلیم

اللہ کی برکتوں سے، وادی ایمن، بقعہ مبارکہ، وادالمقدس جیسے القاب حاصل ہیں تو مدینہ طیبہ کا حبیب اللہ کی نسبتوں سے کیا مرتبہ ہوگا، سرمہ طور آنکھوں کو روشنی دیتا ہے تو غبارِ مدینہ برص اور جزام جیسی بیماریوں کو ختم کر دیتا ہے، مدینہ کی کھجورزہر کا علاج ہے، اس شہر محبوب کی گلیوں، بازاروں، مکانوں، محلوں، باغوں، کھیتوں، صحراؤں، راستوں، پہاڑوں میں رسول خدا ﷺ کی برکتیں موجزن ہیں۔

ہر لحظہ نیا طور، نئی برق تجلی

اللہ نہ کرے مرحلہ شوق ہوٹے



گنہگاروں کا رکھنے روز، محشر میں بھرم نکلے
 پہن کر تاجِ رحمت کا رسول محتشم نکلے
 تقابل کس سے ہو سکتا ہے تیری شانِ رفعت کا
 جہاں تو عرش و کرسی بھی ترے زیرِ قدم نکلے
 ترے آنے سے توحید و رسالت کا چمن مہکا
 ذلیل و خوار ہو کر صحنِ کعبہ سے صنم نکلے
 نقوشِ پا کا ہر ذرہ بنا خورشید سے افزوں
 ترے رستے میں مرنے کی قسم جب کھا کے ہم نکلے
 کچھ اس انداز سے ہو جلوہ گر دل میں تری الفت
 جہاں دنیا کا ڈر نکلے وہاں عقیقی کا غم نکلے

﴿غلام مصطفیٰ مجددی﴾

درس قرآن:

..... ﴿جہاد کی فرضیت﴾

ارشاد خدائے پاک ہے!

﴿..... اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا، جب تمہیں کہا گیا کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین سے چمٹ گئے، کیا تم نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں پسند کر لیا، پس دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں بہت ہی تھوڑی ہے۔

اگر تم نہ نکلے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا (سورۃ التوبہ ۳۹)

﴿..... اللہ کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

﴿..... جو لوگ اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں، ان کو

اللہ نے بیٹھنے والوں (یعنی جہاد نہ کرنے والوں) پر فضیلت دی ہے۔ اور

سب کے ساتھ اللہ نے اچھائی کا وعدہ فرمایا، اللہ نے جہاد کرنے والوں کو

بیٹھنے والوں پر اجر عظیم کی فضیلت دی ہے۔ (سورۃ النساء ۹۵)

..... ﴿اشارات﴾

﴿..... ان آیات قدسیہ میں جہاد کا ذکر ہے۔

﴿..... لفظ جہاد جہد اور جہد "سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی طاقت، وسعت یا کسی

کام میں مبالغہ کرنا ہے، جہد کا معنی مشقت و محنت بھی ہے۔ (تاج العروس جلد ۲ ص ۳۳۰)

﴿..... جہاد دراصل اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کیساتھ قتال کو کہتے ہیں، فرمایو جاہدوا

فی اللہ حق جہادہ اور کہا جاتا ہے جاہد العدو اس نے دشمن سے قتال کیا۔ (ایضاً)

﴿..... امام راغب اصفہانی نے فرمایا "جہاد کی تین اقسام ہیں، ظاہری دشمن سے جہاد

کرنا، شیطان سے جہاد کرنا اور نفس سے جہاد کرنا، یہ تینوں اقسام اس آیت ”و جاہد وافی اللہ حق جہادہ“ میں داخل ہیں۔

✽..... امام بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ نے فرمایا ”جہاد کا شرعی معنی ہے کہ کلمۃ اللہ کی سر بلندی کیلئے کافروں سے جنگ کرنا اور اس میں اپنی پوری طاقت اور وسعت کو صرف کرنا، ”جہاد فی اللہ“ کا مطلب ہے شرعی احکام پر عمل کرنے کیلئے نفس کو تھکانا اور شہوات اور لذات کی اتباع میں اس کی مخالفت کرنا۔ (عمدة القاری جلد ۱۴ ص ۷۸)

✽..... امام ابو بکر کاسانی حنفی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے ”اللہ تعالیٰ کے راستے میں جنگ کرتے ہوئے جان، مال اور زبان کو انتہائی طاقت و وسعت کے ساتھ استعمال کرنا جہاد کہلاتا ہے۔ (بدائع الصنائع جلد ۷ ص ۹۷)

✽..... اس امت پر جہاد فرض عین بھی ہے اور فرض کفایہ بھی۔

✽..... امام شمس الائمہ سرخسی حنفی علیہ الرحمہ نے فرمایا ”فریضہ جہاد کی دو قسمیں ہیں۔ اول فرض عین، جب کافروں پر حملہ کرنے کا عام حکم ہو تو ہر مسلمان پر اپنی قوت کے اعتبار سے جہاد کرنا فرض عین ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے، انصروا و اخفوا و ثقا لا اللہ کی راہ میں نکلو، ہلکے ہو یا بوجھل۔ (سورۃ التوبہ ۴۱) دوم فرض کفایہ، اس میں بعض مسلمانوں کے جہاد کرنے سے بعض مسلمانوں سے جہاد ساقط ہو جاتا ہے (المبسوط جلد ۱۰ ص ۲۰۳)

✽..... اگر جہاد کو ہر وقت مسلمان پر فرض عین کے طور پر نافذ کر دیا جاتا اور ہر مسلمان ہر وقت جہاد میں مصروف ہو جاتا تو دنیا کے دیگر اصلاحی اور تبلیغی کام معطل ہو جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کبھی تو خود میدان جہاد میں تشریف لے جاتے اور کبھی اپنے غلاموں کا قافلہ بھیج دیتے۔

✽..... مذکورہ صدر آیت نمبر ۱ میں جہاد کے فرض عین ہونے کا ذکر ہے۔ کیونکہ کفار کے

مقابلے میں نکلنے کا مرحلہ درپیش ہے۔ امام کا سانی فرماتے ہیں کہ جب جہاد کیلئے روانگی کا حکم عام دیا جائے یا دشمن کسی اسلامی علاقے یا شہر وغیرہ پر حملہ کر دے تو جہاد فرض عین ہو جائے گا، اور ہر فرد مسلمان پر فرض عین ہوگا بشرطیکہ وہ اس پر قادر ہو۔ (بدائع الصنائع جلد ۷ ص ۹۸)

..... فقہائے مالکیہ کے نزدیک جو مسلمان، اسلام دشمنوں کے قریب ہوں اور جہاد کی قدرت رکھتے ہوں، ان پر جہاد کرنا فرض عین ہے۔ اور جو مسلمان دور رہتے ہوں ان پر فرض کفایہ ہے۔ (اکمال المعلم جلد ۵ ص ۴۴)

..... جہاد کے وجوب کی سات شرائط ہیں۔

۱..... مسلمان ہونا ۲..... بالغ ہونا ۳..... صاحب عقل ہونا

۴..... آزاد ہونا ۵..... مرد ہونا ۶..... تندرست ہونا

۷..... ضروریات کا خرچ پاس ہونا۔ (المغنی جلد ۱۰ ص ۱۶۴)

..... جہاد کے مباح ہونے کی دو شرطیں ہیں۔

۱..... دشمن اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دے نیز اہل اسلام اور اہل کفر کے درمیان جنگ بندی کا کوئی معاہدہ نہ کیا گیا ہو۔

۲..... مسلمانوں کو امید کامل ہو کہ وہ جنگ میں کفار کو شکست فاش سے دوچار کر دیں گے، اگر کامیابی کی توقع نہ ہو تو جنگ کرنا جائز نہیں کیونکہ قوت اور سامان حرب کی برتری حاصل نہ ہونے کی صورت میں جنگ کرنا خودکشی کے مترادف ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ ص ۱۸۸)

..... جہاد اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے۔ جس کی فرضیت کی پہلی وجہ یہ ہے کہ اہل اسلام پر مشرکین و کافرین کو دعوت اسلام پیش کرنا واجب ہے۔ اور اگر وہ یہ دعوت قبول نہ کریں تو ان کے ساتھ قتال کرنا واجب ہے۔ کیونکہ تمام آسمانی کتابوں میں اس امت کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ نیکی کی دعوت دے گی اور برائی سے روکتی رہے گی۔

سب سے بڑی نیکی قبول ایمان ہے۔ اور سب سے بڑی برائی شرک و کفر ہے، اس لئے یہ امت سب سے پہلے ایمان کی دعوت دیتی ہے اور شرک و کفر سے روکتی ہے۔ فرضیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اسلام کے مقابلے میں بڑی بڑی شرانگیز قوتوں میں برسر پیکار ہیں جو اسے ہرگز برداشت نہیں کرتیں، ان کی جملہ سازشوں کو ملیا میٹ کرنے اور اپنے تشخص کو برقرار رکھنے کیلئے جہاد بہت ضروری ہے۔ اور اسی لئے اسے قیامت تک ضروری قرار دیا گیا ہے، حدیث مصطفیٰ ہے ”مجھے قیامت تک تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے اور میرا رزق نیزوں کے سائے میں رکھا گیا ہے۔“

✽..... مجاہدین اسلام کیلئے حسن آخرت کا وعدہ ہے۔ اور کامیابی کی بشارات ہے، اور اجر عظیم کا انعام ہے۔

✽..... مسلمان ہرگز موت سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ اسکی نظر میں دنیا کی زندگی بہت عارضی ہے۔ وہ اپنے رب تعالیٰ کے نام پر اپنا مال، جان اور اولاد قربان کر کے ہمیشہ کی کامرانیوں حاصل کرنا چاہتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے ”اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ساتھ سودا کر لیا ہے کہ ان کی جانوں اور مالوں کے بدلے جنت عطا فرمائے گا“

✽..... جہاد سے فرار اختیار کرنا دردناک عذاب کو دعوت دینا ہے۔ وہ عذاب دنیا میں ذلت و ضلالت کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے اور آخرت میں دوزخ کی آگ کی شکل میں بھی ہو سکتا ہے۔

✽..... آج پوری دنیا میں مسلمان جہاد سے منہ پھیر کر صرف ”مذاکرات“ سے ہر مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں، اسلئے کفار اور مشرکین کے سامنے رسوائی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ کاش تمام مسلمان ملکوں میں اجتماعیت کا داعیہ پیدا ہو جائے اور وہ سب مل کر ایک عالمگیر ”عسا کر اسلامی“ کی بنیاد رکھیں جس میں ہر رنگ و نسل کا مسلمان بھرتی کیا جائے۔ اور اس کی ہر اسلامی ملک میں چھاؤنی تشکیل دی جائے،

❖..... پھر جس اسلامی ملک پر بھی کوئی دشمن اسلام حملہ کرے ہر اسلامی ملک اس حملے کو اپنے اوپر تصور کرتے ہوئے اس کے دفاع میں مشغول ہو جائے، ایک جہاد اور اتحاد کی قوت ہی اسلام کو دشمنوں سے بچا سکتی ہے

❖..... آجکل بعض ”نام نہاد اسلامی تنظیمیں“ جہاد کی آڑ میں فساد برپا کر رہی ہیں۔ یہ بھی اس فریضے کے ساتھ مذاق ہے۔ کیا اتحاد ملت کے بغیر جہاد کا کوئی تصور ہے؟ ادھر تو وہ الجہاد الجہاد کے نعرے بلند کر رہی ہیں اور ادھر عالم اسلام کے سواد اعظم کو کافر و مشرک اور بدعتی قرار دے رہی ہیں۔ یہ اسلامی جہاد نہیں بلکہ ”نجدی جہاد“ ہے، یہ کیسا جہاد ہے کہ لڑائی تو کشمیر اور فلسطین میں جاری ہو، جبکہ خوفناک اسلحوں کے ڈھیر کراچی، لاہور اور کوئٹہ میں پکڑے جائیں۔

❖..... جہاد کی بہترین صورت یہی ہے کہ اسلام کی حکومتیں اسلام کے دشمنوں کے مقابلے میں لشکر عظیم تیار کر لیں اور ہر صاحب استطاعت مسلمان اس میں شامل ہو کر اخروی ثواب کا انعام حاصل کرے۔ یہ چندہ خور مجاہد اسلام کی بدنامی کا باعث ہیں، اور جہاد کی آڑ میں اختلافی مسائل کو ہوا دے رہے ہیں نیز جہادی فنڈز کو اپنے گمراہ کن مسالک کی ترویج پر صرف کر رہے ہیں۔

❖..... باطل قوتوں کے مقابلے میں جان و مال کے ساتھ ساتھ زبان و قلم سے جہاد بھی افضل ہے۔ اور یہ جہاد کرنے والا ایک گوشہ نشین زاہد و عابد سے زیادہ درجے والا ہے۔ بھلا رخصتوں پر عمل کرنے والا، عزیزوں کے شہسوار کے برابر کیسے ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”فضل الله المجاہدین با موالہم و انفسہم علی القاعدین درجۃ“

❖..... یاد رہے کہ ”اسلامی جہاد“ اور کافروں کے انداز جنگ میں بہت زیادہ فرق ہے۔ صرف ایک جھلک دیکھئے ”رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو بڑے یا چھوٹے لشکر کا امیر

بناتے تو اس کو بالخصوص اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت فرماتے، اور اس کے ساتھی مسلمانوں کو نیکی کی وصیت فرماتے، پھر آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جہاد کرو، جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اس سے جنگ کرو، کسی بچے کو قتل نہ کرو، (مسلم کتاب الجہاد)

..... ﴿اسلامی جہاد﴾ دراصل معاشرے میں امن و امان قائم کرنے کی ایک صورت ہے۔ جس طرح ماہر سرجن جسم سے گندے مواد کو نکال کر تمام جسم کو راحت پہنچاتا ہے۔ اس طرح اسلامی حکومت معاشرے سے فتنہ انگیز عناصر کی بیخ کنی کر کے معاشرے کو امن و امان کی دولت عطا کرنا چاہتی ہے۔

۴



وہ ہیں سب کی جاں بر ملا مانتے ہیں
 انہیں۔ دو جہاں کی ضیا جانتے ہیں
 جو کٹ کے رہے ان کے دربار حق سے
 وہ خاک جہاں در بدر چھانتے ہیں
 مقامات مجشر انہیں کیا کہیں گے
 وہ جن پر کرم کی روا تانتے ہیں
 خدا آپ شکر کرتا ہے ان سے عداوت
 جو محبوب سے دشمنی ٹھانتے ہیں
 بہر وقت سب کی خطا کو، وفا کو
 شبہ دوسرا خوب پہچانتے ہیں
 خدا کی قسم ہم خدا کے کرم سے
 ہر اک شے نبی کی عطا مانتے ہیں
 غلام ان کے فرطِ محبت سے دیکھو!
 شب و روز نام انکا ”گردانتے“ ہیں

درس حدیث:

..... ﴿جہاد کی اہمیت﴾

ارتشاد صاحب لولاک ہے!

..... ﴿اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی تمنا مت کرو، اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو، اور جب دشمن سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو، اور یاد رکھو، جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر دعا کی، اے بادلوں کو چلانے والے، لشکروں کو شکست دینے والے ان کو شکست دے اور ہم کو ان پر غالب کر دے، (مسلم کتاب الجہاد)

..... ﴿جو شخص اللہ کی راہ میں اونٹنی دوہنے کے وقفہ کے برابر بھی جہاد کرے تو یقیناً اس کیلئے جنت واجب ہوگئی، اور جو اللہ کی راہ میں معمولی زخمی کیا جائے یا معمولی تکلیف دیا جائے تو وہ زخم قیامت کے دن اس سے زیادہ چمک دار ہوگا۔ جیسا کہ تھا۔ اس کا رنگ زعفرانی ہوگا، اور اس کی خوشبو مشک کی سی ہوگی۔ اور جسے اللہ کی راہ میں پھنسی نکل آئے تو یقیناً اس پر شہیدوں کی مہر ہے، (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

..... ﴿یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی بندے کے پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں، پھر اسے آگ چھوئے۔ (بخاری)

..... ﴿مشرکوں سے جہاد کرو، اپنے مالوں سے، اپنی جانوں سے اور اپنی زبانوں سے۔ (ابوداؤد، نسائی)

..... ﴿ایک ایسی چیز بھی ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ بندے کے سو

درجے جنت میں بلند فرماتا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان آسمان وزمین کے درمیانی فاصلے جتنا فاصلہ ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد، اللہ کی راہ میں جہاد، اللہ کی راہ میں جہاد۔ (مسلم)

..... اشارات ❁

❁..... ان احادیث مبارکہ میں جہاد کی اہمیت و فضیلت کا بیان ہے۔

❁..... دشمن کے مقابلہ کی تمنا ممنوع ہے۔ حضرت امام نووی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اسکی وجہ یہ ہے کہ اس تمنا میں اپنے نفس پر اعتماد، اپنی طاقت پر بھروسہ اور صورتہ تکبر ہے“ (شرح مسلم جلد ۲ ص ۸۴)

❁..... اللہ تعالیٰ سے اپنے مال و جان، اولاد و جائیداد اور ظاہری و باطنی حالات کی عافیت طلب کرتے رہنا چاہیے۔

❁..... جہاد میں ثابت قدم رہنا، جہاد کا اہم ترین رکن ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ اے ایمان والو! جب تمہارا دشمنوں سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (انفال ۴۷)

❁..... ثابت قدمی کی شرط میں یہ بھی شامل ہے کہ آپس میں جھگڑانہ کیا جائے، بزدلی کا مظاہرہ نہ کیا جائے، اپنی طاقت پر اترا یا نہ جائے اور میدان جنگ میں کمال نظم و صبر کا دامن تھاما جائے۔

❁..... اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے۔ میدان جنگ میں کثرت ذکر کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کثرت سے دعا کی جائے۔ دعا سے نصرت خداوندی پر اعتماد بڑھ جاتا ہے۔

❁..... جنت تلواروں کے سائے میں ہے گویا، نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں۔

❁..... مسلمان غالب ہو جائیں تو دنیا میں مال غنیمت اور آخرت میں ثواب حاصل

ہوتا ہے۔ مغلوب ہو کر مارے جائیں تو شہادت نصیب ہوتی ہے،

..... جہاد کے دوران دعا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

..... جہاد کتنی اہم عبادت و ریاضت ہے۔ اور کس قدر عظیم عمل ہے کہ اس کا اونٹنی کے

دوہنے جتنا وقفہ بھی اجر و ثواب کا خزانہ ثابت ہوگا اور راہ خدا میں ایک زخم بھی قیامت کے وحشت کدے میں پھول بن کر مسکرائے گا۔

..... جسے راہ خدا میں ایک پھنسی نکل آئے تو گویا اسے شہادت کی مہر نصیب ہو جاتی

ہے۔ ساری جان قربان کرنے کا کیا مقام ہوگا۔

..... جہاد کی تکالیف و مصائب سے گھبرا کر منہ موڑنا جائز نہیں، اگر خدا اسی حالت میں

راضی ہے تو بندے کو بھی صبر و ہمت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ وہ راضی ہو گیا تو ہر نعمت مل جائے گی۔

..... اللہ تعالیٰ کی راہ میں پاؤں کا گرد آلود ہونا بھی کتنا محمود ہے کہ اس کے بدلے بندہ

دوزخ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ کربلا کے گرد و غبار میں لیٹے ہوئے شہزادہ رسول کا کیا مقام ہوگا،

..... مالوں، جانوں اور زبانوں سے دشمن کا مقابلہ جہاد ہے۔ یہ جہاد کا وسیع تر مفہوم

ہے جہاد اور قتال میں یہی فرق ہے کہ جہاد مالوں، جانوں زبانوں اور قلموں سے بھی ہو

سکتا ہے۔ جبکہ قتال صرف تلواروں سے ہوتا ہے،

..... حضور شارع اسلام ﷺ نے خبر غیب عطا فرمائی یعنی جنت کے درجات کا

ذکر کیا اور مجاہد کے مقامات کا ذکر کیا جو اجر کسی کو کل حاصل ہوگا، حضور ﷺ اس کا آج

ذکر فرما رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے۔

..... اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا جنتی ہے۔

..... ہر بندہ مومن کی زندگی کا ایک ہی مقصد و حید ہے کہ وہ اپنے پروردگار کو راضی

کر کے جنت حاصل کر لے۔ جہاد جنت میں جانے کا بہت قریبی راستہ ہے۔ اس لئے

بہت اہم ہے۔

..... حضور شارع اسلام ﷺ نے جہاد کی اہمیت و فضیلت کو اس لئے کھول کر بیان فرمایا کہ اسلام ایک دین اور پوری دنیا کی ہدایت کیلئے نازل ہوا ہے۔ اس کی بقا اور اشاعت کیلئے اہل اسلام کو نجات دہن کی کتنی اذیتوں سے گزرنا ہوگا، حضور ﷺ نے جہاد کی ترغیب اور اس کے اجر و ثواب کی نوید سنا کر مرد مسلم کو ایک پروانے کی تڑپ عطا کر دی، جو ہر وقت اپنے محبوب کے نام پر مرنے کیلئے پر تو لتا رہتا ہے۔

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن

نہ مال غنیمت ، نہ کشور کشائی

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذت آشنائی

..... آج ملک عزیز میں اور اسلامی ممالک میں نوجوان نسل کو یہودی اور ہندی تہذیب نے دیوانہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ کلچر کے نام پر ہر قسم کی فحاشی اور عریانی کی کھلے بندوں اجازت ہے۔ میوزک کے شور میں اسے قرآن اور مصطفیٰ کریم کے فرمان کی لاہوتی صدا کیں سنائی نہیں دیتیں، آرٹ اور فیشن نے اس کے اسلامی تشخص کو فنا کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ مادیت پرستی کا سیلاب عام ہے۔ اے نوجوان مسلم کبھی تو تدبیر سے کام لے اور اپنے آقا ﷺ کے حسن جانفزا کو دیکھ کر دنیا کے فریب حسن سے جان چھڑا لے۔ اپنی جوانی، محبوب خدا کے نام پر قربان کر دے اور اپنا مال بارگاہ رسول میں نچھاور کر دے۔ یہی تیری زندگی کی معراج ہے۔

..... مغربی اور ہندوستانی تہذیب کے خلاف بھی زبان و قلم کا میدان گرم کرنا جہاد

ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

”اور ان لوگوں سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ فتنہ ختم ہو جائے اور صرف اللہ

تعالیٰ کا دین رہے“ (القرآن)

..... حضور سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اسلامی تہذیب کے تحفظ اور غیر اسلامی رسموں کے خاتمے کیلئے میدان جہاد میں نکلے اور اللہ کے دین کو قائم کرنے کیلئے اپنی جان اور اپنے عزیزوں کی جان کا نذرانہ پیش کر گئے۔ یہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور جہاد فی اللہ کی ایسی مثال ہے جس سے تاریخ اسلام ہمیشہ جذبوں اور ولولوں سے سرشار رہے گی۔

نہ	شاہی	نہ	جاہ	و	حشم	مانگتا	ہوں
تجھے،	تجھ	سے	،	تیری	قسم	مانگتا	ہوں
مرا	کون	ہے	ریگزار	جہاں	میں		
ترا	ساتھ	شاہ	حرم	مانگتا	ہوں		
نہ	دنیا	،	عقبی	،	نہ	دولت	نہ
تری	یاد	میں	چشم	نم	مانگتا	ہوں	
مری	زندگی	کیا	اندھیروں	میں	ڈوبی		
ترا	نور	نقش	قدم	مانگتا	ہوں		
نہ	دکھلاؤ	زاہد	مجھے	باغ	جنت		
میں	دیدار	حسن	اتم	مانگتا	ہوں		
خوشی	راس	آئی	نہ	بزم	طرب	کی	
میں	تنہائی	میں	تیرا	غم	مانگتا	ہوں	
غلام	آج	بن	کے	ترا	بادشاہا		
ہمہ	وقت	لطف	و	کرم	مانگتا	ہوں	

درس قرآن:

..... ﴿اہل صداقت﴾

ارشاد کبریا ہے!

..... ﴿وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمَوْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ طَوَّاءً مِمَّا بَدَّ لِلْكَافِرِينَ﴾ اور جو کوئی مخالفت کرے رسول اکرم کی اس کے بعد کہ اس کے لئے ہدایت روشن ہوگئی اور مومنوں کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راہ پر چلے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ خود ہی پھرا ہے، اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۱۱۵)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کی مرکزی حیثیت اور تشریحی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔﴾

..... ﴿حضور سر اپا نو ﷺ کی مخالفت دراصل بدعت و ضلالت کا وہ راستہ ہے جو انسان کو دوزخ میں لے جاتا ہے، گویا ان کے بغیر ہدایت کا کوئی تصور نہیں۔﴾

اگر بہ اونر سیدی تمام بولہی است

..... ﴿اس آیت مبارکہ میں مصطفیٰ کریم کی اطاعت کے ساتھ اجماع امت کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، یعنی امت کی غالب ترین اکثریت کا راستہ چھوڑنا بھی گمراہی کا پیش خیمہ ہے، کیونکہ حدیث پاک ہے، ”میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی“

..... ﴿قرآن پاک نے عام مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر فرقہ فرقہ ہو جانے سے روکا

ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور روشن نشانیاں مل جانے کے بعد بھی اختلاف کرنے لگے اور انہی لوگوں کے لئے بہت بڑا عذاب ہے“ (آل عمران آیت ۱۰۵)

..... رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اور اجماع امت سے بغاوت کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ساتھ چھوڑ دیتی ہے، گویا انسان دانستہ طور پر جس ضلالت کے راستے پر چل پڑتا ہے، رحمت خدا اس کے راستے میں حائل نہیں ہوتی، اور اسے اسی طرف جانے دیتی ہے جدھر وہ جانا چاہتا ہے۔ یہ معنی امام بیضاوی نے بیان کیا ہے۔

..... انسان توفیق الہی سے محروم ہو جاتا ہے، اور وہ شیطان کے ہاتھ میں کھلونا بن کر رہ جاتا ہے، اور وہ جیسے چاہتا ہے اسے تگنی کا ناچ نچاتا ہے۔ (ضیاء القرآن جلد ۱ ص ۳۹۲)

..... جہنم کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے، رسول اللہ ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا کہ ”میں نے جہنم سے زیادہ بری چیز کوئی نہیں دیکھی“

..... آیت پاک میں ”مومنوں کے راستے کا ذکر ہوا، تو یہی وہ راستہ ہے جو انبیا کرام کا عطا فرمودہ ہے، جس پر صدیق، شہید اور ولی چلتے رہے، اور اسی صراط مستقیم پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کا انعام نازل ہوتا ہے، یہ اہل سنت و جماعت کا راستہ ہے۔ یہی لوگ نبیوں، صدیقیوں، شہیدوں اور ولیوں کو ماننے والے ہیں۔

..... مومنوں کے راستے کو چھوڑنے والا ایک گروہ تو وہ ہے جو صحابہ کرام کا دشمن ہے۔ بالخصوص خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے فضائل و کمالات کا انکار کرتا ہے اور صرف اہل بیت اطہار کی محبت کا دم بھرتا ہے۔ بلکہ اسی محبت کو استعمال کر کے اپنے عجیب و غریب نظریات کو فروغ دیتا ہے۔

..... ایک گروہ وہ ہے جو صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کا دعویدار ہے، لیکن اہل بیت اطہار کی عظمتوں کا منکر ہے۔ بلکہ اس گروہ کی نظر میں یزید اور اس کے پیروکاروں کی بہت اہمیت ہے، امام عالی مقام کی نہیں۔ اس کے ساتھ اس گروہ نے حضور سرور عالم ﷺ کے کمالات کو کبھی دل سے تسلیم نہیں کیا۔

..... ایک گروہ وہ ہے جو خارجیوں کے نقش قدم پر چلنے والے ”شیخ نجد“ کی تقلید کرتا ہے، اور اس کی ہر بات کو حرف آخر سمجھتا ہے۔ پرلے درجے کا گستاخ ہے، بتوں کے رد میں نازل ہونے والی آیات کو محبوبان خدا پر چسپاں کر کے ان کی شانوں کا انکار کرتا ہے، اس گروہ کی نظر میں ساری امت شرک میں گرفتار ہے۔

..... ایک گروہ وہ ہے جو صرف قرآن کو حجت قطعی تسلیم کرتا ہے، فرمان مصطفیٰ یعنی ”حدیث پاک“ کی اس کی نظر میں کوئی وقعت و قدر اور منزلت نہیں۔

..... عہد حاضر میں یہ گروہ طرح طرح کی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں اور مومنوں کی اکثریت کو گھٹانے اور اپنی اقلیت کو بڑھانے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتے ہیں، سادہ دل مسلمانوں کو ان کے کلمہ، نماز، روزہ اور جہاد کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ ان کے دلوں میں موجود، محبوبان خدا کے بغض و عناد کو دیکھنا چاہئے جس کا منحوس اثر عبادت و ریاضت کے باوجود ان کے چہروں پر نقش ہو کر رہ گیا ہے۔



دنیا میں کیا تاریکی زندانِ غم بڑھی
عقبیٰ میں ان کے پیار کا اک آشیانہ مانگ

درس حدیث:

..... ﴿اہل ضلالت﴾

ارشاد مصطفیٰ ہے!

..... ﴿..... میری امت پر ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل ایک دوسرے کے مطابق حتیٰ کہ ان میں سے اگر کسی آدمی نے اپنی ماں سے علانیہ بد فعلی کی ہوگی تو ضرور میری امت سے بھی ایک (بد نصیب) یہ کام کرے گا۔ اور بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور میری امت بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سب دوزخی ہوں گے مگر ایک ملت (جنتی ہوگی) صحابہ کرام نے کہا، وہ کون یا رسول اللہ؟ فرمایا ما انا علیہ واصحابی جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں (ترمذی، مشکوٰۃ)

..... ﴿..... سب سے بڑے گروہ کی اتباع کرو، جو اس سے جدا ہو گیا وہ جہنم میں چلا گیا۔.....﴾ (مشکوٰۃ)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿..... اس حدیث مبارک میں حضور پر نور ﷺ نے مستقبل کی خبر بیان فرمائی جو آپ کے عطائی علم غیب کی دلیل کامل ہے۔

..... ﴿..... اس حدیث مبارک میں امت مرحومہ کی ایک زبوں حالی کا ذکر ہے۔

..... ﴿..... اس خبر غیب کے عین مطابق امت کی کتنی ہی صدیاں بنی اسرائیل کے دو گروہوں یہود و نصاریٰ کی ”اطاعت“ میں بسر ہو چکی ہیں۔ کتنے ہی افراد امت مسلمان ہو کر ان کی تہذیب و تمدن پر جان چھڑکتے ہیں۔ ان کے کردار و گفتار کی پیروی کرتے

ہیں، ان کے لباس و رنگ کے انداز اپناتے ہیں بقول اقبال ۔

وضع میں تم ہونصاری تو تمدن میں ہنود

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

..... ﴿..... موجودہ دور کے تقریباً تمام مسلمان حکمرانوں کی طرز فکر ”انگریزی“ ہے، کوئی

خوش نصیب ہی اسلام کی نمائندگی کرنے کیلئے تیار ہوگا، یہی وجہ ہے کہ سب ہلاکت و ضلالت کے قصر عمیق کی طرف گرتے جا رہے ہیں۔

..... ﴿..... مسلمان معاشروں میں ایک ”پوش طبقہ“ جنم لے چکا ہے۔ ان کی طرز حیات کو

قریب سے دیکھنے والی آنکھ ضرور حیرت زدہ ہوگی کہ یہ کس قماش کے مسلمان ہیں،

بھائیوں کی حقیقی بہنوں کے ساتھ اس قدر بے تکلفی، بیٹوں کی ماؤں کے ساتھ اس درجہ

بے شرمی، ہندی اور انگریزی میڈیا کی بھومانی یلغار کے سامنے حرمتوں اور عصمتوں کے

پر نچے اڑتے دکھائی دے رہے ہیں۔ (بقول اقبال)۔

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں

کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

..... ﴿..... یہود و نصاریٰ کی اطاعت کا یہ عالم کہ کتنا خوفناک ہے کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں

میں نوجوان لڑکیوں کے آزاد خیال ”استادوں“ سے بہت گہرے تعلقات ہیں، لڑکیوں

میں مردانہ لباس پینٹ شرٹ، کوٹ کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے، لڑکوں نے لمبے بال رکھنا

اور پونیوں سے باندھنا شروع کر دیئے ہیں، غیر محرموں کا ایک ساتھ گھومنا پھرنا، ناچنا

گانا، انجوائے کرنا بلند فکر کی علامت سمجھا جاتا ہے، سوچیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ شرم و

حیا کے عظیم علمبردار کو ماننے والے کیسی پستی کی طرف جا رہے ہیں۔

..... ﴿..... آہ یہ امتِ مرحومہ بھی فرقوں میں تقسیم ہوگئی۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں

کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

..... حضور پر نور ﷺ نبی رحمت اور رسول رافت بن کر تشریف لائے۔ آپ نے اپنی امت کو ہر مسئلے کا حل بتایا اور ہر مشکل سے آزاد ہونے کی راہ دکھائی، دیکھئے یہ یہود و نصاریٰ کی اطاعت میں اتنا آگے نکل جانا اور تہتر فرقوں میں بٹ کر اپنی شناخت کو کھودینا کتنا بڑا نقصان ہے، کتنا بڑا مسئلہ ہے، کتنی بڑی مشکل ہے۔ حضور ﷺ نے اس کا حل بتایا یعنی اگر تم محفوظ رہنا چاہتے ہو تو میرے راستے اور میرے صحابہ کرام کے راستے پر گامزن رہو، منزل مراد مل جائے گی۔

..... اس آخری امت میں تہتر فرقے ہو کر رہے تو دیکھنا یہ ہے کہ حق و صداقت کا پرچم کس گروہ کے ہاتھ میں ہے۔ تاکہ ایمان محفوظ رہے۔

..... زبان نبوت نے نشاندہی فرمادی کہ ”سواد اعظم“ سب سے بڑا گروہ حق و صداقت کا علمبردار ہے اور ہدایت کا حامل ہے۔ سب سے بڑے گروہ کو چھوڑ کر چلے جانا، دوزخ میں چلے جانے کے مترادف ہے۔

..... ایک اور حدیث پاک ہے، تم پر عام لوگوں اور جماعت کی پیروی کرنا لازم ہے، نیز فرمایا، جماعت پر اللہ کا دست رحمت ہے۔

..... آج سب فرقے پکار رہے ہیں کہ ہم ناجی ہیں، ہم جنتی ہیں، لیکن آپ ان کے شور و غل سے متاثر نہ ہوں، بلکہ سرسری نظر سے بھی دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ تمام عالم اسلام کے عام لوگ کس مسلک کے پیروکار ہیں، لفظ جماعت کس گروہ پر صادق آتا ہے، سواد اعظم یعنی سب سے بڑا گروہ کن لوگوں کا ہے، ان سب سوالوں کا ایک ہی جواب ہے اور وہ ہے ”اہل سنت و جماعت“

..... ﴿ سب فرقتے بدعتی ہیں، ان کے نام بدعتی ہیں، کسی ایک صحابی رسول نے کبھی اپنے آپ کو غیر مقلد، اہل حدیث، دیوبندی، سعودی، شیعہ وغیرہ نہیں کہلایا، جبکہ مستند روایات شاہد ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے دور خلافت کے تمام صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین فحاح نے اپنے آپ کو ”اہل سنت و جماعت“ کا نام دیا۔ اسی نام پر وہ فخر کرتے رہے اور اسی نام کو اسلام کا صحیح نمائندہ قرار دیتے رہے۔ ان کے بعد ائمہ اربعہ امام عظیم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رضی اللہ عنہم اور ان کے اربوں مقلد صوفیہ، علما، محدثین، مفکرین اور مفسرین نے خود کو اہلسنت و جماعت قرار دیا۔ صحاح ستہ کے محدثین اور کثیر راوی حضرات بھی سب مقلد ہیں، لہذا غیر مقلدوں کو کسی مقلد محدث کی روایت پر یقین نہیں کرنا چاہئے کیونکہ وہ ان کے نزدیک تقلید کر کے ”مشرک“ ہو چکا ہے۔

..... ﴿ ان تمام فرقوں کی تعلیمات کا جائزہ لینے والا منصف مزاج محقق بخوبی جانتا ہے کہ قرآن پاک، اور حدیث سرور لولاک کے مطابق اور صحابہ کرام کے معاملات کے مطابق عقائد و اعمال صرف اور صرف اہل سنت و جماعت کے ہیں۔ لہذا یہی گروہ جنتی کہلانے کا حقدار ہے۔

..... ﴿ حضرت شیخ محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

سوادِ اعظم در دین اسلام مذہب اہل سنت و جماعت است، یعنی دین اسلام میں سب سے بڑا گروہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے“ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ ص ۱۴۰)

..... ﴿ حضور پر نور ﷺ نے غلط راہ فرقوں سے بچنے کی از حد تلقین فرمائی ہے،

..... ﴿ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور پر نور ﷺ نے

ہمارے لئے ایک خط کھینچا اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر اس کے دائیں بائیں کچھ اور

خطوط کھینچے اور فرمایا، یہ وہ راستے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک پر شیطان بیٹھا ہوا ہے، جو (لوگوں کو) اپنی طرف بلاتا ہے۔ (نسائی، احمد)

..... ﴿سیدھا راستہ یہی ہے جس پر صحابہ کرام، اولیاء کرام، علماء کرام اور عوام اسلام گامزن رہے، جو اہل بیت اطہار اور صحابہ کبار اور اللہ تعالیٰ کے سب محبوبوں کی غلامی کا راستہ ہے۔﴾

..... ﴿اہل سنت و جماعت کو چاہئے کہ اپنے جملہ ذاتی اختلافات ختم کر کے ”بدعتی فرقوں“ کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں، اسلام کی روشن تاریخ دراصل اہل سنت و جماعت کی تاریخ ہے، اور اسلام کا موجودہ بحران درحقیقت اہل سنت و جماعت کے ”خواب خرگوش“ کی بدولت ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنا خانقاہی نظام درست کریں، اپنا تدریسی اور سیاسی نظام درست کریں۔ غیروں کے ساتھ کھڑے ہونے کی بجائے اپنوں کو عشق مصطفیٰ کے پلیٹ فارم پر جمع کریں، اہل سنت متحد ہو گئے تو کسی دوسری ”فرقی“ کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔﴾



از ازل تا ابد جاری ہے فیضانِ کرم
نور افروز سحر ہے حسنِ جاناں ارم
دشت سینا ہو، عرب ہو یا گلستانِ عجم
ذرّے ذرّے کی جبیں پر ہے یہ عنوانِ چشم
مظہر شانِ خدا ہے شانِ سلطانِ حرم
﴿مجددی﴾

درس قرآن:

..... ﴿سرکار آئے الحمد للہ﴾

اللہ رب کائنات کا فرمان ہے!

..... ﴿اور یاد کرو، جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ جو دُور میں تم کو کتاب اور حکمت سے، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو، ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اسکی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھالیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ، سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا۔ (اللہ نے فرمایا) تو گواہ رہنا، اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں ۵ پھر جو کوئی پھرے اس (پختہ عہد) کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں ۵ (سورۃ آل عمران ۸۱، ۸۲)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿ان آیات کریمہ میں عالم ارواح کی اس محفلِ پاک کا ذکر ہے جو رب کائنات نے اپنے حبیبِ لیب ﷺ کی آمد کے بارے میں سجائی۔

..... ﴿جب توحید کے بارے میں محفل کا انعقاد کیا، جس میں فرمایا اَلْسْتُ بِرَبِّكُمْ، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، تو سب لوگوں کو اکٹھا فرمایا۔ اپنے بھی بلائے اور بیگانے بھی بلائے۔ پاک بھی بلائے اور ناپاک بھی بلائے، لیکن ”میلاد کی محفل“ سجائی تو صرف پاک لوگوں کو دعوت دی، اس لیے آج بھی میلاد کی محفل میں پاک دل اور پاک روح والے لوگ ہی حاضر ہوتے ہیں۔

☆ ذکر محبوب کی محفل سجانا رب کائنات کی سنت ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلوة اللہ ثناءہ عند الملائکہ اللہ تعالیٰ کا درود یہ ہے کہ وہ فرشتوں کے سامنے محبوب ﷺ کی صفت و ثناء بیان فرماتا ہے۔

خدا خود میری مجلس بود اندر لامکان خسرو

محمد شمع محفل بود، شب جائے کہ من بودم

☆ اذ یعنی یاد کرو، تو معلوم ہوا کہ حضور پر نور ﷺ کو اس سارے واقعہ کی خبر عطا

کی گئی، اس لیے آپ کی گواہی لی جا رہی ہے۔

☆ مِثَاقُ النَّبِيِّینَ میں لفظ النَّبِيِّینَ کا استعمال بہت سے مسائل حل کرتا ہے، ایک

یہ کہ نبی عالم ارواح میں بھی نبی ہوتا ہے۔ وہ چالیس سال کے بعد بھی نبوت کا اعلان

کرے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے چالیس سال کے بعد نبوت حاصل ہوئی ہے۔ پہلے

اسے اپنی نبوت اور اللہ کی وحدت کی کوئی خبر نہیں تھی، کئی بے باک لوگ یہاں تک بیان کر

جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چرواہے کے سر پر نبوت کا تاج سجا دیا، یہ مقام نبوت

سے بے خبری کی دلیل ہے۔ نبی تو ہر حال میں نبی ہوتا ہے۔

☆ حضور پر نور ﷺ کی عظمت و منزلت کو تسلیم کرنا تمام انبیاء کرام پر بھی فرض ہے۔

اسی لیے آپ کو نبی الانبیاء کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے پختہ عہد لیا کہ اگر اسکی

موجودگی میں محبوب ﷺ تشریف لے آئیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان

لا کر آپ ﷺ کی امت میں شامل ہو جائے۔ یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

وہ نبیوں میں نبی ایسے کہ ختم الانبیاء ٹھہرے

حسینوں میں حسین ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

..... ﴿یہ آیت کریمہ حضور پر نور ﷺ کی ختم نبوت کی بھی روشن دلیل ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ورنہ اس کے بارے میں ”پختہ عہد“ لیا جاتا۔

..... ﴿تمام انبیاء کرام کو کتاب و حکمت کے خزانوں میں سے ان کی شان کے مطابق خزانے دیئے گئے لیکن ہمارے نبی ﷺ کو سراپا کتاب اور سراپا حکمت بنا کر بھیجا گیا، حضور ﷺ قرآن ناطق ہیں، حضور چشمہء حکمت ہیں۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

..... ﴿حضور سراپا نور ﷺ کی شان کریم يعلمہم الکتاب و الحکمة سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو کتاب و حکمت کا معلم عظیم ہو اس کے علم و حکمت کے بارے میں ابہام کا شکار ہونا کتنی بڑی محرومی کی دلیل ہے۔ حضور تو ”دقیقہ دان عالم“ بن کر تشریف لائے، جو مسئلہ کسی سے حل نہ ہو سکا اسے اس نبی امی نے ایک اشارے سے حل فرما دیا۔

..... ﴿ثُمَّ جَاءَ كَمَا رَسُولٌ پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول، اس قرآنی جملے میں ”میلادِ مصطفیٰ“ کی نورانی جھلک اور وجدانی خبر کس شان سے جگمگاتی ہوئی نظر آتی ہے۔ میلاد کیا ہے؟۔ اپنے محبوب کریم ﷺ کی آمد کا ذکر ہی تو میلاد ہے، بتائیے کیا اس جملے میں حضور ﷺ کی آمد کا ذکر نہیں۔ اگر ہے اور یقیناً ہے تو کیا میلاد بیان کرنا قرآن کی سنت ثابت نہ ہو۔ قرآن خود اعلان کر رہا ہے وہ تشریف لائے..... رحمت بن کر، نور بن کر، برہان بن کر، فرقان بن کر، سراج منیر بن کر، فضل کبیر بن کر، مصدق بن کر، مبشر بن کر، نذیر بن کر، محمد بن کر، احمد بن کر گویا۔

محمد سرور کون و مکاں تشریف لے آئے

جہاں میں دو جہاں کے جانجاں تشریف لے آئے ہی

..... ﴿رَسُولٌ﴾ پر توین اظہار عظمت کے لیے ہے کہ یہ آنے والا بہت عظمت و جلال، شوکت و وجاہت والا رسول ہے۔

..... ﴿جَاءُ﴾ کم میں ضمیر کم کے خطاب سے حضور ﷺ کے زمانہء نبوت کی دستوں کا اندازہ کیجئے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہر زمانہ، حضور ﷺ کا زمانہ ہے۔
سعدی کہتے ہیں ۔

ہم انبیاء در پناہ تو اند
مقیم در بارگاہ تو اند
تو ماہ منیری ہم اختر اند
تو سلطان ملکی ہم چاکر اند

..... ﴿حَضْرَتِ﴾ امام آلوسی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے ”اسی لئے عارفین نے فرمایا ہے کہ نبی مطلق، رسول حقیقی اور شارع استقلالاً حضور ﷺ ہیں، اور جملہ دیگر انبیاء کرام ان کے تابع ہیں۔ (روح المعانی)

..... ﴿مَعْرَاجِ﴾ معراج کی رات بیت المقدس میں بھی اسی ”پختہ عہد“ کو سامنے رکھ کر تمام انبیاء کرام اس امامِ کُل، دانائے سبل، ختمِ رسل ﷺ کے مقتدی بن گئے۔ ثابت ہو گیا کہ
سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

..... ﴿مُصَدِّقِ﴾ مصدق کا لفظ حضور ﷺ کے بے پناہ علم اور لامحدود فہم کی کامل دلیل ہے۔ کیونکہ تصدیق وہی کر سکتا ہے جو اچھی طرح جانتا ہو، حضور ﷺ سابقہ نبیوں، اور ان کی کتابوں اور صحیفوں کو اچھی طرح جانتے ہیں ورنہ آپ کی تصدیق ناقص ہو جائے گی۔

..... ﴿لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ﴾ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا بھی سب کے لئے شرطِ اولین ہے۔

..... ﴿وَلْتَنْصُرُنَّهُ﴾ سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام امداد کر سکتے ہیں۔ اور اس دنیا سے جانے کے بعد بھی امداد کر سکتے ہیں، کیا اللہ تعالیٰ نہیں جانتا تھا کہ یہ نبی آخر ﷺ اس وقت آئیں گے جب نسب انبیاء کرام کا زمانہ ختم ہو چکا ہوگا اور سب کی شریعت طاق نسیاں میں رکھ دی گئی ہوگی۔ پھر ان سے امداد کا وعدہ لینا اور ان کا امداد کرنا کس طرح ممکن ہے۔ یہ اس طرح ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے دنیا سے جانے کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں اور اپنوں کی امداد کرتے ہیں۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کو پانچ کروا کر حضور ﷺ کی امت کی مدد نہیں فرمائی؟۔ اگر امداد نہیں فرمائی تو پچاس نمازیں پڑھا کریں۔ چند دنوں میں ہوش ٹھکانے آجائے گا۔

..... ﴿وَلْتَنْصُرُنَّهُ﴾ انبیاء کرام کا امداد کرنا ”من عند اللہ“ ہے ”من دون اللہ“ نہیں، کاش کوئی اس فرق کو سمجھ لے تو مسلمانوں میں اختلافات کی خلیج ختم ہو جائے۔

..... ﴿وَلْتَنْصُرُنَّهُ﴾ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب دانائے غیوب ﷺ کی عظمت و منزلت منوانا کتنا عزیز ہے کہ ان سے بھی اقرار کروا رہا ہے اور ان کو بھی ”بھاری ذمہ“ عطا فرما رہا ہے جن سے انکار کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے ہی سمجھ لینا چاہیے کہ یہ معاملے کتنے نازک ہیں، ﴿وَلْتَنْصُرُنَّهُ﴾ انبیاء کرام کو بھی گواہ بنایا اور خود اپنی گواہی کا اعلان بھی فرمایا، لہذا کوئی اور مانے یا نہ مانے، عظمتِ مصطفیٰ کسی کے ماننے سے بلند نہ ہوگی اور کسی کے نہ ماننے سے پست نہ ہوگی۔ اس بے نیاز کا محبوب بھی بے نیاز ہے۔

تو کسی کے گٹھانے سے نہ گٹھا ہے نہ گٹھے

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

..... ﴿وَلْتَنْصُرُنَّهُ﴾ اس میثاق یعنی عظمتِ مصطفیٰ کو تسلیم کرنے کے وعدے سے جو بھی انکار کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فاسق ہوگا، اور یہاں فسق سے مراد کفر ہے۔ گویا جو ان کو مانتا ہے

وہی مومن ہے اور جو ان کو چھوڑتا ہے وہی کافر ہے اور فاسق ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ”محمد مصطفیٰ ﷺ ہی لوگوں کے درمیان فرق ہیں۔“

..... یہ نازک ترین خطاب بھی انبیاء کرام سے ہوا۔ جن سے انکار کی کوئی توقع ہی نہیں کی جاسکتی۔ پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو کلمہ پڑھ کر نبی اکرم ﷺ کی عظمت و منزلت کو گٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

..... اللہ اللہ! حضور اکرم ﷺ کس شان سے تشریف لائے کہ عالم لاہوت ہو یا عالم جبروت، عالم ملکوت ہو یا عالم ناسوت، ہر جگہ حضور ﷺ کی تشریف آوری کا چرچا ہے۔ ہرزبان پر نغمہ میلاد جاری ہے۔

سرکار آئے الحمد للہ

قرآن لائے الحمد للہ



اصل تکوین مکاں ہے کون، محبوب خدا
روح تسکین جہاں ہے کون، محبوب خدا
وجہ تزئین زماں ہے کون، محبوب خدا
کر گئے اعلان دنیا میں رسولان اُمم
مظہر شان خدا ہے شان سلطان حرم
﴿مجددی﴾

درس حدیث:

..... ﴿قرآن لائے الحمد للہ﴾

سرکارِ فخرِ موجودات کا فرمان ہے:

..... ﴿پیروار کا روزہ اس لیے ہے کہ﴾ اس دن میں پیدا ہوا، اس دن

مجھے مبعوث کیا گیا یا اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا، (مسلم شریف کتاب الصیام)

..... ﴿میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا اور عیسیٰؑ کی بشارت ہوں۔

..... ﴿حضور ﷺ نے یہود سے عاشور کا روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی تو

انہوں نے بتایا یہ وہ دن ہے جس دن فرعون غرق ہوا اور حضرت موسیٰؑ نے

نجات پائی۔ ہم شکر کے لیے روزہ رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا ”ہم حضرت

موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ قریب ہیں (کہ ان کی نجات پر شکر ادا

کریں)۔ (بخاری و مسلم)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿ان احادیث منورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے

مبارک دن کی تعظیم کرنا، مسرت کا اظہار کرنا اور نعمتِ حق کا شکر ادا کرنا خود حضور اکرم ﷺ

کی سنتِ مطہرہ ہے۔

..... ﴿ولادتِ مصطفیٰ، بعثتِ مصطفیٰ اور نزولِ کتابِ مصطفیٰ ایسی نعمتیں ہیں کہ جن کا

شکر ادا کرنا ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے۔ جب ہر نعمت پر خوشی جائز ہے تو آمدِ مصطفیٰ

تو سب سے بڑی نعمت ہے، اس پر خوشی کیوں جائز نہیں۔

..... ﴿پیروار کے روزے کی اصل وجہ کیا ہے، فرمایا یوم والدت فیہ، اس دن میں

پیدا ہوا، لہذا اس دن خدا کا شکر ادا کرنے کے لیے روزہ بھی رکھا جاسکتا ہے، صدقہ و خیرات بھی دیا جاسکتا ہے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے محامد و محاسن بھی بیان کیے جاسکتے ہیں اور یہ سب حقیقی اور اسلامی شادمانیوں کے طریقے ہیں، اللہ کی بارگاہ میں مقبول و محمود ہیں۔

..... ماہ ربیع الاول میں حضور اکرم ﷺ کے یوم میلاد پر خوشیاں منانا، محافل و مجالس کا انعقاد کرنا اور آپ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کرنا تمام اہل اسلام کا طریقہ مبارک ہے۔ چند علماء امت کی تصریحات ملاحظہ کیجئے جنہوں نے مذکورہ صدر حدیث پاک سے اس فعل کا استحباب اور استحسان نقل فرمایا ہے۔

..... حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے حضرت امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ ”جس معین دن میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت عطا فرمائی ہو یا کوئی بلا ٹالی ہو وہ خاص دن جب بھی آئے اس دن کا شکر ادا کرنا چاہیے اور شکر بہت سی عبادات مثلاً نماز، روزہ، صدقہ اور قرآن کی تلاوت سے ادا ہوتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی ولادت پاک اور آپ کے ظہور نور سے اور بڑی کوئی نعمت ہے۔ اس لیے جب بھی آپ کی ولادت پاک کا دن آئے تو طرح طرح کی عبادات سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ (حسن المقصد جلد ۱۹۶)

..... اس دن تلاوت قرآن، صدقہ و خیرات اور حضور ﷺ کے فضائل و مکارم کو بیان کرنا چاہیے تاکہ مسرت اور سرور ظاہر ہو سکے اور حرام و مکروہ یا خلاف اولیٰ اشیاء سے باز رہنا چاہیے (ایضاً)

..... حضرت علامہ ابن الحاج علیہ الرحمہ کا فرمان ہے ”کیا یہ واقعہ نہیں کہ پیر کے دن روزے کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ اس دن آپ ﷺ پیدا ہوئے۔ اس لیے یہی مناسب ہے کہ جب یہ مہینہ (ربیع الاول) شروع ہو تو اسکی بہت زیادہ تعظیم اور احترام کیا

جائے کیونکہ حضور ﷺ کی اتباع اسی میں ہے کہ فضیلت والے ایام میں نیکی کے کام زیادہ سے زیادہ کیے جائیں۔ (امدخل)

..... حضرت ملا علی قاری قدس سرہ الباری کا فرمان ہے ”نبی اکرم ﷺ خود اپنے یوم ولادت کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے تھے اور اس دن کی تعظیم کے لئے ہر پیر کا روزہ رکھتے تھے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں موجود ہے۔ محفل (میلاد) نبوی کے منعقد کرنے میں اگرچہ تعظیم کی صورت اور ہے، لیکن تعظیم کا معنی تو پایا جاتا ہے۔ (المولد الروی)

..... جس دور میں کوئی عظیم کام ہوا، جب وہ زمانہ لوٹ آئے تو اسکی تعظیم کرنی چاہیے، حضور ﷺ نے خود یہ قاعدہ مقرر فرمایا۔ جب آپ نے یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا تو فرمایا تمہاری نسبت ہم زیادہ حقدار ہیں کہ نعمت موسیٰ کا شکر ادا کریں۔ (ایضاً)

..... محفل میلاد کی اصل عہد رسالت میں موجود تھی، آپ نے خود اپنی ولادت کا ذکر کیا انادعوة ابی ابرہیم و بشارة عیسیٰ و انا ابن الذبیحین میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا، عیسیٰ کی بشارت اور میں ذوزبجوں کا فرزند گرامی ہوں۔ (ایضاً)

..... کئی لوگ نزول قرآن کا جشن تو بڑے شوق سے مناتے ہیں لیکن آمد رسول کا جشن مناتے وقت پریشان نظر آتے ہیں ان کے نزدیک آمد رسول کے جشن کی قرونِ اولیٰ میں کوئی نظیر دکھائی نہیں دیتی تو نزول قرآن کے جشن کی نظیر کہاں ملتی ہے۔ پھر ایک ہی نوعیت کے دو کاموں میں سے ایک کو حلال سمجھنا اور دوسرے کو حرام سمجھنا کہاں کا انصاف ہے۔

..... حدیث پاک میں جس طرح ”انزل فیہ“ کے الفاظ ہیں اس طرح ”ولدت فیہ“ کے الفاظ بھی ہیں، لہذا ساری حدیث پر ایمان لانا چاہیے۔

..... حدیث پاک کا وہی مفہوم درست ہے جو امت کے عظیم القدر علماء اور فقہانے

بیان کیا ہے۔ ان کے مقابلے میں آج کل کے باغیانِ عظمتِ رسول کے اوہام اور اشکال کی کوئی وقعت نہیں۔ سب علماء امت کے نزدیک یہ حدیث میلادِ مصطفیٰ کی خوشی منانے پر بہترین دلیل ہے۔ تو یہی مفہوم اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک بھی قابل قبول ہے۔ کیونکہ جس کام کو مسلمان اچھا تصور کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اسے اچھا جانتا ہے۔

..... یومِ عاشورہ، ایامِ تشریق، ایامِ عید، یومِ عرفہ وغیرہ بڑے بڑے دن ہیں۔ حضور ﷺ ان دنوں میں کیوں پیدا نہیں ہوئے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ کسی کے ذہن میں خیال نہ آئے کہ ان دنوں کی بدولت حضور ﷺ کو عظمت نصیب ہوئی، بلکہ یہ یقین حاصل ہو جائے کہ حضور ﷺ کی بدولت ہی دنوں اور راتوں، مہینوں اور سالوں، انسانوں اور جنوں کو عظمت نصیب ہوئی ہے۔ پیر کا دن سب دنوں کا سرتاج بن گیا ہے، کیونکہ اس دن سرور دو جہاں جلوہ فرما ہوئے۔ جو بھی ان سے منسوب ہو گیا وہ خدا کا محبوب ہو گیا۔

..... حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کتنے جلیل المرتبت نبی ہیں، لیکن وہ بھی اپنی تمام تر عظمتوں کے باوجود اپنی زبانوں کو ذکرِ مصطفیٰ سے تر رکھتے ہیں۔ کوئی ان کی آمد کی دعا مانگتا ہے اور کوئی ان کی بشارت کا اعلان کرتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کا سب سے پیارا راستہ یہی ہے کہ اس کے محبوبِ اعظم ﷺ کا کثرت سے ذکر کیا جائے۔

چشمِ اقوام یہ نظارا ابد تک دیکھے
رفعت شانِ رفعتنا لک ذکرک دیکھے



درس قرآن:

..... ﴿تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا﴾.....

ارشاد خداوندی ہے!

﴿..... وانك لعلى خلق عظيم اور بے شک تم خلق عظیم﴾ (کے اعلیٰ

مرتبے) پرفائز ہو۔ (سورۃ انعم)

..... ﴿اشارات﴾.....

﴿..... یہ آیت کریمہ حضور سراپا نور ﷺ کی عظیم الشان نعت ہے جس میں آپ کی شان و عظمت کے ہزاروں جہان جلوہ فرما ہیں۔

﴿..... حضرت امام زاغیب اصفہانی علیہ الرحمہ نے مفردات میں ”خلق“ کی تعریف کرتے ہوئے رقم فرمایا: حص الخلق بالقوى والسجايا المبركة بالبصيرة، خلق انسان کے باطنی اوصاف و کمالات کا نام ہے جن کا چشم بصیرت کے ساتھ احساس ہوتا ہے۔

﴿..... حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے نہایت جامع تعریف کی ہے، ہو اطلاقہ الوجه و بذل المعروف و كف الاذى یعنی انسان کا خندہ پیشانی، بھلائی سے پیش آنا اور کسی کو اذیت دینے سے باز رہنا۔

﴿..... حضرت امام غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں کہ خلق نفس کی ہیئت راسخہ کا نام ہے۔ جس سے تمام کام بلا تکلف صادر ہوتے ہیں اگر یہ کام عقلی اور شرعی طور پر قابل تعریف ہوں تو خلق حسن اور اگر قابل گرفت ہوں تو خلق بد کہلاتے ہیں۔ (احیاء العلوم)

﴿..... اس آیت کریمہ کی روشنی میں حضور پر نور ﷺ کی سیرت طیبہ کا جلی عنوان ”خلق عظیم“ دکھائی دیتا ہے۔ جن اخلاق اور باطنی اوصاف کو قرآن پاک نے نازل

ہو کر سراہا، وہ نزول سے پہلے ہی آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ مثلاً قرآن پاک نے صدق و امانت کی تعریف کی تو حضور ﷺ اس جاہلی معاشرے میں پہلے ہی سے صدق و امانت کا شہکار تھے۔ بڑے سے بڑا دشمن بھی آپ کے صدق و امانت کی قسم اٹھاتا تھا۔

..... انک میں تاکید پائی جاتی ہے، لعلی کے لام میں بھی تاکید ہے۔ یعنی اس میں کوئی شک و ابہام نہیں پایا جاتا۔ آپ کے ظاہری و باطنی اوصاف ساری کائنات سے عظیم ہیں۔

..... لعلی میں استیلا پایا جاتا ہے۔ یعنی حضور پر نور ﷺ ”خلق عظیم“ پر پوری طرح

غالب ہیں، حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ خلق عظیم کو حضور ﷺ کے ساتھ وہی نسبت حاصل ہے جو غلام کو آقا کے ساتھ اور مامور

کو اپنے امیر کے ساتھ حاصل ہے۔ (تفسیر کبیر) گویا عابد اپنی عبادت کا محتاج ہے، عالم اپنے علم کا محتاج ہے، عابد، عبادت کی وجہ سے عابد اور عالم، علم کی وجہ سے عالم کہلاتا ہے۔

جبکہ حضور پر نور ﷺ کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں، عبادت اور علم و فضل آپ کی بارگاہ عالی میں قبولیت حاصل کرنے کیلئے دست بستہ کھڑے ہیں، عبادت وہی عبادت ہے جسے

حضور اقدس ﷺ کے مطابق کیا جائے، فرمایا صلوا کما رایتمونی اصلی، نماز ایسے پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو، اسی طرح علم وہی علم ہے جسے بارگاہ مصطفیٰ سے درجہ قبول نصیب ہوا ہے۔

..... جس طرح غلام ہر طرح سے اپنے آقا کا پابند ہے، اور مامور ہر لحاظ سے اپنے

امیر کا محتاج ہے اس طرح خلق عظیم ہر طرح اور ہر لحاظ سے حضور انور ﷺ کا پابند اور محتاج ہے، سب سے بڑی عبادت نماز ہے، اگر منافقین کی طرح نماز کو حضور اقدس ﷺ کے

مقابلے میں لا کر کھڑا کر دیا جائے تو وہ نماز بھی مردود ہے، وہ مسجد بھی مردود ہے، ایک شخص نے جہاد کیا لیکن حضور ﷺ کے قانون کی خلاف ورزی کر کے خودکشی پر راضی ہو گیا

وہ جہنم میں چلا گیا، دوسری طرف حضور اقدس ﷺ کے آرام کیلئے نماز عصر قضا کر دی گئی تو وہ قضا بھی تمام ادا ہونے والی نمازوں کا قبلہ مقصود بن گئی۔

..... آدمی اپنے علم اور عمل سے پہچانا جاتا ہے۔ لیکن علم اور عمل حضور جان کائنات ﷺ کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔

..... اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کے علم کو بھی عظیم کہا، ”و علمك ما لم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيماً“ اور آپ کے عمل کو بھی عظیم کہا ”و انك لعلی خلق عظیم“ گویا حضور ﷺ کا علم بھی عظیم ہے اور عمل بھی عظیم ہے۔

..... جس خوش نصیب کو بھی اس محبوب عظیم کے ساتھ نسبت ہوگی وہ عظیم ہو گیا،

..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور پر نور ﷺ کے خلق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ”خلقہ ﷺ كان القرآن“ یعنی آپ کا خلق قرآن ہی تو ہے۔ (مسلم شریف)

..... یعنی قرآن پاک الحمد سے لے کر والناس تک حضور ﷺ کے کمالات و مقالات، معجزات و خصوصیات اور فحامد و محاسن کی روشن داستان ہے۔

..... قرآن پاک میں ہر چیز کا علم ہے۔ ہر خشک و تر کا بیان ہے۔ ہر صغیر و کبیر کا ذکر ہے۔ حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے، قرآن جمیع احوال پر مشتمل ہے۔ (الاتقان) تو ماننا پڑا کہ جمیع احوال اور جمیع علوم حضور ﷺ کے خلق عظیم میں جلوہ گر ہیں۔

..... یہ دنیا کتنی وسیع و عریض ہے۔ سائنس اپنی تمام تر محشر سامانیوں کے باوجود اس کا احاطہ نہیں کر سکی۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ”متاع الدنيا قليل“ دنیا کی متاع تو بالکل تھوڑی سی ہے۔ گویا جس کو اللہ ”قلیل“ فرمائے اس کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا تو جسکو ”عظیم“ فرمائے اس کا کون احاطہ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی کبریائی کو عظیم کہا ہے یا محبوب کی

مصطفائی کو عظیم کہا ہے۔

..... تمام علماء امت کا اتفاق ہے کہ حضور پر نور ﷺ کے اوصاف و کمالات کا احاطہ نہیں ہو سکتا بالآخر یہی کہنا پڑتا ہے۔

لا يمكن الثناء كما كان حقه

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مخمر

..... اب یہ انسان کے سوچنے کی بات ہے کہ جو رسول، خدا تعالیٰ کے بعد بزرگ ترین ہے، خدا کا نائب اکمل اور خلیفہ اعظم ہے، اس کے علم کا کیا عالم ہوگا، اس کی قوت کا کیا عالم ہوگا، اس کی نظر کا کیا عالم ہوگا، اور اس کے حسن کا کیا عالم ہوگا، کیا وہ ساری مخلوق میں بے مثال ہوگا یا ایک عام سا بشر ہوگا؟



پا کے ارشاد نبی، بولے حجر، دوڑے شجر
سورج اٹے پاؤں پلٹا، ہو گیا ٹکڑے قمر
جس کی جانب اٹھ گئی وہ چشم مازاغ البصر
مٹ گئی حسرت، ٹلے خطراتِ طوفان الم
منظہر شان خدا ہے شان سلطان حرم

﴿مجدوی﴾

دربارِ حدیث:

..... ﴿تیری خلق کو حق نے جمیل کیا﴾

حدیث مصطفویٰ ہے!

اے اللہ! میرے دل میں نور کر دے، میری آنکھوں میں نور کر دے،
میرے کانوں میں نور کر دے، میرے دائیں نور کر دے، میرے بائیں
کر دے، میرے آگے نور کر دے، میرے پیچھے نور کر دے، میرے اوپر نور
کر دے، میرے نیچے نور کر دے، میرے لئے نور کر دے، یا فرمایا مجھے
(سراپا) نور بنا دے (مسلم، کتاب صلوة المسافرین)

..... ﴿اشعارات﴾

..... ﴿یہ حدیث مبارک حضور پر نور ﷺ کی خلق جمیل کی بہترین آئینہ دار ہے۔﴾

..... ﴿حضرت امام راغب اصفہانی قدس سرہ نے خلق کے بارے میں لکھا ہے، خص
الخلق بالہیة والاشکال والصور المدركة بالبصر، خلق کا اطلاق ظاہری ہیئت، اور
ان شکلوں اور صورتوں پر ہوتا ہے، جن کو آنکھ سے دیکھا جاسکے، (المفردات ص ۱۵۸)

..... ﴿حضرت امام ابن اثیر جزری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، الخلق لصور تہ الظاہرہ
واوصافہا و معانیہا یعنی خلق ظاہری صورت اور اسکے ظاہری اوصاف کے ساتھ مختص
ہوتی ہے، (نہایہ جلد ۲ ص ۷۰)

..... ﴿خلق کا یہی معنی مولانا ابن منظور افریقی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے (لسان العرب)

..... ﴿مذکورہ بالا حدیث مبارک میں حضور پر نور ﷺ کی ایک مشہور دعا کا ذکر ہے۔﴾

صحیح بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ اس دعائے نور کا مفاد یہ ہے کہ حضور پر نور

ﷺ کا ظاہر و باطن نور علی نور ہے۔

..... ایک روایت کے الفاظ ہیں ”اعظم لی نوراً“ یعنی مجھے عظیم نور کر دے۔ (مسلم شریف)

..... ایک راوی غندر نے بیان کیا کہ ”قال واجعلنی نوراً لم یسک“ کہا مجھے

نور بنا دے اور اس میں کوئی شک نہیں۔ (مسلم شریف)

..... ایک اور روایت ہے، ”وفی نفسی نوراً لئلا یتمیر کاند نور پیدا کر دے۔ (مسلم شریف)

..... ایک اور روایت ہے۔ ”اللهم اعطنی نوراً“ اے اللہ مجھے نور عطا کر دے (مسلم شریف)

..... اس حدیث پاک کی شرح میں حضرت امام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ فرماتے

ہیں، تحقیق یہ ہے کہ نور کی جس عضو کی طرف نسبت ہے، اس عضو کا اس کے مناسبات کیلئے

مظہر ہونا مراد ہے۔ یعنی سمع کا نور یہ ہے کہ وہ مسموعات کا مظہر ہو جائے، بصر کا نور یہ ہے کہ

وہ مبصرات کیلئے کاشف ہو جائے، قلب کا نور یہ ہے کہ وہ معلومات کیلئے کاشف ہو جائے۔

اعضا کا نور یہ ہے کہ ان سے عبادات صادر ہوں۔ (فتح الباری شرح بخاری ۱۱۸/۱۱)

..... حضرت امام علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”نور سے مراد نور حسی اور نور معنوی

دونوں معنی مراد لیے جاسکتے ہیں۔ اس ارادہ سے کوئی امر مانع نہیں لہذا خوب غور کرنا

چاہئے، (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۱۲۵)

..... بخاری و مسلم کی اس حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے بھی کوئی آپ ﷺ کو ”نور“

نہ مانے تو بڑے افسوس کی بات ہے، اگرچہ اس نور سے مراد نور ہدایت نور بیان اور نور حق

بھی ہے، لیکن علما امت نے اس کو ”نور حسی“ کی دلیل بھی ٹھہرایا ہے۔ گویا اس سے آپ

کے خلق کی نورانیت اور خلق کی نورانیت واضح ہو رہی ہے۔

..... اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس دعائے نور سے پہلے تو حضور ﷺ نور نہیں تھے،

ہم جو اب عرض کرتے ہیں کہ اولاً، اس کے بعد نور ہو گئے تو پھر تمہیں چاہیے کہ اب ان کی

نور انیت بیان کیا کرو، اب ان کو اپنے جیسا بشر کہنا اور ان کی نور انیت کا بالکل انکار کر دینا حقائق کے خلاف ہے۔ ثانیاً، علما امت کے نزدیک ایک دعا حصول نعمت کیلئے ہوتی ہے اور ایک دعا دوام نعمت کیلئے ہوتی ہے، حضور ﷺ کی اپنے متعلق یہ دعائے نور دوام نعمت کیلئے ہے۔ یعنی حضور ﷺ حسی اور معنوی اعتبار سے نور اعلیٰ نور تھے، اب اس نعمت عظمیٰ کے دوام اور شکر رب الانام کیلئے دعا فرما رہے ہیں، حضرت امام ابو عبد اللہ دشتانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ”ان احادیث میں“ جن دعاؤں کا ذکر ہے، اور بعد والی احادیث میں جن دعاؤں کا ذکر ہے اگر تو یہ تعلیم امت کیلئے ہے تو بالکل واضح ہے، ورنہ حضور ﷺ نے یہ دعائیں اپنے مقامات کی ترقی کیلئے مانگی ہیں، لان الجميع قد جعل له ﷺ وہ اس لئے کہ یہ سب مقامات آپ کو پہلے بھی حاصل تھے، (اکمال المعلم جلد ۲ ص ۳۹۱)

..... اگر منکرین نور مصطفیٰ کا یہ اعتراض درست ہو تو پھر حضور ﷺ کی سب دعاؤں کا عجیب مفہوم اخذ ہوگا، مثلاً آپ دعا کیا کرتے تھے، اهدنا الصراط المستقیم اے اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا، تو آپ کیا پہلے سیدھے راستے پر نہیں تھے، اگر نہیں تو یہ علیٰ صراط مستقیم کے حکم قرآنی سے متصادم ہوگا، اور منصب نبوت کے منافی ہوگا، حضور پہلے بھی صراط مستقیم پر تھے تو پھر یہ دعا حصول صراط مستقیم کیلئے نہیں ہوگی، دوام صراط مستقیم کیلئے ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اظہار تشکر کی دلیل قرار دی جائے گی۔

..... حضور ﷺ کا نور تخلیق اول ہے، اول ما خلق اللہ نوری یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا۔ اس حدیث پاک کو منکرین نور مصطفیٰ کے بڑے بڑے علمائے بھی تسلیم کیا ہے، اب اس نور کے دوام کیلئے التجا کی جارہی ہے یعنی مولا مجھے نور بنایا ہے تو نور ہی رکھنا، اسی کا نام اظہار عبودیت ہے۔

..... حضور پر نور کے تمام ظاہر و باطن کو اللہ تعالیٰ نے نور بنایا ہے۔ جو واجعلنی نوراً سے

ثابت ہے، حضور ﷺ نور کے ساتھ دیکھتے ہیں، نور کے ساتھ سنتے ہیں، نور کے ساتھ چلتے ہیں، نور کے ساتھ سوچتے ہیں، نور کے ساتھ تصرف کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ جس خطہ زمین میں اپنا قدم رکھتے ہیں وہ حصہ آپ کے نور سے روشن ہو جاتا ہے، (جوہر ابحار جلد ۱ ص ۶)

اہل نور و بیت نور و بلد نور
جانکہ آمد محمد ﷺ کرد نور

..... اسکی اور بھی متعدد مثالیں احادیث صحیحہ میں وارد ہیں، مسکراتے ہوئے دانتوں سے نور ظاہر ہوتا، اور گھر روشن ہو جاتے، اور چہرہ انور کی شعاعوں سے دیواریں روشن ہو جاتیں، بغلوں سے نور کی سفیدی کا ظہور ہوتا ہے۔ اس پر تمام کا اتفاق ہے کہ آپ کا سایہ نہیں تھا کیونکہ آپ ﷺ نور ہیں۔ اس حقیقت کو مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی تسلیم کیا ہے،
..... مولوی قاسم نانوتوی نے بھی لکھا ہے۔

تو آئینہ ہے کمالات کبریا کا

وہ آپ دیکھتے ہیں اپنا جلوہ دیدار (قصائد قاسمی ص ۶)

..... حضور اکرم ﷺ کی خلق بمیل کی کوئی مثال نہیں، آدم اور یوسف جیسے حسین و جمیل بھی اسی آفتاب نور کی کرنیں ہیں، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے،

خلقت مرامن کل عیب

کانک قد خلقت کم نشاء

واجمل منك لم نرقض عینی

احسن منك لم تلد النساء

یا رسول اللہ! آپ تو ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے، ایسے ہیں جیسے آپ کی

منشاء کے مطابق آپ کو بنایا گیا، آپ سے زیادہ خوبصورت میری آنکھ نے نہیں دیکھا،

بلکہ آپ سے زیادہ حسین و جمیل تو کسی ماں نے جنم نہیں دیا ہے،

درس قرآن:

..... ﴿ معراج کا سماں ہے ﴾

ارشاد قرآن ہے!

﴿ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ﴾ اس پیارے چمکتے تارے محمدؐ کی قسم
جب یہ معراج سے اترے۔ (سورۃ النجم)

..... ﴿ اشارات ﴾

﴿ اللہ تعالیٰ نے اس آیت قرآنی میں حضور صاحب معراج ﷺ کی شان معراج کا ذکر فرمایا ہے،

﴿ سورۃ النجم کی ابتدائی آیات مبارکہ میں معراج مصطفیٰ کا بیان ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ پہلے معراج سے اترنے کا ذکر کیا، بعد میں معراج پہ جانے کا ذکر کیا۔ اس میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ اگرچہ محبوب کا معراج پہ جانا بہت بڑا معجزہ ہے لیکن معراج سے اترنا اس سے بھی بڑا معجزہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیہ کرام فرماتے ہیں، تم حیران ہو کہ حضور گئے کیسے، ہم حیران ہیں حضور آئے کیسے،

﴿ حضور پر نور ﷺ کی اصل وہ جہان نور ہے۔ جیسا کہ آیت قرآنی ”من اللہ نور“ سے ثابت ہے، لہذا ”کل شئی یرجع الی اصلہ“ یعنی ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹی ہے، کے قانون فطرت کے مطابق جانا آسان ہے اور فطرت کے عین مطابق ہے، جبکہ اس جہان نور کو چھوڑ کر اپنی امت مرحومہ کی غمگساری کیلئے آنا انتہائی ایثار کی علامت ہے۔ آپ نے اس جہان نور کے جلوؤں کو دیکھا اور واپس آ گئے، اس لئے خدا تعالیٰ نے اس ب مثال ایثار کو سامنے رکھ کر معراج سے اترنے کا پہلے ذکر فرمایا، اور

اس شان ادا کی قسم اٹھائی۔

..... حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”والنجم اذا هوىٰ انه محمد ﷺ

(هوى) انشرح من الانوار و قال انقطع عن غير الله“ والنجم سے مراد ذات مصطفیٰ

ہے۔ ہوی کے معنی ہیں آپ ﷺ انوار و تجلیات سے کشادہ دل ہیں، اور فرمایا غیر

اللہ سے مکمل منقطع ہیں۔ (تفسیر روح البیان جلد ۶ ص ۴، تفسیر مظہری جلد ۹ ص ۱۰۳، کتاب الشفا جلد ۱

ص ۲۸، شرح الشفا للقاری جلد ۱ ص ۲۰۱، مواہب لدنیہ و شرح للزرقانی جلد ۶ ص ۲۱۶)

..... النجم الثاقب کے قرآنی جملے سے مراد بھی ذات مصطفیٰ ﷺ ہے حضرت امام

خفاجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”ان النجم هنا ايضاً محمد ﷺ“ یہاں بھی ”نجم“

حضور انور ﷺ کو فرمایا گیا ہے (نیم الریاض شرح شفا عیاض جلد ۱ ص ۲۱۵)

..... ”والنجم“ میں حسن مصطفیٰ ﷺ کی کتنی دلپذیر جھلک ہے۔ اور آیات کریمہ میں

القمر، الشمس، الفجر، والضحیٰ کے الفاظ میں بھی حضور انور ﷺ ہی مراد ہیں، مفسرین کی

محبت افروز تفسیر ملاحظہ فرمائیے۔

..... حضرت ابن عطار رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ والفجر سے مراد حضور سر ایا نور ہیں کہ آپ

سے ایمان کی صبح درخشاں ہوئی۔ (کتاب الشفا جلد ۱ ص ۲۸)

..... حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ القوی کا فرمان ہے والشمس، یعنی قسم می خورم

بآفتاب کہ مثال دل پیغمبر زمان است (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ ص ۱۸۸)

..... مراد از ضحیٰ روئے پیغمبر است، ضحیٰ سے مراد حضور ﷺ کا چہرہ اقدس ہے۔ (تفسیر عزیزی)

..... یہی معنی حضرت امام رازی نے لکھا ہے، (تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۵۹۶)

..... یہی معنی حضرت امام اسماعیل حقی نے لکھا ہے (تفسیر روح البیان جلد ۶ ص ۷۱۳)

باوصف رخس والضحیٰ گشت نازل

کہ واللیل سرزلف وخال محمد ﷺ

۶..... حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں ۔

والشمس کنایت بود از روئے محمد ﷺ

واللیل اشارت کند از موئے محمد ﷺ

..... حضرت امام رازی رحمہ اللہ نے ”والنجم“ کے نہایت عمدہ اسرار و رموز بیان فرمائے، ”نجم“ کے چار معانی ہیں۔

ثریا، ستارہ، نباتات، قسط یعنی قرآن کے اجزاء

..... حضرت امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر نجم سے مراد ثریا ہو تو اس کی ایک یہ وجہ ہے کہ وہ جس طرح ہر آدمی پر ظاہر ہوتی ہے حضور ﷺ بھی اپنے معجزات کے سبب دوسرے تمام انبیاء کرام میں ممتاز ہیں، اہل لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسم اٹھائی، اگر نجم سے مراد ستارہ ہو تو جس طرح اس سے دنیا کے تمام جنگلوں اور سمندروں میں راہنمائی حاصل ہوتی ہے، حضور ﷺ بھی تمام دنیا کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ نیز جس طرح ستارے (شہاب) سے شیاطین بھاگتے ہیں، حضور ﷺ (کے جلال) سے بھی شیاطین بھاگتے ہیں، اگر نجم سے مراد نباتات ہو، تو جس طرح نباتات سے جسمانی قوتوں کی اصلاح ہوتی ہے حضور نے بھی اپنی نبوت سے روحانی قوتوں کی اصلاح فرمائی اور اگر نجم سے مراد قسط یعنی قرآن مجید کے اجزاء ہوں تو جس طرح قرآنی اجزاء نبوت مصطفیٰ ﷺ پر دلیل کامل ہیں، حضور ﷺ خود بھی قرآن ناطق ہیں (یعنی آپ اپنی دلیل کامل ہیں)۔ (تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۶۹۷)

..... حضرت امام آلوسی فرماتے ہیں، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ والنجم

سے حضور ﷺ مراد ہیں اور اذا ہوئی سے مراد معراج سے نزول اجلال فرمانا ہے۔ اور اذا ہوئی سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے حضور ﷺ نے انتہائی مکان تک ”عروج و صعود“ فرمایا۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۲۷ ص ۲۷)

..... سورة النجم کی ابتدائی آیات میں والنجم یعنی ذات مصطفیٰ کی قسم اٹھا کر معراج مصطفیٰ کا جو حسین و نشین سماں باندھا گیا ہے وہ ایمان کی دنیا میں محبتوں کے سویرے طلوع کر دیتا ہے، اللہ، اللہ حضور نجم الہدیٰ بھی ہیں، بدر الدجی بھی ہیں، شمس الضحیٰ بھی ہیں، صدر العلیٰ بھی ہیں،

پھوٹا جو سینہ شب تار است سے
اس نور اولیں کا اجالا تمھی تو ہو

نبی نور حق ، اصل ارض و سما
سر عرش تا فرش جلوہ نما ہے
خدا نے جسے لامکاں پر بلایا
دو عالم کا آقا، شہنشاہ بنایا
اک اک پر ہے جس کی رسالت کا سایا
وہی مصطفیٰ رونق دوسرا ہے
سر عرش تا فرش جلوہ نما ہے

﴿غلام مصطفیٰ مجددی﴾

درس حدیث:

..... ﴿حسن خدا عیاں ہے﴾

حدیث ذیشان ہے:

..... ﴿حضور انور ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر آئے اور رب العزۃ جبار آپ کے قریب ہوا پھر اور قریب ہوا، یہاں تک کہ وہ آپ سے دو کمانوں کی مقدار رہ گیا، یا اس سے بھی زیادہ قریب ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی سو فرمائی۔ اور آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض فرمائیں (جو بعد میں پانچ کر دیں مگر ثواب پچاس کا برقرار رکھا)﴾ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۱۲۰)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿بخاری شریف کی یہ حدیث مبارکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جو دس سال تک حضور ﷺ کے کاشانہ نبوت میں رہے۔﴾

..... ﴿حدیث پاک میں واضح طور پر موجود ہے کہ حضور انور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا قرب خاص نصیب ہوا۔ اس میں سورۃ النجم کی آیات مبارکہ کی طرف بھی اشارہ ہے۔ اس حدیث پاک نے یہ بھی بتایا کہ آیات مبارکہ کی تمام ضمیریں ذات خدا کی طرف راجح ہیں،﴾

..... ﴿اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور ﷺ کا مقام بہت ہی بلند و بالا ہے اور قدلی کا یہ معنی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جہانِ قدس کی طرف عروج عطا فرمایا، اسی مقام کو فنا فی اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے (تفسیر روح المعانی جلد ۷ ص ۵۲)﴾

..... ﴿حضرت نقاش رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ

رب العزّة اپنے عبد خاص حضور انور ﷺ کے (اپنی شان کے لائق) قریب ہوا پھر اور قریب ہوا، پھر اس نے جو چاہا آپ کو اپنی قدرت و عظمت سے دکھا دیا، (کتاب الشفاء جلد ۱ ص ۱۳۶)

..... یہاں قرب سے مراد قرب مکانی نہیں بلکہ قرب معنوی ہے (تفسیر کبیر ۷/۷۰۴)

..... بعض محققین کا خیال ہے کہ یہاں قرب و دیدار سے مراد جبریل امین کا قرب و

دیدار ہے، لیکن جمہور مفکرین امت کے نزدیک معراج کی رات حضرت جبریل امین کا

قرب و دیدار، حضور سرور عالم ﷺ کیلئے موجب فضیلت نہیں، کیونکہ جبریل امین تو

حضور کے دربان ہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ کا قرب و دیدار نصیب ہوا جو آپ کیلئے ایسا

موجب فضیلت ہے کہ اولین و آخرین کو یہ فضیلت نصیب نہیں ہوئی۔

..... حدیث بخاری میں ”جبار رب العزّة“ کے قریب ہونے کی صراحت موجود ہے

تو پھر کسی اور نظریے کی طرف التفات کی ضرورت نہیں۔

..... حدیث پاک میں ”فاوحی الی عبدہ“ کی آیت مبارکہ کی طرف اشارہ بھی ہے

، حضرت امام ابو عبد اللہ دشتانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اللہ نے حضرت جبریل کے واسطے کے

بغیر اپنے محبوب اکرم ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

کلام باری سے مشرف ہونا واقع ہے تو نبی اکرم ﷺ بلا واسطہ کلام باری سے مشرف

ہونے کے زیادہ لائق ہیں۔ (اکمال المعلم جلد ۱ ص ۳۴۷)

..... حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اکثر علماء کرام کے نزدیک

یہی راجح ہے کہ معراج کی رات حضور اقدس ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کو اپنے سر کی

آنکھوں سے دیکھا جیسا کہ حضرت ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم کی حدیث ہے (الذبیح

علی صحیح مسلم بن حجاج جلد ۱ ص ۲۴۷)

..... حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اکثر مشائخ صوفیہ کا بھی

یہی عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا، آپ کو وہ کمال حاصل ہوا جو مخلوق خدا کی عقول سے ماورا ہے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا وہ قرب نصیب ہوا جو عقل انسانی سے بالاتر ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد ۲ ص ۲۳۱)

..... حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، قاوجی سے ثابت ہوا کہ معراج میں رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کو جو تمام علوم و معارف، حقائق و بشارات، حکایات و اشارات، اخبار و آثار، کرامات و کمالات وحی فرمائے وہ اس احاطہ ابہام میں داخل ہیں، ان کی کثرت و عظمت کی وجہ سے ان تمام چیزوں کو بطور ابہام ذکر فرمایا۔ نیز اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سوا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا، (مدارج النبوة جلد ۱)۔

..... یاد رکھیں کہ اس امر پر تمام صوفیہ کرام کا اتفاق ہے، جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، اس نے ہر چیز کو پہچان لیا، بتائیے اللہ تعالیٰ کی پہچان جتنی حضور سراپا نور ﷺ کو نصیب ہوئی اتنی اور کسے نصیب ہوئی، تو ماننا پڑا جس کی نگاہ حق ہیں سے غیب الغیب پوشیدہ نہیں، غیب کیسے پوشیدہ ہو سکتا ہے، قسطلانی فرماتے ہیں:

”اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بھی زیادہ کی اطلاع دی، آپ کو اولین و آخرین کا علم دیا گیا (مواہب لدنیہ جلد ۲ ص ۱۹۲)

..... امام بوصیری نے کیا خوب کہا ہے۔

وسع العالمين علماً و حلماً فہو بحر لم تعيها الاعياء

یعنی آپ کے علم و حلم نے تمام جہانوں کو گھیر لیا۔ آپ ایسے سمندر ہیں کہ ان کا

کوئی نہ احاطہ کر سکا۔

درس قرآن:

..... ﴿حکمت شب برأت﴾

ارشاد رب عظیم ہے!

﴿..... حم O والكتب المبين O انا انزلنه في لية مبركة انا كنا
منذرين فيها يفرق كل امر حكيم O حم..... قسم اس روشن کتاب کی،
بے شک ہم نے اس (قرآن کو) برکت والی رات میں نازل فرمایا، بے
شک ہم ڈرسانے والے ہیں، اس (رات) میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر
حکمت والا کام..... (سورة الدخان)

..... ﴿اشارات﴾

﴿..... ح م حروف مقطعات میں سے ہے، جس کا علم اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا اس کے
بتانے سے اس کا محبوب ﷺ جانتا ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، علوم قرآن کی
دوسری قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اسرار قرآن پر حضور ﷺ کو مطلع فرمایا اور آپ کے
ساتھ انہیں مخصوص فرمایا، ان میں کلام فرمانا آپ کیلئے جائز ہے یا جس کو (آپ کی) اجازت
نصیب ہو، مقطعات اسی دوسری قسم سے متعلق ہیں، (الاتقان جلد ۲ ص ۴۵۴) بعض علما نے کہا
کہ حی کی ”حا“ اور قیوم کی ”میم“ کی طرف اشارہ ہے (ضیاء القرآن جلد ۴ ص ۴۳۳)

﴿..... کتاب مبین، یعنی روشن کتاب سے مراد قرآن پاک ہے، جس کی عزت و
عظمت کا ذکر چھیڑا گیا ہے، یہ بتایا جا رہا ہے کہ یہ جنوں اور انسانوں کی تصنیف نہیں، اللہ
ذوالجلال کی کتاب ہے۔

﴿..... ان آیات کریمہ میں ایک ”مبارک رات“ کا تذکرہ ہے، اس مبارک رات

سے مراد شب قدر ہے یا شب برات۔

..... شب برات شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو کہا جاتا ہے۔

..... حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات کو پورے سال کا کام تمام ہو جاتا ہے، اور زندہ لوگوں کے بارے میں لکھا جاتا ہے، حاجی قلمبند کیے جاتے ہیں (ماثبت بالنص ص ۱۹۰)

..... یہی تفسیر حضرت امام ابن جریر، حضرت امام ابن منذر اور امام ابن ابی حاتم علیہم الرحمۃ نے بیان فرمائی۔ (ایضاً)

..... اکثر مفسرین امت نے بیان کیا ہے حکمت والے کاموں کی کثرت کا آغاز شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو ہوتا ہے اور اس کی تکمیل رمضان المبارک کی شب قدر کو ہوتی ہے (ایضاً) اس قول سے تمام اقوال مفسرین کی تطبیق ہو جاتی ہے۔

..... اس شب میں قرآن پاک تمام لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا، پھر وہاں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام تیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا لے کر نازل ہوئے۔ (خزائن العرفان ص ۸۹۲)

..... اس شب کو شب مبارک کہ اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں قرآن پاک نازل ہوا۔ اور ہمیشہ اس شب میں خیر و برکت نازل ہوتی ہے، دعائیں قبول ہوتی ہیں، (ایضاً)

..... نزول قرآن کی برکت سے یہ رات مبارک ہے تو میلاد رسول ﷺ کی برکت سے ”شب میلاد“ کیوں مبارک نہیں، ہمارے نزدیک قرآن کی نسبت بھی باعث عزت و برکت ہے اور حضور صاحب قرآن کی نسبت بھی چشمہ عظمت و رحمت ہے، امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرمائی ہے۔ ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک بدت حیات منقطع کر دی جاتی ہے، یہاں تک کہ ایک مرد نکاح کرتا

ہے، اس سے اولاد ہوتی ہے۔ لیکن اس کا نام مردوں کی فہرست میں شامل ہو چکا ہوتا ہے،

(ماثبت بالنہ ص ۱۹۰)

..... اس امر سے ہر انسان کو عبرت حاصل کرنی چاہیے، وہ اس عارضی زندگی کیلئے کتنا وقت اور مال صرف کرتا ہے اور سطحی آرزوں کے آشیانے تعمیر کرتا ہے، لیکن اس کے سفر آخرت کے لمحات متعین کر دیئے جاتے ہیں۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں

سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

..... فرمانِ کبریا ہے، ہم ڈر سنانے والے ہیں، یہاں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں خشیت و للہیت کے جذبے پر وان چڑھانا چاہتا ہے، امام زرخشری نے لکھا ہے کہ ہم آنے والے آلام سے بروقت آگاہ کر دیتے ہیں کہ جو بچنا چاہے بچ جائے (تفسیر کشاف)

..... فیہا یفرق کل امر حکیم سے مراد کسی حکم کو واضح کر دینا ہے۔ یفرق کا معنی بین بھی ہے اور یقضی بھی ہے، حکیم سے مراد حکمت والا ہے یا محکم ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اس ذات کو اپنے حتمی احکام اور حکمت مآب امور کے فیصلے صادر فرماتا ہے کہ ان میں تغیر و تبدل کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی، اور یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے احکام میں خیر و برکت ہوتی ہے، عدل و احسان ہوتا ہے۔ اس لئے بندہ مومن کو ہر حال میں اس کی ذات اقدس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور اس کے ہر کام میں حکمتوں کے جوہر تلاش کرنے چاہئیں۔

..... شبِ برات اور شبِ قدر بہت عظیم راتیں ہیں، لہذا ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کا کثرت کے ساتھ ذکر کرنا چاہیے۔

..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”سال بھر میں ہر مرنے والے کی مدت حیات شعبان میں لکھی جاتی ہے، لہذا مجھے یہ

محبوب ہے کہ میری مدت حیات لکھی جائے تو میں اپنے رب کی عبادت اور عمل صالح میں مصروف ہوں۔

..... انہی سے مروی ہے کہ اس میں ملک الموت کیلئے مرنے والوں کے نام لکھ دیئے

جاتے ہیں۔ لہذا مجھے یہی پسند ہے کہ میرا اس حال میں نام لکھا جائے کہ میں روزہ دار ہوں

..... حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، یہ کتابت شعبان کی پندرہویں شب کو

ہوتی ہے، چونکہ رات کا وقت روزہ کا عمل نہیں لہذا اس کے معنی یہ دیئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

روزے کی برکت کو کتابت کے وقت رات میں لے آتا ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ کتابت

تو دن کو ہو اور فرشتے کی سپردگی رات میں ہوتی ہو، (ماثبت بالنسہ ص ۱۹۰)

..... حضرت عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آتی ہے

تو ملک الموت کو ایک صحیفہ دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جن کے نام اس صحیفے میں

ہیں ان کی روح قبض کر لو۔ (ایضاً)

..... کوئی کب مرے گا، یہ علوم خمسہ کا ایک حصہ ہے، یہ علم اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے،

لیکن یہاں ملک الموت کو اللہ تعالیٰ کے بتانے سے معلوم ہو رہا ہے، اس طرح اگر

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ان علوم کا علم ہو جائے تو شرک نہیں ہوتا، حضور جان

کائنات ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے بتانے سے علم ہو جائے تو کیسے شرک ہوگا۔

..... چونکہ اس عظمت و برکت والی رات کو ”امر حکیم“ کی کتابت کا آغاز ہوتا ہے،

اس لئے اسے ”شب برات“ یعنی قسمت کی رات، یا توبہ و انابت کی رات یا غیر حق سے

بیزاری کی رات کہا گیا ہے، اس نام کا مفہوم قرآن پاک سے ثابت ہو رہا ہے، جس

طرح لفظ توحید قرآن پاک میں نہیں مگر اس کا مفہوم متعدد آیات بینات سے پوری طرح

ادا ہوتا ہے، لہذا سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

..... شب برات سے شب قدر کی اہمیت کم نہیں ہوتی، اس کا اپنا منفرد مقام ہے۔ اس پر اتفاق ہے کہ شب قدر، شب برات سے افضل ہے، اور اس میں قرآن پاک نازل ہوا یعنی آسمان دنیا سے قلب مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا، اس طرح دونوں راتوں میں 'نزول قرآن' کی تطبیق و توجیہ ممکن ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ

..... بعض علما کرام کے نزدیک قرآن پاک میں مذکور "لیلۃ المبارکہ اور لیلۃ القدر سے مراد ایک ہی رات ہے، جو رمضان المبارک کے آخری عشرے میں آتی ہے، اور وہی نزول قرآن کی رات ہے، جبکہ شعبان المبارک کی پندرہویں رات کا اپنا مقام و عظمت ہے جو متعدد احادیث نبویہ سے ثابت ہے، درس حدیث میں ہم ان احادیث کو بیان کر کے متعدد اشارات نقل کرتے ہیں۔ وما تو فیقی الا باللہ

ترے در سے جو لوٹ جاتے ہیں
 ٹھوکریں در بدر کی کھاتے ہیں
 تری یادوں کی شام ڈھلتی ہے
 قافلے آنسوؤں کے آتے ہیں
 جو نکلتے ہیں ترے رستے میں
 عزم سے کشتیاں جلاتے ہیں
 شور دنیا میں، میں تو مر جاتا
 وہ مرا حوصلہ بڑھاتے ہیں
 ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہوتا
 جب نگاہوں میں وہ سماتے ہیں

﴿مجددی﴾

درس حدیث:

..... ﴿رحمت ورنجات﴾

ارشاد رسول کریم ﷺ ہے!

جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو رات کو جاگا کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھا کرو، جب سورج غروب ہوتا ہے، اس وقت سے اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے، کوئی ہے مغفرت طلب کرنے والا، تاکہ میں اسے بخش دوں، اور ہے کوئی رزق طلب کرنے والا ہے تاکہ میں اسے رزق دوں، ہے کوئی مصیبت زدہ تاکہ میں اسکو نجات دوں، یہ طلوع فجر تک ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرھویں رات بہت مبارک رات ہے۔﴾

..... ﴿اس رات بیدار رہنے کا حکم دیا گیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت میں مصروف رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حکم پاک پر صدیوں سے اہل سنت و جماعت کا عمل ہے، وہ اپنی عبادت گا ہوں کو خوب آباد کرتے ہیں۔﴾

..... ﴿تا بعین کرام میں حضرت خالد بن معدان، حضرت مکحول، حضرت لقمان بن عامر جیسے لوگ شب بیداری کے قائل ہیں، معلوم ہوا کہ یہ شب بیداریاں آج کی بدعت نہیں، صحابہ و تابعین کی سنت ہیں۔﴾

..... ﴿حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد اور حضرت

لقمان اس رات کو عمدہ کپڑے پہنتے، سرمہ لگاتے اور مسجد میں رات بھر قیام کرتے تھے۔ اب اگر کوئی شخص شب بیداری کرے تو ظاہر بات ہے کہ یہ مستحب ہے (ماثبت بالنسہ ص ۲۰۰)

..... حضور اقدس ﷺ اس رات کے مبارک لمحات میں قبرستان تشریف لے جاتے اور اہل قبرستان کیلئے رحمت و مغفرت کی دعا فرماتے، جیسا کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا، اے عائشہ! یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے، اس رات اللہ تعالیٰ قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی کے برابر اپنے بندوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے (ترمذی شریف)

..... اور فرمایا ”فیہا ان یکتب کل مولود من بنی ادم فی هذه السنة و فیہا ان یکتب کل ہالک من بنی ادم فی هذه السنة و فیہا ترفع اعمالہم و فیہا تنزل ارزاقہم“ یعنی جو بچہ سال میں پیدا ہوگا اور جو مرنے والا مرے گا، اس رات میں اس کے متعلق لکھ دیا جاتا ہے، اور اس رات میں لوگوں کے اعمال اوپر جاتے ہیں اور ان کے رزق نازل ہوتے ہیں،

..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، اس رات حضور ﷺ نے خوب قیام فرمایا اور طویل سجدہ کیا یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ وفات پا گئے ہیں۔ (بیہقی)

..... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں جانا اور فوت شدگان کیلئے دعائے مغفرت کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

..... ان احادیث مبارکہ میں کتنے غیبی امور کا ذکر ہے جن کو محبوب خدا ﷺ کی نگاہ نبوت مشاہدہ فرما رہی ہے، معلوم ہوا کہ یہ کائنات آئینے کی طرح آپ ﷺ کے سامنے روشن ہے۔

..... اس رات اللہ تعالیٰ اپنی شان رحمت کے مطابق آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اس حدیث مبارکہ سے ابن تیمیہ اور ان کی روحانی اولاد کو اشتباہ پیدا ہو گیا کہ وہ جسم

رہتا ہے، (معاذ اللہ) اور جسمانی اعتبار سے نزول و صعود فرماتا ہے، حالانکہ متکلمین اسلام نے تصریح فرمائی ہے کہ ایسی احادیث سے مراد رحمت خداوندی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت و رافت آسمان دنیا پر نزول فرماتی ہے، اور اعلان کرتی ہے کہ مغفرت طلب کرنے والوں کو مغفرت دی جائے گی، رزق طلب کرنے والوں کو رزق دیا جائے گا، مصیبت زدوں کو رہائی عطا کی جائے گی۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں

..... ﴿محکم آیات اور احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ تجسیم و تشبیہ سے پاک ہے لیس کمثلہ شی کی نص قطعی شاہد ہے۔ لہذا محکم آیات و احادیث کو چھوڑ کر مشتبهات کی طرف جانادلوں کے لاعلاج مرض کی نشانی ہے۔﴾

..... ﴿اس مبارک رات میں مسنون کام کرنے چاہئیں، جو برکت مسنون کاموں میں ہے وہ کسی اور کام میں کہاں۔﴾

..... ﴿اس مبارک رات میں آتش بازی، دھماکہ خیزی اور شور و غل وغیرہ جو ہماری قوم کا شعار بن گیا ہے، اسے سختی سے روکنا چاہیے۔ اس رات تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں اور ہمارے نوجوان دھماکے کرتے ہیں، پٹاخے چلاتے ہیں، ہاؤ وہو کا بازار گرم کرتے ہیں، پوش ایریا میں شراب و شباب کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی دیکھئے اور بندے کی بے وفائی دیکھئے۔﴾

..... ﴿حدیث پاک ہے، اس رات، مشرک، کینہ پرور، قاطع رحم، کپڑا لٹکانے والا، ماں باپ کو ایذا دینے والا، شراب نوش نہیں بخشا جاتا، ہاں اگر یہ آدمی سچے دل سے توبہ کر لیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے پر چل پڑیں تو اس کی رحمت ان کا استقبال کرے گی۔﴾

..... شب برات میں اکثر مقامات پر تداعی کے ساتھ ”باجماعت نماز تسبیح“ کا اعلان ہوتا ہے۔ شریعت میں یہ بات ممنوع ہے۔ نماز تسبیح بہت افضلیت والی عبادت ہے لیکن نقلی ہے۔ اور نقلی نماز میں جماعت نہیں کرائی چاہیے۔

..... مساجد میں محافل نعت اور محافل وعظ و نصیحت اور محافل ذکر کا اہتمام بہت مبارک کام ہے، لوگوں کو حب خدا، عشق مصطفیٰ اور دین کی تعلیمات کا شعور ملتا ہے۔

..... جو لوگ اس وجہ سے شب برات کی مخالفت کرتے ہیں کہ اس رات بدعات و خرافات کا ارتکاب کیا جاتا ہے، ان کے بارے میں عرض ہے کہ باغ سے کانٹے دور کرنے بہتر ہیں، یا باغ کو کاٹ دینا بہتر ہے۔ شب برات کی خیر و برکت تو احادیث نبویہ سے ثابت ہے اس کی مخالفت ہرگز جائز نہیں، ہاں جو بدعات و خرافات ہندی معاشرہ کی قربت کی وجہ سے پیدا ہو گئیں ہیں ان کو مل جل کر ختم کر دینا چاہیے، سب سے زیادہ ذمہ داری علماء کرام پر عائد ہوتی ہے اور حکومتی طبقے پر عائد ہوتی ہے کہ وہ پوری حکمت سے دین پر عمل کروائیں۔ اور اب قوم کو بھی سمجھ جانا چاہیے کہ اس کی عزت صرف اور صرف اسلام کے دامن سے وابستہ ہے۔

..... اس رات کے حوالے سے جو نوافل بڑے بڑے اجر و ثواب کے ساتھ منقول ہیں، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے محدثین کرام کے حوالے سے موضوعات، میں شمار کئے ہیں، لہذا ہمیں بھی معمول کے مطابق نفل پڑھنے چاہئیں، خواہ مخواہ کی پابندی لگانا اور اس سے اجر و ثواب کی امید رکھنا عجیب بات ہے، آسانیاں پیدا کرو، دشواریاں ختم کرو۔



درس قرآن:

..... ﴿ مری سرکار زندہ ہے ﴾

ارشاد الہی ہے۔

﴿..... ویبکون الرسول علیکم شہیداً اور (یہ) رسول تمہارے اوپر

نگہبان ہیں۔

..... ﴿ اشارات ﴾

﴿..... یہ آیت مقدسہ بتا رہی ہے کہ حضور رسول اکرم ﷺ اپنی امت مرحومہ کے اعمال

پر نگہبان ہیں۔ چونکہ آیت مقدسہ کا حکم مطلق ہے اس لیے آج بھی نگہبان ہیں۔ نگہبان ہیں

تو بالیقین زندہ جاوید ہیں۔ حضرت امام اسماعیل حقی اور حضرت امام عبدالعزیز دہلوی اور دیگر

مفسرین امت نے لکھا ہے کہ ان پر رسول کی گواہی کا معنی یہ ہے کہ آپ کو ہر دیندار کے دین

کی حقیقت کی اطلاع ہے۔ آپ امت کے اعمال، حسنات، سیات، اخلاص اور نفاق وغیرہ

سب کو جانتے ہیں۔

﴿..... یاد رہے کہ "شہید" کی زندگی کے بارے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ کیونکہ

قرآن پاک میں نص قطعی موجود ہے۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ کو مرتبہ شہادت بھی عطا کیا

گیا، جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی حدیث پاک ہے۔ اے عائشہ میں اس کھانے کا درد

محسوس کرتا تھا جو میں نے چیز میں کھایا، اور اب میں اس زہر کی وجہ سے اپنی رگ دل کٹتی

ہوئی محسوس کرتا ہوں۔

..... یہ حدیث پاک بتا رہی ہے کہ حضور ﷺ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے اور شہید موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد زندہ ہوتا ہے۔

..... حضرت امام قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے شہد کی ارواح کو جسم کی طاقت عطا فرمائی ہے پس وہ زمین سے آسمان اور جنت تک جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں کی مدد فرماتے ہیں، اور ان کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہلاک کرتے ہیں، اور ان کی حیات کے سبب زمین ان کے اجسام کو نہیں کھا سکتی، اور نہ ان کے کفن بوسیدہ ہوتے ہیں۔ پس علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حیات شہد اخاص ہے، اور میرے نزدیک یہ خصوصیت درست نہیں، بلکہ انبیاء کرام کی حیات ان سے زیادہ قوی ہے، اور ان کی حیات کا ظہور خارج میں زیادہ ہے یہاں تک کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ازواج سے نکاح آپ کی حیات ظاہری کے بعد بھی جائز نہیں۔ (تفسیر مظہری)

..... قرآن پاک میں ہے، اور اگر انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تو اے محبوب وہ تمہارے پاس آجائیں، پس اللہ سے معافی طلب کریں اور رسول ان کی سفارش کر دیں تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا رحم والا پائیں گے،

..... کیا یہ آیت کریمہ حضور پر نور ﷺ کی حیات ظاہری تک مخصوص ہے، اب اس کا حکم نافذ العمل نہیں۔ اگر مخصوص ہے تو کوئی دلیل قطعی بیان کی جائے، اگر نہیں تو ماننا پڑے گا کہ حضور آج بھی اپنی گہنغا رامت کی سفارش کرتے ہیں۔ سفارش وہی کر سکتا ہے جو زندہ بھی ہو اور رامت کے اعمال کا علم بھی رکھتا ہو، حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے، ”لشہد النبی ﷺ الی جمیع الائمة من راہ و من لم یراہ“ یعنی حضور تمام امت کی گواہی دیتے ہیں اور دیں گے، جس نے انہیں دیکھا یا نہیں دیکھا، صبح و شام حضور کی امت، حضور کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ اور آپ انہیں نشانات اور اعمال سے پہچانتے ہیں اور اس وجہ سے ان کی گواہی دیتے ہیں اور دیں گے، (تفسیر مظہری، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان، زیر سورۃ النساء، مدارج النبوة، مواہب لدنیہ، فتح الباری)

..... حضرت شیخ عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں کہ امت کے اتنے کثیر اختلافات اور مذاہب کے باوجود کسی کو بھی اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور انور ﷺ حقیقی زندگی کے ساتھ دائم اور باقی ہیں۔ جس میں وہم و مجاز کا شائبہ تک نہیں، اور اعمال امت پر حاضر و ناظر ہیں، اور طالبان حقیقت کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور تربیت کرتے ہیں۔

..... حضور ﷺ کی حیات برزخی کا اقرار غیر مقلدین کے امام نواب صدیق حسن بھوپالی، نواب وحید الزماں، اور دیوبند کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی زکریا سہارنپوری، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد ایٹھوی، مولوی طیب دیوبندی وغیرہ نے بھی کیا ہے۔

..... دیوبندی تفسیر معارف القرآن میں لکھا ہے کہ ”آنحضرت ﷺ کا دنیا میں ہونا

قیامت تک باقی رہے گا، کیونکہ آپ کی رسالت قیامت تک کے لئے ہے“ (جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

..... اس مسئلے میں ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب قرآن پاک نے فرمایا ”آپ

بھی میت ہیں اور لوگ بھی میت ہیں“ تو پھر آپ کو زندہ کیوں کہا جاتا ہے، ہم عرض

کرتے ہیں کہ کیا اس آیت مقدسہ کے حکم سے شہید خارج ہیں؟

..... کل نفس ذائقة الموت کے حکم کے مطابق انبیاء کرام نے بھی موت

کا مزا چکھا ہے، بس چکھا ہے۔

..... لہذا ”انک میت“ کا قانون پورا ہو گیا، اب حیاتِ حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں،

اس پر بہت سی آیاتِ کریمہ اور احادیث صحیحہ گواہی دے رہی ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

..... حضرت امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں ”فیثبت کو نہ ﷺ حیاة

قبرہ بنصر القرآن، پس ثابت ہوا کہ حضور انور ﷺ کی حیات برزخی قرآن سے

ثابت ہے۔ (ابناء الاذکیا ص ۶)

..... حضرت امام ابو بکر بھقی فرماتے ہیں، انبیاء کرام کی وفات کے بعد ان کی ارواح

لوٹائی جاتی ہیں، لہذا وہ شہدا کی طرح اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، میں نے اس

عقیدے پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ (کتاب الاعتقاد)

..... حضرت امام عسقلانی فرماتے ہیں ”انبیاء کرام شہدا سے افضل ہیں، جب شہدا اللہ تعالیٰ

کے ہاں زندہ ہیں تو انبیاء کرام بھی زندہ ہیں، پس کوئی بعید نہیں کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں، اور حج

کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قربت حاصل کرتے ہیں، (فتح الباری جلد ۷ ص ۲۹۶)

..... آج حضور پر نور ﷺ کی حیات برزخی کا انکار کرنے والے دراصل امت

محرومہ کا رابطہ آپ سے توڑنا چاہتے ہیں، تعجب ہے ان کے نزدیک حضور کو زندہ ماننا

شرک ہے، ہم پوچھتے ہیں، کیا خدا تعالیٰ موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد زندہ ہے؟ جو کسی

اور کے متعلق یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک ہو جاتا ہے، خدا را غور کیا جائے، خدا تعالیٰ ازلی

ابدی طور پر زندہ ہے، اسے اونگھ تک نہیں آتی، موت کیسے آئے گی، جبکہ حضور ﷺ اس حقیقی و قیوم کے فضل سے زندہ ہیں اور اس کے قانون موت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد زندہ ہیں، پھر یہ شرک کیسے ہو گیا، شاید ان لوگوں کو شرک کی تعریف بھی نہیں آتی، یا آتی ہے لیکن اپنے نفس بد فرما کے ہاتھوں مجبور ہو کر اصل بات پر پردہ ڈال دیتے ہیں، صدیوں سے لے کر آج تک کروڑوں مسلمان حضور پر نور ﷺ سے فیض یاب ہو چکے ہیں، حضور آج بھی لوگوں کو پاک کرتے ہیں اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، جیسا کہ ”واخبرین منہم لم یلحقوا بہم“ سے ثابت ہے۔ آج بھی آپ کی جلوہ فرمائی کی بدولت امت عذاب الیم سے مامون ہے جیسا کہ وانت فیہم سے ثابت ہے، کاش کوئی قرآن پاک کو عشقِ مصطفیٰ کے نور سے پڑھنے کی کوشش کرے۔

جس طرف دیکھا ادھر رحمت ہے طاری واہ واہ
 شہر محبوب عرب پہ فضل باری واہ واہ
 دشت طیبہ کے گل خنداں کی ہو توصیف کیا
 جس کے کانٹے پر گل فردوس واری واہ واہ
 شام ڈھلتے ہی صبا نے کیا دیا پیغام دوست
 جاں کی بیتابی یہ دل کی بیقراری واہ واہ
 وہ مقام قرب کے کس اونج پر فائز ہوا
 میں نے کیا سمجھا، مری غفلت شعاری واہ واہ
 ﴿مجدوی﴾

درس حدیث:

..... ﴿نبی غمخوار زندہ ہے﴾

ارشاد مصطفوی ہے۔

..... ﴿بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے، پس اللہ تعالیٰ کا ہر نبی زندہ ہے، اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔﴾
(ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿یہ حدیث مبارک انبیاء کرام کی حیات برزخی کی کتنی واضح دلیل ہے۔ موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد انبیاء کرام کے اجسام بھی صحیح سلامت رہتے ہیں، ان کو اپنے غلاموں کی نگہبانی اور چارہ سازی کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے، ان کے مزارات، جنت کے اعلیٰ ترین گوشوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں،

..... ﴿حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ”ہر نبی زندہ ہے، اور ”کوئی امتی“ کلمہ پڑھ کر کہے کہ ”نبی زندہ نہیں“ تو اس نے نبی کی نافرمانی کی انتہا کر دی۔ کیا رسول اللہ ﷺ کا حکم پہنچ جانے کے بعد اہل ایمان کے لئے چون و چرا کی کوئی گنجائش باقی رہ سکتی ہے؟

..... ﴿صحاح ستہ اور دیگر کتب کی احادیث مبارکہ بھی اس حدیث کی تائید کر رہی ہیں، ملاحظہ کیجئے۔﴾

..... ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، آپ قبر

میں نماز ادا کر رہے تھے۔“ (مسلم)

..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنی

انگلیاں کانوں میں رکھے ہوئے ہیں (شفاء السقام)

..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تمام انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز

پڑھتے ہیں، (حیات الانبیاء، خصائص کبریٰ)

..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے

جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے، (ابوداؤد، دارمی، بہقی، مشکوٰۃ)

..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تحقیق میں نے خود کو انبیاء کرام کی جماعت میں

دیکھا، حضرت موسیٰ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، آپ درمیانہ قد اور گھنگریالے بالوں

والے تھے، گویا وہ شنود کے افراد میں سے لگتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ بھی کھڑے ہو کر

نماز پڑھ رہے تھے، اور تمھارے نبی کے ہمشکل تھے۔ پھر نماز کھڑی ہو گئی اور میں نے

انبیاء کرام کی امامت کرائی۔ (مسلم)

..... مذکورہ احادیث مبارکہ بھی انبیاء کرام کی حیات برزخی کا اعلان فرما رہی ہیں۔

..... صحابہ کرام نے ہمیشہ انبیاء کرام کو بالخصوص امام الانبیاء ﷺ کو زندہ جاوید تصور کیا،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کرنے کی وصیت فرمائی،

اور صحابہ کرام نے ان کے وصال کے بعد ان کا جنازہ تیار کر کے مزار مصطفیٰ پر جا کر اجازت

طلب کی اور اندر سے آواز آئی حبیب کو حبیب کے ساتھ ملا دو، (نور الابصار ۶۵)

..... ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا تو حضرت عمر فاروق رضی

اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل کرے۔ ”لقد اذیت رسول اللہ فی قبرہ“ بے شک تو نے رسول اللہ ﷺ کو قبر پاک میں تکلیف پہنچائی۔

..... حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے قریب گھروں میں میخ ٹھونکنے کی آواز سنیں تو ان سے فرماتیں، رسول اللہ ﷺ کو اذیت نہ پہنچاؤ، (شفاء القام ۱۵۵)

..... وصال مصطفیٰ کے بعد حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔

الایار رسول اللہ انت رجائنا

یعنی اے اللہ کے رسول آپ ہماری امید ہیں

..... حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے مزار مصطفیٰ سے اذان مصطفیٰ کی آواز سنی۔ (الحادی للفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۶۶)

..... انہی سے روایت ہے کہ ہر روز حضور ﷺ کی بارگاہ میں امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، اور آپ امتیوں کو صورتوں اور عملوں کی وجہ سے پہچانتے ہیں، اس لیے قیامت کے دن ان کی گواہی دیں گے (مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۳۸۷)

..... تمام امت کا اتفاق ہے کہ محبوب خدا ﷺ زندہ ہیں۔ چند جلیل القدر علما کرام کا عقیدہ دیکھئے۔

..... حضرت امام علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں، انہ ﷺ حسی ”یرزق یستمَد منہ المدد المطلق، یعنی آپ زندہ ہیں، رزق دیے جاتے ہیں اور آپ سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

..... حضرت امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، تمام انبیا کرام اپنی قبروں میں

کھاتے ہیں، پیتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور حج کرتے ہیں، (زرقانی علی المواہب جلد ۵ ص ۳۳۳)

..... حضرت امام شہباز علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، تمام محققین کے نزدیک حضور انور ﷺ زندہ ہیں، ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ آپ تمام لذات والی اشیاء سے اور عبادات سے متمتع ہوتے ہیں۔ لیکن قاصرین کی آنکھیں آپ کے مقامات شریفہ سے محجوب ہیں۔ (مراقی الفلاح ص ۳۳۷)

..... حضرت امام ابراہیم بن شہبان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے مزار اقدس پر سلام کیا تو آپ کے حجرہ مبارکہ سے وعلیک السلام کی آواز سنی۔ (القول البدیع ص ۱۲۰)

..... حضرت امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، انہ عليه السلام "فی قبرہ يعلم بزائرہ، یعنی سرکار اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور اپنے زائر کو جانتے ہیں، (الجواہر المعظم ص ۳۶)

..... حضرت خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جو شخص اپنے رب کے ساتھ زندہ ہوتا ہے وہ مردہ نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ اپنی حیات طبعی سے حیات اصلی کی طرف منتقل ہوتا ہے، جو شریعت کی تلوار سے قتل ہو وہ زندہ ہے جو صدق و حقیقت کی تلوار سے قتل ہو وہ کیسے مردہ ہوگا۔ (روح البیان جلد ۲ ص ۱۲۵)

..... حضرت امام سبکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، انبیاء کرام کی حیات تمام لوگوں سے زیادہ اکمل، اعلیٰ اور اتم ہوتی ہے۔ ان کی ارواح ان کے اجسام کے ساتھ اسی طرح زندہ رہتی ہیں۔ جس طرح دنیا میں رہتی تھیں۔ (الماوی للفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۶۷)

..... حضرت امام سخاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ان احادیث نبویہ سے معلوم ہوا کہ

نبی اکرم ﷺ ہمیشہ زندہ ہیں، زمین آپ کے جسم کو نہیں کھا سکتی، اس پر اجماع امت ہے۔ (القول البدیع ص ۱۶۷)

..... حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ کا بیان ہے۔ انبیاء کرام نہیں مرتے، بلکہ وہ

اپنی قبروں میں نماز پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔ (فیوض الحرمین ص ۸۴)

..... علامہ یوسف نبھانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ حیات انبیاء ان کی قبور میں ثابت

ہے۔ اس پر بے شمار دلائل ہیں۔

..... علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں۔ ”نصوص صریحہ انبیاء کرام کی حیات پر

دلالت کرتی ہیں۔ (فتح المسلمین جلد ۱ ص ۳۲۵)

..... علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی نے لکھا ہے، ارواح انبیاء معطل نہیں ہوتیں، وہ

اپنی قبروں میں اس طرح مشغول عبادت ہوتے ہیں جس طرح دنیا میں مشغول عبادت

ہوا کرتے تھے، یہی حال ان کے مقبوعین کا ہے، (فیض الباری جلد ۲ ص ۶۴)



حشر کیا ہے ، ایک آشوبِ بلا کا سلسلہ
 مغفرت کیا ہے تمہاری پردہ داری واہ واہ
 کس کی خوشبو سے مہک اٹھا گلستانِ وفا
 باغ میں چلتی ہے جب بادِ بہاری واہ واہ
 ہم تمہیں جا نہیں دو عالم میں مددگار حیات
 تم کہو اپنا ہمیں ، قسمت ہماری واہ واہ

﴿مجددی﴾

درس قرآن:

..... ﴿میدان احد﴾

ارشاد کبریا ہے۔

﴿..... اور ہرگز خیال نہ کرو کہ وہ جو قتل کیے گئے ہیں اللہ کی راہ میں، وہ مردہ ہیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس، اور رزق دیئے جاتے ہیں شاد ہیں ان (نعمتوں) سے جو عنایت فرمائی ہیں انہیں، اللہ نے اپنے فضل و کرم سے اور خوش ہو رہے ہیں بسبب ان لوگوں کے جو ابھی تک نہیں آئے ان سے۔ ان کے پیچھے رہ جانے والوں سے کہ نہیں ہے کوئی خوف ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (آل عمران)﴾

..... ﴿اشعارات﴾

﴿..... یہ آیت مقدسہ غزوہ احد میں جام شہادت نوش کرنے والے جان نثاروں کی شان میں نازل ہوئی۔﴾

﴿..... غزوہ احد تاریخ اسلام کا ایک عظیم باب ہے، جس کی قربانیوں کو قرآن نے اپنے دامن رحمت میں محفوظ کر لیا۔﴾

﴿..... جب کفار مکہ غزوہ بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کے لیے ابوسفیان کی قیادت میں میدان احد میں جمع ہوئے تو ان کی تعداد تین ہزار تھی۔﴾

﴿..... حضور پر نور ﷺ جب مدینہ منورہ سے چلے تو ساتھ ایک ہزار افراد کا لشکر تھا۔ سردار منافقین عبداللہ بن ابی کے تین سو حواری بھی شامل تھے، وہ راستے سے واپس ہو گئے، اس کے ہم قبیلہ حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ نے اسے روکا مگر وہ نہ مانا،

آپ نے فرمایا، جاؤ، خدا تمہیں برباد کرے، اللہ تعالیٰ تم جیسے دشمنوں سے اپنے محبوب کو بے نیاز کر دے گا، اس مقام پر یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی ما کان اللہ لیذر المؤمنین..... یعنی نہیں ہے اللہ کی شان کہ چھوڑے رکھے مومنوں کو اس حال پر، جس پر تم اب ہو، جب تک الگ الگ نہ کر دے پلید کو پاک سے، (ال عمران ۱۷۹)

..... اب لشکر اسلام کی تعداد سات سو رہ گئی۔

..... بعض انصار نے کہا کہ کئی یہود قبیلے ہمارے حلیف ہیں، انہیں اپنی مدد کے لیے بلا لیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ لا حاجة لنا بهم، ہمیں ان کی کوئی حاجت نہیں، (خاتم النبیین جلد ۲ ص ۴۹۸)

..... جبل احد مدینہ شریف سے تقریباً تین میل شرقاً غرباً پھیلا ہوا ہے۔

..... آپ ﷺ مجاہدین کو لے کر فجر کی نماز کے وقت میدان احد میں پہنچے اور باجماعت نماز ادا کرنے کے بعد ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا، جس کے ایک ایک لفظ نے مجاہدین اسلام کے ایمان تازہ کر دیئے۔

..... حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ احد کی گھاٹی پر متعین فرمایا۔ تاکہ کوئی دشمن پیچھے سے حملہ نہ کر دے، اور انہیں یہاں تک تاکید فرمائی، کان کھول کر سن لو، جب تک تم اپنی جگہ ڈٹے رہو گے، ہم غالب رہیں گے، اے اللہ، تو گواہ رہنا کہ میں نے انہیں سمجھانے میں اپنا فرض ادا کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۳ ص ۱۰)

..... میدان احد میں دائیں حصے کی قیادت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور بائیں حصے کی قیادت حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔ اور لشکر کا علمدار حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بنایا۔

..... ❁ ادھر ابوسفیان اپنے کافروں کے حوصلے بڑھا رہا تھا اور ادھر محبوب ذیشان اپنے غلاموں کو جنت کی بشارتیں سنارہا تھا۔ کفر اور اسلام ایک مرتبہ پھر آمنے سامنے آچکے تھے،

..... ❁ حضور پر نور ﷺ نے اپنی تلوار نکال کر فرمایا، کون آدمی اس کا حق ادا کرے گا۔ بہت صحابہ کرام آگے بڑھے، یہ سعادت حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی، تلوار کا حق یہ تھا کہ اس سے اس قدر وار کیے جائیں کہ وہ ٹیرھی ہو جائے، حضرت ابودجانہ نے سر پر عصبۃ الموت یعنی موت کا دوپٹہ باندھ کر میدان احد میں اس کا حق ادا کر دیا۔

..... ❁ کفار مکہ کی عورتیں ہند زوجہ ابوسفیان کی قیادت میں اپنے جانوروں کے جذبات کو پروان چڑھا رہی تھیں، حضور ﷺ نے ان کی قیامت خیزیوں کو دیکھ کر دعا کی: اے اللہ! میں تیری قوت کے ساتھ دشمن پر حملہ کرتا ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے،

..... ❁ جنگ سے میدان احد کا نپ اٹھا، مجاہدین اسلام نے خوب داد شجاعت دی۔ حضرت امیر حمزہ، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت ابودجانہ، حضرت عمر فاروق، حضرت مصعب بن عمیر کی تلواروں نے کفر کے پرچے اڑا کر رکھ دیئے۔ اس کے بڑے بڑے بہادر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ اٹھے، کفار کے علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ نے لاکار اتو حضور ﷺ کے شیر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار سے اسے واصل جہنم کر دیا۔

..... ❁ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، شہید ہوئے تو پرچم اسلام کو سر بلند کرنے کی سعادت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آئی آپ نے نعرہ لگایا انا ابوالقاسم، میں باطل کی کمر توڑنے والا ہوں، (سیرت ابن ہشام)

..... ❁ کفار کا دوسرا علمبردار تھا عثمان بن ابی طلحہ، اسے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر دیا۔

..... ❁ کفار کا تیسرا علمبردار تھا سعد بن ابی طلحہ، اسے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

نے قتل کر دیا۔

..... پھر کفار کا علم مسافع بن طلحہ اور حارث بن طلحہ نے اٹھایا تو انہیں حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد علم جلاس بن طلحہ نے اٹھایا تو اسے حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے قتل کر دیا۔ یہ بنو عبدالدار کے بیٹے مجاہدین اسلام کے ہاتھوں قصہ پارینہ بن گئے۔

..... اسی طرح کفار کے گیارہ علم بردار ذلیل و خوار ہو کر مرے۔ (سبل الہدیٰ ۴/۲۸۸)

..... کفار بھاگ گئے، ان کی عورتوں میں چیخ و پکار شروع ہو گئی، شمع اسلام کو گل کرنے کے تمام ارمان پیوند خاک بن گئے۔ اور مسلمانوں نے ان کا مال و اسباب حاصل کرنا شروع کر دیا۔

..... حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے لاکھ سمجھانے کے باوجود آپ کے ساتھی تیر اندازوں نے کوہ احد کی گھائی چھوڑ دی کہ وہ بھی کفار کا مال و اسباب حاصل کر سکیں، اس لغزش کا خالد بن ولید (جو ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے) نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور پلٹ کر مسلمانوں کی بکھری ہوئی صفوں پر حملہ کر دیا۔ اس طرح ایک ہولناک جنگ شروع ہو گئی۔

..... پھر ان حملہ آور دستوں کے سامنے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے سینہ سپر ہونے کی کوشش کی لیکن انہوں نے ان کو بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔ ان کی آنکھیں نکال دیں اور کان کاٹ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں فرمایا "اور ہرگز خیال نہ کرنا وہ جو قتل کیے گئے ہیں اللہ کی راہ میں، وہ مردہ ہیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس، رزق دیئے جاتے ہیں۔

..... میدان احد میں ستر کے قریب مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا، جن میں حضور ﷺ کے جانشین چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں،

عاشقان پاک طینت را

خدا رحمت کند ایں

درس حدیث:

..... ﴿ وجدان احد ﴾

ارشاد مصطفیٰ ہے!

..... ﴿ جب تمہارے بھائیوں نے میدان احد میں شہادت پائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے اندر رکھ دیا۔ جو جنت کی نہروں پر سیاحت کرتے ہیں۔ اور جنت کے باغات سے پھل کھاتے ہیں۔ پھر سونے کی ان قندیلوں میں چلے جاتے ہیں جو عرش الہی کے ساتھ آویزاں ہیں۔ جب وہ اپنے کھانوں کی لطافت اور خواہگاہوں کی راحت سے لطف اندوز ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کاش، ہمارے بھائیوں کو بھی علم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کن نعمتوں سے نوازا، تاکہ وہ جہاد سے دست بردار نہ ہوں، ان کی اس آرزو کو سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں تمہارا یہ پیغام انہیں پہنچا دیتا ہوں۔ چنانچہ یہ آیات وَلَا تَحْسِبَنَّ الدِّينَ نَازِلًا فَرَمَانًا - (مسلم، ابوداؤد)

..... ﴿ اشارات ﴾

..... ﴿ اس فرمان مصطفیٰ میں شہدائے احد کے مقام و مرتبہ کو بیان کیا گیا ہے، اور ان کے حسن انجام کی خبر دی گئی ہے۔ نیز ان کے راستے پر گامزن ہونے کے لئے پیغام دیا گیا ہے۔

..... ﴿ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ غزوہ احد میں ایک وجدانی کیفیت کا ظہور بالکل انوکھے انداز میں دکھائی دیا، شمع رسالت کے پروانے کس طرح کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ اس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔

حسن یوسف پہ کنئیں مصر میں انگشت زناں

سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

..... ایک خاتون صحابیہ کے باپ، بھائی اور شوہر نے جام شہادت نوش کیا، اس نے ان کی شہادت کی خبر سن کر کہا، ان کو چھوڑ دو یہ بتاؤ، حضور ﷺ کا کیا حال ہے، اسے بتایا گیا، وہ بخیر و عافیت ہیں، پھر اس نے حضور ﷺ کی زیارت کی اور عرض کیا،

﴿ كل مصيبة بعدك جلاء ﴾

ترجمہ تو سلامت ہے تو پھر پیچ ہیں سب رنج و الم

..... ایک اور خاتون صحابیہ نے اپنے باپ، بھائی اور شوہر کو نظر انداز کرتے ہوئے سرکار کا دامن رحمت پکڑا اور عرض کیا۔ آپ پہ میرے ماں باپ قربان! آپ سلامت ہیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کون مارا گیا۔ (سبل الہدیٰ)

..... حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی دردناک شہادت کی خبر سنی اور تشریف لائیں، ان کے لخت جگر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے انہیں روکنا چاہا تو کہنے لگیں، میں اس غم پر صبر کروں گی۔ اور انشاء اللہ ثواب کی امید رکھوں گی،

..... غزوہ احد میں جب سرور عالم ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیلی تو کئی مستانے جانیں ہتھیلی پر رکھ کر آگے بڑھے کہ اس زندگی سے کیا سروکار جو محبوب کی زیارت کے بغیر گزرے، ان میں حضرت انس بن نصر رضی اللہ عنہ بھی تھے، یہ کہتے ہوئے پروانہ وار بڑھے۔ واہ واہ مجھے جنت کی خوشبو آرہی ہے، نصر کے رب کی قسم، جنت کی خوشبو احد کی اس جانب سے آرہی ہے۔

..... پھر آپ اس شجاعت سے لڑے کہ جام شہادت نوش کر لیا، ان کی شان میں آیت نازل ہوئی من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ، مومنوں میں کچھ

جو ان مرد لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے خدا سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔ (سبل الہدیٰ)

..... حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا بہت بہادر خاتون تھیں، اس بہادری سے لڑیں کہ انہیں تلواروں کے بازو زخم لگے۔ (انسب الاشراف جلد ۱ ص ۳۲۵)

..... فرمان مصطفیٰ ہے، میدان احد میں ہم جس طرف بھی دیکھتے، ام عمارہ ہمارا دفاع کرتی نظر آتی، (سبل الہدیٰ)

..... ایک کافر ابن زہیر، رسول اللہ ﷺ کو لٹکارتا ہوا آگے بڑھا تو حضرت ابو دجانہ نے اسکا راستہ روک لیا۔ اور کہا پہلے ان کے جانثار سے تو لڑ لے، پھر ایک ہی وار سے اس کو ختم کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو دجانہ کو دعا دی، اے اللہ تو بھی اس سے راضی ہو جا جس طرح میں اس سے راضی ہوں، (الامتناع جلد ۱ ص ۱۲۴)

..... حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ کفار مکہ حضور پر نور ﷺ کی ذات اقدس پر تیروں کی بارش کر رہے ہیں تو آپ ڈھال بن گئے اور سارے تیر اپنی پشت پر کھاتے رہے۔

..... حضور ﷺ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما رہے تھے، واہ واہ، سعد تیر چلا، میرا باپ اور میری ماں تجھ پر قربان ہوں۔

..... حبان بن عرقہ کافر نے حضرت ام ایمن کے تیر چلایا، ان کا پردہ اٹھ گیا تو وہ خوشی کے مارے قہقہے لگانے لگا۔ حضور ﷺ کو اپنی خادمہ کی توہین پر بہت دکھ ہوا، اور ایک تیر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا، انہوں نے تیر چلایا تو وہ سیدھا اس بد باطن کے گلے میں جا لگا، اب اس کا بھی پردہ اٹھ گیا، اس کی حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ بھی ہنس دیئے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے، آپ نے فرمایا سعد نے ام ایمن کا بدلہ لے لیا، اللہ تیری ہر دعا کو قبول کرے اور تیرا ہر تیر نشانہ پر لگے۔

..... حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ستر زخم لگے، آپ بے ہوش ہو گئے تو حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ نے ہوش دلایا۔ انہوں نے ہوش میں آتے ہی سوال کیا، ما فعل رسول اللہ، اللہ کے رسول کا کیا حال ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ یہ دن سارے کا سارا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا۔

..... حضور پر نور ﷺ کا چہرہ اقدس زخمی ہوا تو خون کا فوارہ نکل آیا۔ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے آپ کا خون اقدس چوسنا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جس کا خون میرے خون کو چھوئے گا، اسے آگ نہیں چھوسکے گی۔

..... حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بیس زخم آئے، سامنے کے دانت بھی ٹوٹ گئے، ایک ٹانگ شدید زخمی ہوئی کہ ساری عمر لنگڑا کر چلتے رہے، (سبل الہدیٰ)

..... غزوہ احد میں ہر فردا کار رسالت یہ نعرہ لگا رہا تھا، میرا چہرہ حضور کے چہرے پر قربان۔۔۔۔۔ میری جان حضور کی جان پر قربان۔۔۔۔۔ میری گردن حضور کی گردن پر قربان۔۔۔۔۔ آپ پر سلامتی ہو، آپ ہمیشہ عافیت کے ساتھ رہیں، (ایضاً)

..... حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ شہادت کتنا حسین ہے۔ آپ نے شب زفاف بسر کی، غسل فرض تھا۔ لیکن غسل نہ کیا کہ یہ تھوڑا سا وقت بھی اطاعت رسول میں حائل نہ ہو جائے، میدان احد میں کود پڑے اور شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو منفرد انعام عطا فرمایا، وہ یہ کہ فرشتے زمیں و آسمان کی درمیانی فضا میں انہیں بارش کے پانی سے غسل دینے لگے، ان کا نام غسل الملائکہ پڑ گیا،

جو بھی ان کے فقیر ہوتے ہیں

آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

..... غزوہ احد سرفروشیوں کی عجیب داستان کا حسین عنوان ہے۔ واقعی، ایمان والے محبوب خدا ﷺ کے ساتھ اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

..... حضور پر نور ﷺ کو احد پہاڑ کے ساتھ محبت تھی اور احد پہاڑ بھی آپ سے محبت کرتا تھا۔ آپ ﷺ ہر سال شہدائے احد کیلئے دعا کرنے تشریف لایا کرتے تھے۔ معلوم ہوا حیات حقیقی عشق مصطفیٰ ﷺ کی مرہون منت ہے۔ یہ جذبہ پتھروں کو مل جائے تو وہ بھی زندہ ہو جاتے ہیں پھر اگر پتھر زندہ ہو جاتے ہیں تو داتا علی جویری کیوں نہ زندہ ہوں گے جنھوں نے ساری عمر ہی عشق مصطفیٰ میں بسر کی ہے۔

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا

پدر، مادر، برادر، جان، مال، اولاد سے پیارا

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہوا گر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم



اے سرور عالی ، اے شہ ملک معالی

دنیا کا مقدر ہے ترے در کا سوا

کونین کا مولا ہے تو دارین کا والی

قدسی بھی ترے گھر کے حوالی و موالی

﴿غلام مصطفیٰ مجددی﴾

درس قرآن:

..... ﴿ اہل جنت ﴾

فرمان کبریا ہے:

..... ﴿ اس دن کئی چہرے روشن ہونگے اور کئی چہرے سیاہ ہونگے۔ پس سیاہ روانسانوں سے (کہا جائے گا) کہ تم نے کفر اختیار کر لیا تھا۔ ایمان لانے کے بعد، تو اپنے کفر کے بدلے عذاب چکھو اور روشن چہرے والوں سے (کہا جائے گا) کہ وہ اللہ کی رحمت (کے سائے) میں ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ (آل عمران آیت ۱۰۶، ۱۰۷)﴾

..... ﴿ اشارات ﴾

..... ﴿ قرآن حکیم کی یہ آیات مبارکہ دو گروہوں کا ذکر فرما رہی ہیں۔

..... ﴿ روشن چہرے والا گروہ جو رحمت الہی کا حق دار ہوگا۔

..... ﴿ سیاہ چہرے والا گروہ جو عذاب الہی کا سزاوار ہوگا۔

..... ﴿ اب دیکھنا یہ بے روشن چہرے والا گروہ کونسا ہے اور سیاہ چہرے والا گروہ کونسا ہے؟

..... ﴿ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تبیض وجوہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں،

تبیس وجوہ اہل السنة وتسود وجوہ اہل البدع یعنی قیامت کے دن اہل سنت

کے چہرے روشن ہوں گے اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ (تفسیر درمنثور، تفسیر

مظہری، تفسیر قرطبی، تفسیر فتح القدر)

..... ﴿ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان حضور پر نور ﷺ کے مبارک حوا

لے سے بیان فرمایا ہے کہ آپ ﷺ نے مذکورہ آیات مبارکہ کو تلاوت فرمایا اور ان کی

وضاحت فرمائی کہ تبيض وجوه اهل الجماعة والسنة و تسود وجوه اهل البدع والاهواء یعنی قیامت کے دن اہل سنت و جماعت کے چہرے روشن ہوں گے اور اہل ہوا و بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے (تفسیر درمنثور، تفسیر مظہری، تفسیر قرطبی، تفسیر فتح القدیر)

..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ان گروہوں کا تعارف کروایا ہے،
تبيض وجوه اهل السنة والجماعة و تسود وجوه اهل البدع والضلالة
(تفسیر درمنثور، تفسیر مظہری، تفسیر قرطبی)

..... ان تفسیرات صحابہ سے معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت ہی اہل جنت گروہ ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ”اہل سنت و جماعت“ کی اصطلاح فرمان رسول اور فرمان اصحاب رسول سے ثابت ہے۔ باقی جملہ گروہوں اور فرقوں کے نام ہی بدعت ہیں، تو کام کیوں نہ بدعت ہوں گے؟

..... ہمارا سوال ہے کہ کیا کسی صحابی رسول نے اپنے آپ کو اثری، سلفی، غیر مقلد، دیوبندی، اہل حدیث، وہابی کہلوا یا تھا، یہ سب اصطلاحیں صدیوں بعد معرض وجود میں آئی ہیں، صحابہ کرام نے اپنے آپ کو ”اہل سنت و جماعت“ ضرور کہلوا یا ہے۔

..... حضرت امام زہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ان الناس كانوا في حياة رسول الله ﷺ اهل السنة یعنی بے شک رسول اللہ ﷺ کی حیات ظاہری میں لوگ اہل سنت تھے، (منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد جلد ۵ ص ۴۲۰)

..... حضرت امام ابو بکر ابن سرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، پہلے زمانہ (تابعین) میں محدثین کرام اہل سنت کی روایت کردہ حدیث قبول کر لیتے اور اہل بدعت کی روایت کو نہ قبول کرتے، (مقدمہ مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۱) گویا تابعین کرام بھی اہل سنت و جماعت تھے۔

..... غیر مقلدین کے لئے ”دروازہ اجتہاد“ کھولنے والے ابن تیمیہ نے اعتراف کیا

ہے۔ من اهل السنة والجماعة مذهب قديم معروف قبل ان يخلق الله ابا حنيفة ومالكاً والشافعي واحمد فانه مذهب الصحابة الذين تلقوه عن نبهم ومن خالف ذلك كان مبتدعاً عند اهل السنة والجماعة يعنى اهل سنت وجماعت ہی قدیم اور معروف مذہب ہے، جو حضرت امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کی تخلیق سے پہلے کا ہے، اور یہ مذہب، صحابہ کرام کا مذہب ہے جو انہوں نے اپنے نبی اکرم ﷺ سے حاصل کیا تھا، جو شخص اس مذہب کی مخالفت کرے گا، وہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک ”بدعتی“ ہے۔ (منہاج السنۃ جلد ۱ ص ۲۵۶)

..... یاد رہے کہ اہل سنت وجماعت کے مبارک گروہ ہی میں اولیاء کرام نے جنم لیا، جو اس گروہ کی مزید حقانیت کی دلیل ہے۔ آپ کو دوسرے کسی گروہ میں کوئی ولی نظر نہ آئے گا۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عمرت رسول اللہ کی

..... مذکورہ آیات میں سیاہ چہرہ لوگوں کی نشانی بتائی گئی ہے، اکفرتم بعد ایمانکم، تم نے کفر اختیار کر لیا تھا، ایمان لانے کے بعد، اب آپ دیکھ لیں کہ یہ سیاہ چہرہ لوگ کلمہ توحید پڑھتے ہیں اور اسلام کی مسلمہ تعلیمات کا بائیکاٹ بھی کرتے ہیں، کوئی اسلام کے منسوخ احکامات پر عمل پیرا ہے اور کوئی پیغمبر اسلام کی عظمت و شان کا دشمن ہے، کوئی صحابہ کرام کا باغی ہے اور کوئی اہل بیت اطہار کا منکر ہے، کوئی ائمہ مجتہدین سے عناد رکھتا ہے اور کوئی اولیا کالمین کو گمراہ، مشرک اور بدعتی سمجھتا ہے، کوئی حدیث مصطفیٰ کی تشریحی حیثیت کا انکاری ہے اور کسی کو تحریف قرآن کی بیماری ہے۔ یہ سب ایمان لانے کے بعد ”کفر و انکار“ کا راستہ اپنانے کا مذموم انداز ہے۔

..... اہل سنت وجماعت کے دل عشق مصطفیٰ سے آباد ہوتے ہیں، اسی عشق کا نور ان کے

چہروں سے عیاں ہے۔ کل بھی عیاں ہوگا، کوئی غیر جانبدار ہو کر مشاہدہ کر لے، کسی ”گنہگار سنی“ کا چہرہ بھی کسی عبادت گزار بدعتی کے چہرے سے زیادہ تابناک نظر آتا ہے، اللہم ثبتنا علی معتقدات اہل السنة و الجماعة و امتنا فی زمر تہم واحشرنا معہم اجمعین حرمة سید الانبیاء والمرسلین، علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین



کیا شب اسریٰ کے دولہا نے گزرنا ہے ادھر،
 کر رہی ہے کہکشاں، اختر شماری واہ واہ
 پائے جاناں کو عذیا بوسہ لب کافور کا
 دیکھ جبریل امیں کی جان شماری واہ واہ
 قبر سے نکلے کلیم اللہ سجدہ چھوڑ کر
 جا رہی ہے شاہ بطحا کی سواری واہ واہ
 جب قلم گل ریز ہوتا ہے غلام زار کا
 اہل دل کہتے ہیں یہ مدحت نگاری واہ واہ

﴿مجدوی﴾



درس محمدی:

..... ﴿اہل سنت﴾

فرمان مصطفیٰ ہے:

..... ﴿.....﴾ تم لوگوں پر جماعت کا ساتھ دینا اور فرقوں سے کنارہ کشی کرنا لازم ہے۔ کیونکہ شیطان ایک آدمی کے ساتھ رہتا ہے اور دو آدمیوں سے دور بھاگتا ہے اور جو آدمی جنت میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہونا چاہے وہ جماعت کے ساتھ مل جائے۔ (ترمذی شریف)

..... ﴿.....﴾ میری امت گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی، جب تم کوئی اختلاف دیکھو تو سب سے بڑے گروہ۔ (سواد اعظم) کے ساتھ ہو جاؤ۔

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿.....﴾ موجودہ دور میں ہمارے بعض لبرل حضرات کی طرف سے ایک سوال کیا جاتا ہے کہ ہر گروہ اپنے آپ کو برحق سمجھتا ہے، ہم کس کو اچھا سمجھیں اور کس کو برا، آخر ہم کس طرف جائیں، مذکورہ احادیث مبارکہ میں اس سوال کا جواب بیان ہوا ہے کہ تم سواد اعظم سب سے بڑے گروہ کے ساتھ ہو جاؤ، جماعتِ مسلمین کے ساتھ مل جاؤ، اس مضمون کی اور احادیث بیان کی جاتی ہے۔

..... ﴿.....﴾ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک گروہ جنتی ہوگا، صحابہ کرام نے پوچھا، یا رسول اللہ! کونسا گروہ، فرمایا اہل السنة والجماعة، (احیاء العلوم جلد ۳ ص ۲۴۴)

..... ﴿.....﴾ کلہم فی النار الا واحدا وہی اہل السنة والجماعة، سب فرقے دوزخی ہوں گے، ایک فرقہ جنتی ہوگا، اور وہ اہل سنت وجماعت ہے۔ (تمہید ابی شکور سالمی)

..... سب فرقے گمراہ ہونگے مگر ”سوادا عظیم“ (ہدایت پر ہوگا) صحابہ کرام نے عرض کی یا

رسول اللہ سوادا عظیم کون سے لوگ ہیں فرمایا من کان علی ما انا و علیہ اصحابی جو

میرے اور میرے صحابہ کرام کے طریقے پر ہیں۔ (مجمع الزوائد ص ۱۶۱، طبرانی کبیر جلد ۸ ص ۱۵۳)

..... سب سے بڑے گروہ کی اتباع کرو، جو اس سے الگ ہو اوہ جہنم رسید ہوگا، (مشکوٰۃ)

..... جماعت ہی رحمت ہے، اور فرقہ عذاب ہے، (مسند احمد)

..... جماعت پر اللہ تعالیٰ کا دست رحمت ہے، (ترمذی)

..... میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک ان کو تھامے رہو گے، گمراہ

نہیں ہو گے، اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت، (موطا امام مالک)

..... جو جماعت سے ایک بالشت بھی دور ہوا، اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے

اتار دی۔ (المستدرک)۔

..... جو جماعت سے جدا ہوا وہ آگ میں داخل ہوا۔ (المستدرک)

..... ان تمام ارشادات نبویہ سے معلوم ہوا کہ جماعت اور سب سے بڑا گروہ ہی

اسلام کا صحیح نمائندہ ہے، گویا اپنے آپ کو جماعت میں داخل کرنے کے بعد ہی کوئی آدمی حقیقی معنوں میں مسلمان کہلوا سکتا ہے۔

..... آج کل ایک فیشن ہے کہ ہم تو صرف مسلمان ہیں، نہ ہم سنی ہیں، نہ ہم فلاں

فلاں ہیں، خدا را اس طرح اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالنا چاہئے۔ جب ثابت ہو

چکا ہے کہ سنت و جماعت ہی اسلام کی آئینہ دار ہے تو پھر اسے دوسرے فرقوں کی صف

میں شامل نہ کریں۔ صحابہ کرام نے بھی اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کہا تا کہ دیگر

”مدعیان اسلام“ سے ممتاز ہو جائیں۔

..... دور صحابہ سے لے کر آج تک اہل اسلام کا سب سے بڑا گروہ اہل سنت و

جماعت ہے۔ اسلام کی روشن تاریخ دراصل اہل سنت و جماعت کی تاریخ ہے، باقی فرقے تو جنم لیتے رہے اور ختم ہوتے رہے، اہل سنت و جماعت کا سورج آج بھی آسمان حقیقت پر تابندہ دکھائی دیتا ہے۔

و شمسنا علی افق العلیٰ لاتغرب

..... آئیے، اب بزرگانِ اسلام کے اقوال مبارکہ سے اس گروہِ عظیم کی شان و عظمت ملاحظہ فرمائیے۔

..... حضرت امام سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ”سوادِ اعظم سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں، اگرچہ وہ تعداد میں ایک ہی کیوں نہ ہو، اس حقیقت کو خوب جان لو“ (المیزان الکبریٰ ج ۱ ص ۴۰)

..... حضرت امام المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”کسی اہل سنت آدمی کو دیکھنا عبادت ہے، کیونکہ وہ سنت پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے، اور بدعت سے بچاتا ہے“ (تفسیر قرطبی جلد ۳ جز ۷ ص ۱۴۱)

..... حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت ہے“ (الغنیۃ ج ۱ ص ۸۵)

..... نیز فرماتے ہیں ”یہ گروہ انبیاء کرام، مرسلین عظام، صحابہ و تابعین اور اولیاء صدیقین کے طریقے پر گامزن ہے۔ (ایضاً ج ۲ ص ۱۶۳)

..... حضور مجددِ اعظم مجددِ الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں ”جنتی گروہ اہل سنت و جماعت ہے، اس کے مطابق اپنے عقائد کو درست کرنا چاہئے، (مکتوب ۱۷ دفتر ۱) نیز فرماتے ہیں ”اکابرین اہل سنت کی مخالفت زہرِ قاتل ہے جو ابدی موت اور دائمی عذاب کا موجب ہے، (مکتوب ۶۷ دفتر ۲)

..... حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ”اسلام میں سواداعظم، مذہب اہل سنت وجماعت ہے“ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ ص ۱۳۱) اور فرماتے ہیں ”کہ صحاح ستہ کے اصحاب محدثین اور دیگر کتب مشہورہ معتمدہ کے مصنفین بھی اور مذاہب اربعہ اور باقی ارباب فقہ بھی یہی مسلک و مذہب رکھتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات)

..... حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ”ان مذاہب اربعہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے سوا سب مذاہب فقہ ختم ہو چکے ہیں، ان کی پیروی سواداعظم کی پیروی ہے اور ان سے خروج سواداعظم سے خروج ہے۔ (عقد الجید ص ۵۶)

..... حضرت امام تفتازانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”سواداعظم اور مطلق امت سے مراد اہل سنت وجماعت ہیں اور ان ہی کا طریقہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے مطابق ہے۔ (التوضیح والتلویح)

..... حضرت امام خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”صراط مستقیم سے مراد سنت وجماعت ہے۔ (تفسیر خازن جلد ۱ ص ۱۷)

..... حضرت امام ذہبی علیہ الرحمہ، امام ثوری علیہ الرحمہ کی وصیت نقل فرماتے ہیں ”تو صرف اس آدمی کے پیچھے نماز پڑھ جس کے بارے میں تجھے وثوق ہو کہ وہ اہل سنت ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۷)

..... حضرت امام علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، بے شک نجات یافتہ گروہ اہل سنت وجماعت ہے۔ (مرقات، شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۳۸)

..... حضرت امام احمد جیون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اہل ایمان یعنی اہل سنت وجماعت کے طریقے پر چلنا لوگوں پر واجب ہے۔

..... حضرت شیخ محمد جزولی علیہ الرحمہ کی دعا دیکھئے، مولا کریم ہمیں اہل سنت و

جماعت کے مسلک پر موت عطا کرنا۔ (دلائل الخیرات ص ۸۲ تفسیرات احمدیہ)

..... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے، ”اہل حق سے مراد

اہل سنت و جماعت ہیں۔ (شرح عقائد ص ۷)

..... مخالفین اہل سنت کے معتمد علما نے بھی اہل سنت و جماعت کی حقانیت کی

شہادت دی ہے۔ چند حقائق حاضر خدمت ہیں۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

..... علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں، ”جنتی گروہ اہل سنت و جماعت ہے“، (فتاویٰ ابن

تیمیہ جلد ۳ ص ۳۲۵)

..... علامہ ابن حزم لکھتے ہیں ”اہل سنت تو صحابہ کرام اور خیار تابعین ہیں، جو ان کے

راستے پر محدثین اور فقہا گامزن ہوئے۔ اور جس نے جی ان کی پیروی کی، ان سب پر

اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو،

..... علامہ نواب نور الحسن بھوپالی لکھتے ہیں ”ہندوستان کے اکثر مسلمان مذہب سنی

رکھتے ہیں، حق مذہب اہل سنت و جماعت میں جاری ہے۔ (نہج المقبول)

..... مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں ”۸۰ سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال

کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی کہا جاتا ہے۔ (شمع توحید ص ۵۳)

..... اس تاریخی حقیقت کو سامنے رکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ جب ۸۰ سال پہلے سب

مسلمان بریلوی حنفی خیال کے حامل تھے تو یہ غیر مقلد وہابی، دیوبندی، پرویزی اور

قادیانی وغیرہ کہاں سے آئے۔ یقیناً یہ انگریزوں کے تسلط کے بعد آئے۔ اور ان کے

بنانے سے بنے، یہی وجہ ہے کہ کسی سنی المسلمک عالم دین کو انگریزوں نے نہ کوئی جاگیر

دی اور نہ شمس العلماء کا خطاب دیا، سنی علما تو ان سے شدید نفرت کرتے تھے اور کرتے

ہیں، جبکہ دوسرے فرقوں کے علمائے جہاد نے جی بھر کر مراعات حاصل کیں، ان کے اشاروں پر کتابیں لکھیں اور امت مرحومہ کو پاش پاش کر دیا۔ انگریزوں کے ”شمس العلماء“ انہی فرقوں کے امام ہیں، کاش لوگوں کی آنکھیں کھل جائیں تاکہ ان باطل پرستوں کے جہادی اور فسادی عزائم کو دیکھ سکیں۔

محروم تماشا کو پھر دیدہ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے



گل تیسیم ریز، بلبیل نغمہ پیرا ہو گیا
رحمت عالم چمن میں جلوہ فرما ہو گیا
باغ فطرت کی بہاروں میں عجب ارمان ہیں
کون ہے جس پر زمین و آسمان قربان ہیں
جس کے ہاتھوں سے بنا ایمان کا جام سرور
جس کے قدموں سے چھٹا شیطان کا دام غرور
نور چھایا دہر کی شب آفریں، ظلمات میں
انقلاب آیا جہاں کے آتشیں حالات میں

﴿ غلام مصطفیٰ مجددی ﴾



درس قرآن:

..... ﴿صبر پیہم کی ضرورت﴾

ارشاد کبریا ہے:

و بشر الصبرین O الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا اناللہ وانا الیہ راجعون O اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمة واولئک ہم المہتدون O اے محبوب! صبر کرنے والوں کو بشارت سنا دے کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں، ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ سیدھی راہ پر ہیں۔ (سورۃ البقرہ: ۱۵۵ تا ۱۵۷)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿ان آیات کریمہ میں صبر کرنے والوں کی شان و عظمت بیان کی گئی ہے، چونکہ ان کی زندگی کا مقصد وحید صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی کا حصول ہے، اس لیے وہ اس کی طرف سے آنے والے ہر امتحان میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ عزم و عزیمت کا راستہ اختیار کرتے ہیں،

..... ﴿ایسے عظمت والے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا درود نازل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے درود کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی جماعت میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔ پھر یہی لوگ رحمت خداوندی کے حقدار ہوتے ہیں۔

..... ﴿مشہور شیعہ مفسر علامہ طبری نے ان آیات کی تفسیر میں لکھا ہے،

”حضور علیہ السلام نے فرمایا، اگر کوئی شخص مصیبت کے وقت اناللہ وانا

الیہ راجعون پڑھتا ہے، تو اُس شخص کو دن بھر کا ثواب دیا جائے گا، جس دن اُس پر مصیبت وارد ہوئی تھی۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آبائے کرام سے مروی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ان چار خصلتوں والے انسان کو جنت عطا کرے گا۔ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا، حصول نعمت پر الحمد للہ کہنا، گناہ ہو جانے پر استغفر اللہ پڑھنا، مصیبت پر انا لله وانا الیہ راجعون کہنا، (مجمع البیان جلد ۱ ص ۲۳۸)

☆ مشہور شیعہ مفسر علامہ علی قلی نے سورۃ ممتحنہ کی آیت اذا جئک المؤمنات کی تفسیر میں لکھا ہے۔

”ام حکیم کھڑی ہوئی اور پوچھنے لگی، یا رسول اللہ! وہ معروف کیا ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم عموماً ہے، کہ ہم آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، معروف یہ ہے کہ تم چہروں پر خراشیں مت ڈالو، گالوں پر طمانچہ مت مارو، بالوں کو نہ نوچو، گریبان چاک نہ کرو، کپڑوں کو سیاہ نہ کرو، ہائے ہائے نہ پکارو، قبر کے نزدیک کھڑی نہ ہوا کرو، لبایعہن علی ہذہ الشرط، پس عورتوں نے ان شرائط پر بیعت کی“ (تفسیر قلی ص ۶۷۶)

☆ مشہور شیعہ مفسر علامہ فتح اللہ کاشانی نے آیت، و اصبر و ما صبرک الا باللہ کی تفسیر میں لکھا ہے،

”(اے نبی) غزوہ احد میں اہل ایمان پر قتل اور مثلہ کی صورت میں جو افتاد ٹوٹی، آپ اس کا غم نہ کریں“ (منہج الصادقین جلد ۵ ص ۲۳۳)

☆ اب صبر و استقامت کی ضرورت و اہمیت پر ہم شیعہ حضرات کی مزید مستند کتابوں سے روایات پیش کرتے ہیں۔

..... حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ضرب المسلم يده على فخذه عند المصيبة احباط اجره یعنی مصیبت کے وقت مسلمان کا اپنے ہاتھ کو اپنی رانوں پر مارنا، اس کے اجر کو ختم کر دیتا ہے، (فروع کافی جلد ۳ ص ۲۲۲)

..... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

مصیبت پر صبر کرنے والے آدمی کو اللہ تعالیٰ نے تین سو درجات عطا فرمائے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔ (جامع الاخبار ص ۱۳۲)

..... حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے میری بیٹی!

جب میں وصال کر جاؤں تو اپنا منہ نہ پیٹنا، اپنے بال نہ نوچنا، واویلا نہ کرنا، اور نوحہ نہ کرنا، (فروع کافی جلد ۵ ص ۵۲۷)

..... حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ

سے جزع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا، شدید جزع یہ ہے کہ کوئی آدمی ویل عویل کے الفاظ چیخ کر ادا کرے، اپنے چہرے کو پیٹے، پیشانی کے بال نوچے، اور جس نے نوحہ کیا

اُس نے صبر کو چھوڑ دیا، اور درست طریقے کو چھوڑ کر کسی اور طریقے پر چل نکلا، جس نے مصیبت کے وقت صبر کیا اور انا لله وانا اليه راجعون پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی،

اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے حضور قائم ہے، جس نے بے صبری کی وہ قابل مذمت ہو اور اپنا ثواب ضائع کر بیٹھا (فروع کافی جلد ۳ ص ۲۲۲)

..... حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، صبر اور مصیبت دونوں مومن

کی طرف آتے ہیں، وہ مصیبت پر انتہائی صبر کرنے والا ہوتا ہے، اور جزع اور مصیبت دونوں کافر کی طرف آتے ہیں، وہ مصیبت پر انتہائی جزع کرنے والا یعنی رونے پینے

والا ہوتا ہے، (فروع کافی جلد ۳ ص ۲۲۳)

..... ﴿ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ایمان میں مقام صبر ایسا ہے جیسا آدمی کے جسم میں مقام سر ہے۔ لا ایمان لمن لا صبر له، جس کے پاس صبر نہیں اس کا ایمان نہیں، (جامع الاخبار ص ۱۳۲)

..... ﴿ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے فرمایا، میں تجھے قسم دلاتا ہوں، میری شہادت پر اپنا گریبان چاک نہ کرنا، اپنے چہرے پر خراش نہ ڈالنا، اور ہلاکت کے الفاظ نہ بولنا، (اعلام الوری ص ۲۳۶)

..... ﴿ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، صبر کا نزول مصیبت کی مقدار کے مطابق ہوتا ہے، جس آدمی نے مصیبت کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مارا، اُس کے عمل ختم ہو گئے، (نہج البلاغہ ص ۴۹۵)

..... ﴿ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عصال مصطفیٰ پر بارگاہ مصطفیٰ میں عرض کیا، اور اگر آپ صبر کا حکم نہ دیتے، جزع و فزع سے منع نہ فرماتے تو ہم اس مصیبت پر بجرائے اشک کا پانی انتہا کو پہنچا دیتے (آنکھ اور دماغ کی تمام رطوبتیں قربان کر دیتے) (نیرنگ فصاحت ص ۳۲۷)

..... ﴿ ان ارشادات نبوت اور مقالات آل نبوت سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت پیٹنا، سینہ کوٹنا، گریبان چاک کرنا، واویلہ کرنا بہت برا کام ہے، صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا نہایت عمدہ صفت ہے۔ شیعہ حضرات کا فرمان ہے کہ ماتم حسین کے علاوہ ہم بھی صبر و استقامت کو ترجیح دیتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آل پاک کے اس جانکاہ حادثے پر بھی صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا چاہیے، جیسا کہ حضرت امام نے اپنی ہمشیرہ سے ارشاد فرمایا، ”اے بہن! حلم اور بردباری سے کام لینا، شیطان کو اپنے اوپر تسلط نہ دینا، اور خدا تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہو کر صبر کرنا، (جلاء العیون ص ۵۵۳)



درس حدیث:

..... ﴿ ماتم کی مروجہ صورت ﴾
.....

ارشاد مصطفیٰ ہے:

﴿..... اگر نوحہ کرنے والے مرنے سے پہلے توبہ نہ کریں تو انہیں قیامت

کے دن گندھک اور خارش کا لباس پہنایا جائے گا، (مسلم، کتاب الجنائز)

..... ﴿ اشارات ﴾
.....

﴿..... اس حدیث مبارک میں نوحہ طرازی کی شدید مذمت ہے۔ یہی نوحہ طرازی

جب مزید شدت اختیار کرتی ہے تو تان سینہ کو بی اور زنجیر زنی پر جا کر ٹوٹی ہے، ماتم سے

مراد اگر یہ ہو کہ کسی عزیز جاں کے لیے آنکھوں سے آنسوؤں کا نکل آنا، کسی محبوب کی یاد

میں غمگین ہو جانا تو یہ اسلام میں بالکل جائز ہے، لیکن ماتم سے مراد اگر یہ ہو کہ واویلہ کیا

جائے، بال نوچے جائیں، سینہ پر دو ہتھوڑ مارے جائیں، اپنی رانیں پٹی جائیں، سر پر

خاک ڈالی جائے، آہ و بکا کی جائے، گریبان چاک کیا جائے، تقدیر کو کوسنے دیئے

جائیں تو یہ افعال اسلام کی آفاقی تعلیمات کے خلاف ہیں، جذبہ صبر و ہمت کے منافی

ہیں، ان سے نہ صرف قرآن و حدیث نے منع کیا ہے، بلکہ اہل بیت اطہار کے جلیل القدر

افراد نے بھی روکا ہے۔

﴿..... مروجہ ماتم میں یہی کچھ کیا جاتا ہے کہ کربلا کے عظیم شہیدوں کو یاد کر کے نوحہ

طرازی اور سینہ کو بی کی جاتی ہے، زنجیر زنی سے سارا جسم لہو لہان کیا جاتا ہے، اس ماتم کو

امان اہل بیت نے ہرگز پسند نہیں فرمایا، دلائل شیعہ حضرات کی مستند کتابوں میں بھی

موجود ہیں۔

..... حضور فخر آدم ﷺ نے اپنی شہزادی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا، صبر کدید، خدا عفو کند از شما آزار میکند مرا زگر یہ و نالہ، صبر کرو، خدا تمہیں معاف فرمائے، مجھے اپنے رونے اور فریاد کرنے سے تکلیف نہ پہنچاؤ (جلاء العیون جلد ۱ ص ۹۱)

..... حضور پر نور ﷺ اپنی شہزادی کو رونے اور فریاد کرنے کی اجازت نہیں دیتے تو گریبان چاک کرنے، سینہ کو بٹی کرنے، بال نوچنے، اور چھریاں مارنے کی کب اجازت دیں گئے، معلوم ہوا، یہ افعال حضور پیغمبر نور ﷺ کے نزدیک قباحت آمیز ہیں۔

..... فرمان رسول ہے، نوحہ کنندہ بیاید روز قیامت نوحہ کنان مانند سگ و فرمود نوحہ و غنا فسون ز بنا است، نوحہ کرنے والا قیامت کے دن کتے کی صورت میں ہوگا، اور فرمایا نوحہ اور گانا زنا کا جادو ہے، (مجمع المعارف ص ۱۶۲)

..... مروجہ ماتم کے بانی اہل بیت اطہار نہیں، یزیدی فجار ہیں، شیعہ عالم شیخ عباس قمی نے لکھا ہے،

”جب مستورات اہل بیت اس لعین یزید کے محل میں داخل ہوئیں تو آل سفیان کی عورتوں نے اپنے زیورات اتار لیے، ماتمی لباس پہن لیا، اور نوحہ اور گریہ کی آواز بلند کی، و سہ روزہ ماتم داشتند، اور تین روز تک ماتم کیا“ (منتہی الامال جلد ۱ ص ۵۵)

..... یہ روایت شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے بھی اپنی مشہور کتاب جلاء العیون میں لکھی ہے (جلاء العیون جلد ۲ ص ۹۵)

..... فقہ جعفریہ کی مستند کتاب توضیح المسائل میں یہ مسئلہ درج ہے، کسی کی موت پر کسی انسان کے لیے اپنا بدن چھیلنا، منہ پر طمانچہ مارنا جائز نہیں، گریبان چاک کرنا جائز نہیں، اگر اس کے چہرے سے خون نکل آئے یا کوئی اپنے بال نوچے تو اس کے لیے غلام آزاد

کرنا ضروری ہے، یادس فقیروں کو کھانا کھلانا ضروری ہے، یا تین دن کے روزے رکھنا ضروری ہے۔

..... زنجیر زنی کے نتیجے میں کتنا خون نکلتا ہے اور اس کا کفارہ کیا ہونا چاہیے، اس کا جواب بھی فقہ جعفریہ کے ذمے ہوگا۔

..... نوحہ کرنے والے کا منہ قبر میں قبلہ سے پھیر دیا جاتا ہے، (مجمع المعارف ص ۱۶۸)

..... حضور ﷺ نے ایک عورت کتے کی صورت میں دیکھی، فرشتے اس کی دبر سے آگ داخل کرتے تو وہ منہ سے باہر نکل آتی۔ فرمایا وہ عورت مرثیہ خوان، نوحہ گر اور حاسد تھی، (حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۲۳)

..... نوحہ کرنے والے کو گھلے ہوئے تانبے اور تارکول کے کپڑے پہنائے جائیں گئے، (حیات القلوب جلد ۲ ص ۱۱۶۵)

..... علامہ حسین لقمی نے لکھا ہے، در تعزیہ داری حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اگر شخص زخمی مثل تیغ وغیرہ بر خود بزند کہ ضرر باشد بر بدنش، حرام است، یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعزیہ داری میں اگر کسی آدمی نے اپنے بدن پر تلوار وغیرہ کا کوئی زخم لگایا، جس سے اس کے بدن کو نقصان پہنچا تو یہ حرام ہے (مجمع المسائل ص ۳۲۱)

..... جان لینا چاہیے کہ نوحہ خوانی، شیطان کا زمرہ ہے، اہل خذلان کا برا کام ہے۔ نافرمانوں کا شغل ہے، اور منافقوں کا آشیانہ ہے، یہ تمام اہل بیت عصمت صلوة اللہ علیہم اور علمائے شیعہ اور اہل وفاق کے ہاں حرام ہے، جیسا کہ متقدمین و متاخرین نے نقل کیا ہے۔ یہ زنا کی طرح حرام ہے۔ اس کی حرمت، مذہب شیعہ میں ایک ضروری امر ہے، اور کبیرہ گناہ ہے۔ اس کا مرتکب فاسق و فاجر ہے۔ جو اس کو حلال سمجھے، وہ مرتد اور کافر ہے۔ اس کی حرمت میں آیات متکاثرہ اور روایات مواترہ وارد ہوئی ہیں، علمائے

امامیہ میں سے کسی ایک عالم نے بھی اس کی حلت کا حکم نہیں دیا۔ (مجمع المعارف ص ۱۶۱)
 ✽..... اور غناتو اس کی حرمت و مذمت میں کوئی شک نہیں۔ اس کا سننا مطلقاً قابل
 مذمت ہے، وہ کسی مصیبت کے وقت ہو یا حضرت سید الشہد اعلیہ السلام کی مرثیہ خوانی
 کی صورت میں ہو، (ایضاً)

✽..... شیخ عباس قمی بیان کرتے ہیں:

”حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ڈھائے گئے مصائب کو بیان کرنا اس دور
 میں ایک ذریعہ معاش بن گیا ہے۔ اس میں عبادت کی جہت بہت کم ملحوظ
 ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ شیعہ مذہب کے علماء
 کی موجودگی میں مجلسوں کے اندر صریح جھوٹ اور من گھڑت روایات بیان
 ہونے لگیں ہیں“ (منتہی الامال جلد ۱ ص ۵۵)

✽..... وقت گزرنے کے ساتھ وہی بکواسات اور جھوٹ سے پر باتیں نئی کتابوں
 میں شامل ہو جاتی ہیں، (ایضاً)

✽..... ان واقعات میں سے ایک حضرت قاسم کی میدان کربلا میں شادی کا واقعہ بھی
 ہے، جو روضۃ الشہد انامی کتب میں ہے جو کہ فاضل کاشفی کی تصنیف ہے، (ایضاً)
 ✽..... ماتم کے دوران کالے رنگ کا لباس بھی پہنا جاتا ہے، کالے رنگ کے لباس کے
 بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے،

لا تلبسو السواد فانہ لباس فرعون، کالاللباس نہ پہنو، یہ فرعون کا لباس ہے، (علل
 الشرائع باب ۵۶ ص ۳۴۷)

✽..... حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، سفید لباس سے اچھا کوئی لباس
 نہیں، لہذا اپنے مردوں کو یہی لباس پہنایا کرو، (فروغ کافی جلد ۳ ص ۱۴۸)

..... ماتم کرنے والے عزاداروں نے اپنے بازوؤں میں لوہے کے کڑے بھی پہنے ہوتے ہیں، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، لوہے کی کوئی چیز پہن کر نماز جائز نہیں، کیونکہ وہ نجس ہے، منسوخ ہے، (فروع کافی جلد ۳ ص ۴۰۰، تہذیب الاحکام جلد ۲ ص ۲۲۷)

..... ماتم کو فرض نمازوں پر فوقیت دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فعل مذموم کی خاطر وہ فعل محمود چھوڑ دیا جاتا ہے، حضور پر نور ﷺ کی حدیث ہے، جس نے نماز کو چھوڑا کہ نہ اس کے ثواب کا امیدوار ہو اور نہ اس کے عقاب سے خوفزدہ ہو، مجھے اس کے یہودی، عیسائی اور مجوسی بن کر مرنے کی کوئی پروا نہیں (جامع الاخبار ص ۸۴)

..... ایرانی صدر خامنائی کا بیان ہے، یوم عاشور پر امام حسین کی یاد تازہ کرنے کے مروجہ طریقے یکسر غلط اور غیر اسلامی ہیں، (روزنامہ جنگ ۱۱۶ اکتوبر ۱۹۸۳ بروز منگل)

وہ محمد مصطفیٰ وہ سرور ہر دوسرا
جس کی برکت سے بنے لوح و قلم ، ارض و سما
جس کی صورت سے وہ بے صورت نمایاں ہو گیا
جس کی سیرت سے رخ سیرت درخشاں ہو گیا
وہ کہ جس کا دو جہاں کی سلطنت پر راج ہے
وہ کہ جس کے سر پہ لولاک لما کا تاج ہے
وہ ملا تو زندگی شرمندگی سے بچ گئی
وہ چلا تو تازگی ہر آگہی میں رچ گئی

﴿غلام مصطفیٰ مجددی﴾

درس قرآن:

..... ﴿تاجدار شریعت﴾

ارشاد کبریا ہے۔

وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا واتقوا الله ان الله شديد العقاب، اور جو شے تمہیں رسول ﷺ عطا کریں، لے لو اور جس شے سے تمہیں روک دیں، رک جاؤ، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (سورۃ الحشر آیت: ۷)

..... ﴿اشارات﴾

..... ﴿اس آیت مقدسہ میں کتنا واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ حضور سر اپا نور ﷺ کا حکم ماننا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اللہ تعالیٰ سے وہ انسان ڈرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی عطا پر راضی ہے،

..... ﴿ومانہا کم عنہ فانتهوا کے جملے سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ جس کام سے روک دیں، اُس سے رک جانا چاہیے۔ اور جس کام سے نہ روکیں اُس کے کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

..... ﴿بعض حضرات کا خیال ہے کہ میلا د شریف نہیں منانا چاہیے، ختم شریف نہیں دلانا چاہیے۔ اذان کے اول آخر درود نہیں پڑھنا چاہیے۔ ہم کہتے ہیں کہ کوئی ایسی حدیث دکھائی جائے جس میں ان تمام کاموں سے روک دیا گیا ہے، ان لوگوں کو چاہیے کہ اپنا سر کھپانے کی بجائے کوئی حدیث مبارک بیان کریں، جس کام سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے نہیں روکا۔ اس کام سے روکنا کسی کے اختیار میں نہیں۔

..... اسلام میں ہر اچھے کام کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے، اسی اصول کے تحت روکنے والے حضرات بھی نت نئی درسگاہیں تعمیر کرتے ہیں۔ رسالے جاری کرتے ہیں، جہادی لشکر تیار کرتے ہیں، تنظیمیں بناتے ہیں۔ دینی اجلاس بلاتے ہیں، جلوس نکالتے ہیں۔ یہ سب کام ہیں اور ایک میلاد مصطفیٰ منانا ہی ناجائز ہے۔ افسوس ہے ایسے رویے پر،

..... اس ساری آیت میں مال غنیمت کا ذکر بھی ہے۔ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہے، اس مال کو تقسیم کرنے کا اختیار رسول اللہ ﷺ کو عطا کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا حضور پر نور ﷺ مختار شریعت بھی ہیں اور قاسم نعمت بھی ہیں، حضور پر نور ﷺ کے سامنے دست طلب دراز کرنا، اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے مترادف ہے، کیونکہ حضور ﷺ اللہ کے نائب کامل ہیں۔ کاش لوگ اس فرق کو سمجھ جائیں کہ بتوں سے مانگنا اور بے رسولوں سے مانگنا اور ہے۔

..... اس مضمون کی اور بھی آیات ہیں ملاحظہ کیجئے۔

..... وہ رسول ﷺ حلال کرتا ہے ان کیلئے ستھری چیزیں اور حرام کرتا ہے، ان پر

گندی چیزیں (سورۃ الاعراف)

..... وہ کافر اس کو نہیں سمجھتے جسکو رسول نے حرام کیا۔ (سورۃ التوبہ)

..... اے ایمان والو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

..... حضرت امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کی عظیم خصوصیات سے ہے

کہ آپ جو چاہیں اور جس کے لئے چاہیں حکم خاص فرمادیں (خصائص کبریٰ جلد ۲: ص ۲۶۲)

..... حضرت امام زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ چیزوں کو حلال فرماتے

ہیں، حرام بھی فرماتے ہیں، اور فرض بھی فرماتے ہیں۔ (زرقانی جلد ۵ ص ۳۲۲)

..... معلوم ہوا کہ تمام احکام شریعت حضور پر نور ﷺ کی سپرد ہیں، اسکی کتنی ہی

مثالیں احادیث میں موجود ہیں۔

..... فرمایا، انی حرمت المدینہ کما حرم ابراہیم مکہ، میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا، (بخاری و مسلم)

..... حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پوچھا احرم رسول اللہ ﷺ المدینہ، کیا رسول ﷺ نے مدینہ کو حرم بنایا ہے۔ آپ نے فرمایا، ہاں (مسلم شریف)

..... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ان رسول ﷺ حرم هذا الحرم، بے شک رسول اللہ ﷺ نے اس حرم کو حرم بنایا ہے۔ (ابوداؤد)

..... معلوم ہوا کہ حضور پر نور کو حلت و حرمت کا اختیار تفویض ہوا تھا۔ یہی تمام صحابہ کرام کا عقیدہ ہے اور تمام علما کرام کا فیصلہ ہے۔

..... حضور پر نور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا ما تقولون فی الزنا تم زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ انہوں نے عرض کی حرمة اللہ ورسولہ، اسے اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے حرام کر دیا ہے۔ (طبرانی، بنی الاوسط، مسند احمد)

..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے شراب، مردار، خنزیر اور کئی قسم کی خرید و فروخت حرام کر دی ہے، (بخاری و مسلم)

..... حدیث پاک ہے، انی حرمت کل مسکر میں نشہ آور چیز حرام کرتا ہوں (سنن)

..... حدیث پاک ہے، اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں اُسے

ضرور حکم دیتا کہ نماز کے وقت مسواک کریں، (بخاری، مسلم، مالک، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد،

فیض القدر جلد ۵ ص ۳۳۸)

..... حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم، رسول معظم ﷺ نے

مسافر کے لئے موزہ پر مسح کی مدت تین رات مقرر فرمائی، اور اگر سائل اور سوال کرتا تو

حضور ﷺ پانچ راتیں کر دیتے (ابن ماجہ، ابوداؤد)

..... حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں حضرت علی

رضی اللہ عنہ کو اور نکاح کرنے سے روک دیا، (بخاری و مسلم) ابن داؤد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

یہاں روکنے سے مراد حرام کرنے کا احتمال ہے (شرح مسلم جلد ۲ ص ۲۹۰)

..... حضرت ابن داؤد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ

عنه پر حرام کر دیا کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں کسی اور عورت سے نکاح نہیں

کر سکتے، کیونکہ فرمان خدا ہے، اور جو شے تمہیں رسول ﷺ عطا کرے، لے لو، اور

جس شے سے تمہیں روک دیں، رک جاؤ، پس جب نبی اکرم ﷺ نے انکو حکم دے دیا

تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں کسی اور

عورت سے نکاح کرنا حلال نہ رہا۔ (مرقاۃ جلد ۵ ص ۵۹۳)

..... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد کی طرف روشندان کھولنے کی

اجازت بخشی (زرقانی جلد ۵ ص ۳۲۸)

..... فرمان مصطفیٰ ہے، بے شک میں حائضہ اور جنبی کیلئے مسجد حلال نہیں کرتا۔

(ابوداؤد، نیل الاوطار للشوکانی جلد ۱ ص ۲۵۰)

..... ان ماحرم رسول اللہ مثل ما حرم اللہ، بے شک جو چیز رسول ﷺ نے حرام

فرمائی ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائی، (احمد، دارمی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۲۹)

..... حضور پر نور ﷺ نے حضرت فضالہ کو صرف فجر و عصر کی محافظت کا حکم دیا، باقی

نمازوں کی محافظت سے صرف ان کو مستثنیٰ قرار دے دیا، (ابوداؤد)

..... حضور پر نور ﷺ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو صرف السلام کہنے کی

رخصت عطا فرمادی، (خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۲۶۳)

..... حضور پر نور ﷺ نے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسجد میں دروازہ کھولنے کی

اجازت عطا کی۔ (زرقانی جلد ۵: ص ۳۲۸)

..... حضور پر نور ﷺ نے ایک شخص کا دو نمازیں پڑھنے کی شرط پر اسلام قبول

کر لیا۔ (احمد، زرقانی جلد ۵: ص ۳۲۸)

..... آپ نے حضرت ابی رکانہ رضی اللہ عنہ کو تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ کے بیوی

رکھنے کی اجازت عطا فرمادی (ایضاً)

..... آپ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو سورج نکلنے کے وقت سے روزہ

رکھنے کی اجازت عطا فرمادی (ایضاً)

..... آپ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ کا

مہر مقرر فرمادیا (متدرک جلد ۵: ص ۳۲۸)

..... آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لئے رعایا سے تحفے وصول

کرنا حلال کر دیا (زرقانی جلد ۵: ص ۳۲۸)

..... آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے بحالت جنابت مسجد میں رہنا

مباح کر دیا (ترمذی، زرقانی جلد ۵: ص ۳۲۸)

..... آپ نے ازواج مطہرات کے لئے بعارضہ ماہانہ مسجد نبوی میں جانا جائز قرار

دے دیا (ایضاً)

..... آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو عدت کا سوگ معاف فرمادیا،

(ایضاً، جلد ۵ ص ۳۲۵)

..... آپ نے ایک صاحب کے لئے روزے کا کفارہ خود ہی کھا لینا کافی قرار دیا (بخاری و مسلم)

..... آپ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے ریشمی

لباس جائز قرار دیا۔ (بخاری و مسلم)
 آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا نام اور کنیت جمع فرمانے کی
 اجازت دیدی:

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
 دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں



جس کی الفت سینہ گیتی میں ضو انگیز ہے
 جس کی طلعت دیدہ ہستی میں طلعت خیز ہے
 جس کا آنا خواب ابراہیم کی تعبیر ہے
 جس کا جانا وعدہ تسلیم کی تصویر ہے
 قلب موسیٰ میں سما یا جس کا حسن آرزو
 چشم عیسیٰ میں بسا جسکا خیال جستجو
 میں اسی محبوب بطحا کا غلام زار ہوں
 نور والے کا کرم ہے نور سے سرشار ہوں
 ﴿غلام مصطفیٰ مجددی﴾



درس کی حمد و ثنا:

..... ﴿ شہریار شریعت ﴾

فرمان مصطفیٰ ہے!

..... ﴿ ما امرتکم بہ فخلوہ ومانہیتکم عنہ فانتهوا (میں جس شے کا تمہیں حکم دوں، وہ لے لو، اور جس شے سے تمہیں روک دوں، تو روک جاؤ، (ابن ماجہ عن ابی ہریرہ)﴾

..... ﴿ اشارات ﴾

..... ﴿ یہ حدیث مبارک قرآنی آیت کی بہترین ترجمان ہے، اور اعلان کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تشریحی اختیارات سے سرفراز فرمایا ہے۔

..... ﴿ حضرت ہمیشہ بن ابی اسحاق رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں، بارگاہ رسول میں عرض کرتے ہیں۔

الایازسول اللہ انت مصدق

فیورکت مہدیابورکت ہادیاب

شرعت لنادین الخنیفتہ بعدما

عبدنا کامثال الحمیر طواغیا

ترجمہ: اے اللہ کے رسول آپ مصدق ہیں، مبارک ہادی اور مہدی ہیں، آپ دین

حنیف کے شارع ہیں، آپ سے قبل تو ہم گدھوں کی طرح بتوں کی عبادت کر رہے تھے،

..... ﴿ حضرت امام علی الخواص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دے دیا ہے

کہ آپ جس امر کو چاہیں واجب کر دیں اور جسے نہ چاہیں واجب نہ کریں (میزان الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۱۵)

..... ﴿ حضرت امام شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، كان الحق تعالى جعل له ﷺ ان يشرع قبل نفسه ماشاء كما في حديث تحريم شجر مكة، حق تعالى نے آپ کو یہ منصب عطا فرمایا کہ آپ شریعت میں جو حکم چاہیں، مقرر فرمادیں، جس طرح مکہ کے نباتات کی حرمت والی حدیث میں وارد ہے۔ (میزان الکبریٰ جلد ۱ ص ۵۴)

..... ﴿ حضرت امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ کا ایک نام شارع ہے، (زرقانی جلد ۳ ص ۱۳۲)

..... ﴿ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ نے حضرت امام زرقانی سے شارع کا معنی لکھا ہے۔ قد اشتهر اطلاقه ﷺ لاشرع الدين والاحكام، آپ کو شارع کہنا مشہور ہے کیونکہ آپ نے دین و احکام کی تشریح فرمائی۔ (الامن والعلیٰ ص ۱۳۱)

..... ﴿ ارشاد الساری شرح بخاری میں ہے ان يخص من شاء بما شاء من الاحكام، آپ کو اختیار حاصل ہے کہ آپ جسے چاہیں، جس حکم سے چاہیں، خاص فرمادیں۔

..... ﴿ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ احکام کا مرجع حضور نبی اکرم ﷺ ہی ہیں، آپ بعض امتیوں کو کسی ایک سے خاص فرما سکتے ہیں اور دوسرے کو اس حکم سے روک سکتے ہیں۔ (فتح الباری جلد ۱ ص ۱۳)

..... ﴿ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، احکام مفوض بود بوعی ﷺ بر قبل صبح، درست بات یہی ہے کہ تمام احکام شریعت آپ ﷺ کے سپرد ہیں، (اشعة المعات جلد ۱ ص ۶۰۹)

..... ﴿ حضرت امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، والشارع عليه الصلوة والسلام ان يخص من العموم ماشاء یعنی شارع شریعت ﷺ کو اختیار ہے کہ تمام احکام سے جسکو چاہیں خاص فرمادیں، (شرح مسلم جلد ۱ ص ۳۰۴)

..... حضرت امام خفاجی علیہ الرحمۃ "الاخرو الناهی" کی تشریح میں فرماتے ہیں انہ للاحکم سواہ یعنی آپ کے سوا کوئی حاکم نہیں، وہ حاکم ہیں محکوم نہیں ہیں۔ (نیم الریاض جلد ۲ ص ۳۵)

..... حضرت امام علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں، ہمارے اماموں نے حضور ﷺ کے خصائص سے یہ خصوصیت بھی نقل فرمائی ہے کہ آپ کو اختیار حاصل تھا کہ آپ کسی کو بھی جس حکم سے چاہیں خاص کر سکتے تھے۔ جیسے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر کر دی، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو خاص جگہ کیلئے نوحہ کی اجازت عطا فرمائی، حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لیے شش ماہے بکرے کی قربانی جائز قرار دے دی، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل ہیں، (مرقات شرح مشکوٰۃ ۱/۵۵)

..... حضرت امام فاسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، التفویض الیہ فی الاحکام الشریعة فی حکم باجتہادہ ترجمہ، یعنی احکام شریعت آپ ﷺ کے سپرد تھے، اور آپ اپنے اجتہاد کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے۔ (مطالع المسرات ص ۱۲۳)

..... امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے، حضور ﷺ امر ونہی اور خبر و بیان میں اللہ تعالیٰ کے نائب کامل ہیں (الصارم المسلمول ص ۴۱)

..... علامہ ابن قیم لکھتے ہیں، آپ کے تشریحی فیصلے عام ہیں (زاد المعاد جلد ۲ ص ۲۷۳)

..... علامہ شوکانی لکھتے ہیں۔ مفوض فی شرع الاحکام یعنی احکام شریعت آپ ﷺ کے سپرد ہیں۔ (نیل الاوطار جلد ۲ ص ۲۹۵) اور لکھتے ہیں، ان تشریح الاحکام واقع علی یدہ، یعنی احکام کی تشریح آپ کے دست مبارک پر واقع ہے، (ایضاً)

..... نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں، بعض کا مذہب ہے کہ احکام حضور ﷺ کے سپرد ہیں، آپ جو چاہیں اور جس پر چاہیں حلال یا حرام فرما سکتے ہیں اور بعض کا مذہب ہے کہ یہ کام اجتہاد سے کر سکتے ہیں، پہلا مذہب زیادہ درست اور روشن ہے۔ (مسک الختام ص ۵۱۲)

مولانا حافظ خان محرقادی



افارتے خطیب العصر مولانا حافظ خان محرقادی اسلامی نوبت لائبریری لاہور

مرتبہ
مجدد فاروقی شاہد
محدثیہ غوثیہ اسلامی نوبت لائبریری لاہور

Phone
0333-4383766
042-7213575

قادی رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

کشف المحجوب

تصنیف
 ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الجویزی
 المعروف بالکافی

دیباچہ
 شمس بریلوی

ترجمہ
 الحاج مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

قادی رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

